

پچاس موضوعات پر سروا فتاویٰ

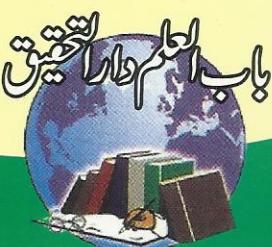


ہر موضوع کے ذیل میں
۵ آیات ۲ روایات ۲ واقعات

تألیف:

مولانا سید علی افضل زیدی قمی

ناشر: باب العلم دارالتحقیق
(فروغ ایمان ٹرست، کراچی، پاکستان)



یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون، ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کشمیر



لپک یا حسین

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

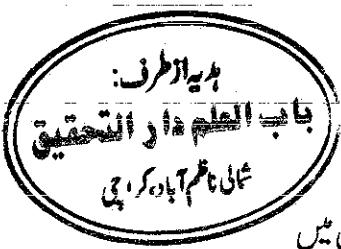
SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

<http://fb.com/ranajabirabbas>

NOT FOR COMMERCIAL USE

پچاس موضوعات پرسو افعال



ہر موضوع کے ذیل میں

۵ آیات

۵ روایات

۲ افعالات

تألیف:

مولانا سید علی افضل زیدی قمی

ناشر: باب العلم دار التحقیق (فروغ ایمان ٹرست، کراچی، پاکستان)

مشخصات کتاب

اسم کتاب :	پچاس موضوعات پرسو و اتفاقات
تألیف :	مولانا سید علی افضل زیدی قمی
نظر ثانی :	مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی
تصحیح :	حافظ خدا بخش
سید ذوالفقار حسین نقوی	
کپوزنگ :	مبارک حسین نیدی
ناشر :	باب العلم دارالتحقیق
(فرود غایبان ٹرست، کراچی، پاکستان)	
طبع :	۱۴۳۲ھ، ۲۰۱۱ء
ہدیہ :	مطالعہ اور تبلیغ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

میری انتہائے نگاش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

پچاس موضوعات پرسو افغان

jabir.abbas@yahoo.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو وقت کے امام یعنی امام صاحب الحصرو زمان کہ جن کی معرفت حاصل کرنا ہر ایک پر واجب ہے، کی ملکوتی بارگاہ میں ہدیہ کرتا ہوں۔ دعا گو ہوں کہ پروردگارِ عالم بندے کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امام زمان کا حقیقی سپاہی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جملہ مؤمنین و مؤمنات کی شرعی حاجات کو مستحب فرمائے اور ہم سب کو اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمين یا رب العالمین بحق حضرت محمد وآل محمد

قطعہ

ہم تو جن کے ہیں شیدا جلد آنے والے ہیں
سو بُو ہے یہ چچا، جلد آنے والے ہیں
انتظار جن کا ہے، ہم ندائی جن کے ہیں
وہ حسین کے شیدا جلد آنے والے ہیں

فہرست موضوعات

۱۵.....	بیانِ مؤلف
۱۶.....	عرض ناشر
۱۷.....	ات آخرت
۱۸.....	۱۔ نادان عابد
۱۹.....	۲۔ حقیقت کو جانتا
۲۰.....	۳۔ احسان
۲۱.....	۱۔ احسان اور نیکی
۲۲.....	۲۔ احسان اور خدمتِ خلق
۲۳.....	۳۔ اخلاق
۲۴.....	۱۔ شیطان کا وعدہ اور عابد کی شکست
۲۵.....	۲۔ اخلاق کی بقا
۲۶.....	۳۔ آخلاق
۲۷.....	۱۔ امام موسیٰ کاظمؑ کا آخلاق
۲۸.....	۲۔ مالک اشترؓ کا آخلاق
۲۹.....	۴۔ اسراف

۳۶.....	۱۔ پانی کا اسراف
۳۷.....	۲۔ اسراف نہ کرو
۳۹.....	۴۔ آزمائش اور امتحان
۵۳.....	۵۔ مال امتحان الہی کا وسیلہ
۵۴.....	۶۔ قومِ مویٰ ^۲ کا امتحان
۵۶.....	۷۔ امر بالمعروف و نہیں از منکر
۶۱.....	۸۔ امام صادقؑ کا نہیں از منکر کا طریقہ
۶۲.....	۹۔ امر بالمعروف و نہیں از منکر کے مقدمات
۶۳.....	۱۰۔ انفاق
۶۸.....	۱۱۔ اجریت اگلیز انفاق
۷۰.....	۱۲۔ امام محمد تقیؑ کے نام امام رضاؑ کا ایک اہم خط
۷۱.....	۱۳۔ امامت
۷۶.....	۱۴۔ حضرت علیؓ چوتھے خلیفہ
۷۸.....	۱۵۔ اعیازِ امامت
۸۰.....	۱۶۔ ایمان
۸۲.....	۱۷۔ ابوذر غفاریؓ کے ایمان کی بلندی
۸۵.....	۱۸۔ نورِ ایمان سے منور دل
۸۷.....	۱۹۔ بخشیل (کنجوس)

۹۱.....	۱۔ چالاک کنجوس (بخل)
۹۲.....	۲۔ بخل کا گناہ
۹۳.....	۳۔ بیماری
۹۸.....	۴۔ پیغمبر اکرم ﷺ کا مسکرانا
۹۹.....	۵۔ بیمار کی ذکیح بھال کی اہمیت
۱۰۱.....	۶۔ بصارت و بصیرت
۱۰۵.....	۷۔ با بصیرت غلام
۱۰۶.....	۸۔ بصیرت ابو ہارون مکفوف
۱۰۷.....	۹۔ تربیت
۱۱۱.....	۱۰۔ فرزعد صالح کی اہمیت
۱۱۲.....	۱۱۔ غذا کا اثر
۱۱۲.....	۱۲۔ تفکر (غور و فکر)
۱۱۸.....	۱۳۔ جسمی فکر و یادداشتواب
۱۱۹.....	۱۴۔ نصیحت پیغمبر اکرم ﷺ
۱۲۱.....	۱۵۔ تقویٰ
۱۲۵.....	۱۶۔ پرہیز گار جوان
۱۲۶.....	۱۷۔ پروردگار مقتنین کے اعمال کو قبول کرتا ہے
۱۲۹.....	۱۸۔ عکسر

۱۳۲.....	۱۔ قارون کا تکبیر
۱۳۲.....	۲۔ مکھی اور منصور دو ایقی
۱۳۶.....	۱۸۔ توضع
۱۳۶.....	۱۔ توضع اور بلندی
۱۳۹.....	۲۔ توضع حضرت علیؑ
۱۴۲.....	۱۹۔ توبہ
۱۴۶.....	۱۔ فائدہ مند توبہ
۱۴۷.....	۲۔ امام علیؑ کی نظر میں حقیقی توبہ
۱۴۹.....	۲۰۔ توکل
۱۵۳.....	۱۔ حضرت ابوذرؓ کا توکل
۱۵۴.....	۲۔ محکم سہارا
۱۵۵.....	۲۱۔ تہمت
۱۵۹.....	۱۔ غیر مسلمان پر تہمت بھی جائز نہیں
۱۶۰.....	۲۔ تہمت کی سزا
۱۶۲.....	۲۲۔ جہالت و نادانی
۱۶۵.....	۱۔ جاہل آدمی گدھے کا بھائی
۱۶۶.....	۲۔ نادان کی عبرت حاصل کرنا
۱۶۸.....	۲۳۔ جہنم

۱۔ امام صادقؑ اور آتش جہنم کی یاد.....	۱۷۲
۲۔ پہاڑ کا گریہ.....	۱۷۲
۳۔ حرص ولائقہ.....	۱۷۳
۴۔ لاپچی بوڑھا.....	۱۷۸
۵۔ لاپچی شخص کی حکمت آمیز وصیت.....	۱۸۰
۶۔ حسد.....	۱۸۲
۷۔ حضرت عیسیٰ کے حواری کا حسد.....	۱۸۴
۸۔ امام محمد تقیؑ سے حسد.....	۱۸۷
۹۔ حلم و بردباری.....	۱۹۰
۱۰۔ امام زین العابدینؑ کا حلم.....	۱۹۳
۱۱۔ امام حسنؑ کا کوہ گراں حلم.....	۱۹۵
۱۲۔ دعا.....	۱۹۴
۱۳۔ خدا کے علاوہ کسی سے سوال نہ کرو.....	۱۹۹
۱۴۔ کس کی دعا قبول نہیں ہوتی؟.....	۲۰۱
۱۵۔ دنیا.....	۲۰۳
۱۶۔ ہاتھوں میں راز.....	۲۰۷
۱۷۔ حضرت عیسیٰ سوئی کے ساتھ.....	۲۰۸
۱۸۔ ذکر.....	۲۱۰

۱۱	
۲۱۳.....	۱۔ ایک تسبیح حضرت سلیمانؑ کی حکومت سے بہتر ہے.....
۲۱۵.....	۲۔ تلاوت قرآن کی لذت.....
۲۱۷.....	۳۔ ریا کاری.....
۲۲۱.....	۴۔ ریا کار شخص.....
۲۲۱.....	۵۔ ریا کار کے قیامت میں چار نام.....
۲۲۳.....	۶۔ زبان.....
۲۲۷.....	۷۔ بہترین اور بدترین.....
۲۲۷.....	۸۔ بذریانی کا انجام.....
۲۳۱.....	۹۔ سخاوت.....
۲۳۵.....	۱۰۔ سخاوت امام علیؑ.....
۲۳۶.....	۱۱۔ خدا بھی سخاوت مند کو دوست رکھتا ہے.....
۲۳۸.....	۱۲۔ شکر.....
۲۳۹.....	۱۳۔ حضرت عیسیٰؑ اور نابینا.....
۲۴۲.....	۱۴۔ شکرِ نعمت.....
۲۴۲.....	۱۵۔ صبر.....
۲۴۷.....	۱۶۔ صبر اور استقامت.....
۲۵۰.....	۱۷۔ صبر و ایمان.....
۲۵۳.....	۱۸۔ صدقہ.....

۲۵۷.....	۱۔ صدقہ دینے والا جوان
۲۵۸.....	۲۔ شیاطین کی ماں
۲۵۹.....	۳۶۔ صلہ رحم
۲۶۰.....	۱۔ صلہ رحم کرنے کا حکم
۲۶۱.....	۲۔ صلہ رحم اور برکت
۲۶۲.....	۳۷۔ قلن و گمان
۲۶۳.....	۱۔ حسن ظن کی پاداش
۲۶۴.....	۲۔ سُوءِ ظن کا انعام
۲۶۵.....	۳۸۔ عبادت
۲۶۶.....	۱۔ نمونہ عبادت
۲۶۷.....	۲۔ حضرت علیؑ اور نماز
۲۶۸.....	۳۹۔ علم
۲۶۹.....	۱۔ حضور اکرم ﷺ کا انتخاب
۲۷۰.....	۲۔ ہمیشہ ساتھ رہنے والی دولت
۲۷۱.....	۴۰۔ غُصَب و غُصَّه
۲۷۲.....	۱۔ غصہ نہ کرنا
۲۷۳.....	۲۔ شرط بہوت وجاشی
۲۷۴.....	۴۱۔ غیبت

فہرست موضوعات

۱۳

۱۔ عصائے موئی ^۱	۲۹۶
۲۔ حقیقت غیبت	۲۹۷
۳۔ فقر و ناداری	۲۹۹
۴۔ حقیقی شیعہ	۳۰۲
۵۔ امام حسین اور سائل	۳۰۳
۶۔ قرآن	۳۰۶
۷۔ قرآن کا دعویٰ	۳۱۰
۸۔ آیت پڑھتا گیا اور کھجور ملتی گئی	۳۱۲
۹۔ قناعت	۳۱۹
۱۰۔ قناعت پسندی	۳۲۲
۱۱۔ قناعت نہ کرنے کا انجام	۳۲۴
۱۲۔ گناہ	۳۲۵
۱۳۔ چھوٹے گناہ	۳۲۹
۱۴۔ گناہ گار کی نصیحت	۳۳۰
۱۵۔ محبت	۳۳۲
۱۶۔ اچھا دوست	۳۳۴
۱۷۔ محبت اہل بیت کرنے والا اہل بہشت ہے	۳۳۶
۱۸۔ مہمان نوازی	۳۳۸

۳۲۲.....	۱- حضرت ابراہیمؐ کی ضیافت.....
۳۲۳.....	۲- احترام صاحین.....
۳۲۴.....	۳۸ نماز.....
۳۵۰.....	۱- دور کعت نماز دنیاوی خیال سے خالی.....
۳۵۱.....	۲- تارک الصلاۃ کیوں کافر ہے؟
۳۵۲.....	۳۹ ہمسایہ.....
۳۵۴.....	۱- پہلے ہمسایہ.....
۳۵۴.....	۲- ہمسایہ سے بے خبری.....
۳۵۹	۵۰۔ یتیم.....
۳۶۳.....	۱- مولا علیؑ اور یتیم پروری.....
۳۶۵.....	۲- یتیموں سے مہربانی.....
۳۶۶	منابع و مأخذ.....

بیانِ مؤلف

ناچیز رام اطراف ہم نے اس کتاب سے پہلے ایک اور کتاب ”انسان ساز واقعات“ تحریر کی تھی، جو الحمد للہ کافی لوگوں نے پسند کی۔ لیکن تمبا اور آرزو یہ تھی کہ واقعات کو موضوع کے ساتھ تحریر کیا جائے اور آیات و روایات کو بھی ذکر کیا جائے۔ اس کتاب کو لکھنے سے پہلے جناب حسن علی جیوانی صاحب سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج کل لوگ واقعات کی کتابیں بہت خریدتے ہیں اور واقعات کو پڑھنے میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔ گویا انہوں نے میری خواہش اور آرزو کی تائید فرمائی، اس لیے پاکستان سے ایران واپسی پر بندے نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔ اس کتاب میں پچاس مختلف موضوعات ہیں اور ہر موضوع میں پانچ آیات، پانچ روایات کو ذکر کیا گیا ہے اور مختصر سی تشریح و توضیح بھی بیان کی گئی ہے اور ہر موضوع پر دو واقعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے، خصوصاً اہل منبر کے لئے یہ کتاب کافی مفید ثابت ہوگی، کوشش کی گئی ہے کہ ایسے موضوعات کو بیان کیا جائے کہ جن کو پڑھ کر ہم اپنی اصلاح کر سکیں۔

الحمد للہ کتاب ”انسان ساز واقعات“ اور ”آسرار ولایت“ کے بعد یہ تیری کاؤش ہے، جو اس وقت قارئین کرام کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کاؤش کو پایا

مکمل تک پہنچانے میں جن افراد نے حصہ لیا ہے ان کا میں تھیہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں، جیسے مولانا مبارک حسین زیدی صاحب کہ جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس کی کپوزنگ کی، اسی طرح مولانا نادر صادقی، مولانا سیدنا صر حسین زیدی، مولانا ذیشان حیدر نقوی، مولانا رضوان علی علوی، مولانا شجاعت علی ہندی، جناب حافظ خدا بخش، جناب سید ذوق قار حسین نقوی صاحبان کہ جنہوں نے دس دس موضوعات کو لے کر تصحیح کا کام انجام دیا، اسی طرح تمام ساتھیوں کا منون ہوں جنہوں نے اس کاوش کو شائع کرنے میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ بالخصوص نظر ثانی اور طباعت کے مرحل میں اعانت کرنے والے میرے عزیز دوست مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی اور مولانا مہدی ایمانی کا شکر گزار ہوں خدا سے دعا گوہوں، بحق محمد وآل محمد جن افراد نے جس طرح کا بھی اس کتاب میں تعاون کیا ہے بحق محمد وآل محمد ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے، اسی طرح کار خیر کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کے مرحومین کی مغفرت فرمائے، ہمارا حشر و نشر قرآن والیل بیت کے ساتھ فرمائے۔
آمین یا رب العالمین۔ بحق حضرت محمد وآل محمد

سید علی افضل زیدی

عرض ناشر

باب العلم دارالتحقيق اہل علم و قلم و تحقیق کے لیے ایک ایسا زینہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنی صلاحیتوں کو بروکار لاتے ہوئے قوم و ملت کے شعور اور دین سوچ میں اضافہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اب تک میں سے زیادہ کتابوں کی تعلیف اور سیکڑوں سوالات کے جوابات اسی ادارے سے نشر کیے گئے ہیں، علماء قم و نجف حدتا پاکستان میں مقیم اہل قلم کو دعوت تحقیق دیتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ اس ادارے کے ساتھ تعاون اور اس کے لیے خیرخواہ رہیں گے، مولانا سید علی افضل زیدی قم کے پاک دل اور مخلص علماء اکرام میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی پیشتر تعلیمات کے علاوہ دروست تعلیف ”بچاں موضوعات پر سو واقعات“ ہے جس کی صحیح جناب حافظ خدا گذشت، اور جناب ذوالفقار حسین نقوی نے کی جبکہ کپوزنگ جناب مبارک حسین زیدی اور مرزا محمد علی صاحب نے انعام دی، اور باب العلم دارالتحقيق اسے پیش کر رہا ہے۔ یہ کتاب کیوں کہ بچاں اخلاقی، سماجی اور گھریلو مسائل پر مشتمل مختلف موضوعات پر مرتب کی گئی ہے۔ جو کہ مبلغین، مقررین اور مدرسین کے علاوہ تمام اہل مطالعہ افراد کے لئے مفید ثابت ہوگی جس میں مولانا نے ہر موضوع پر پائیج آیات اور اُن کی مختصر تفسیر، پائیج روایات اور ہر موضوع پر دو واقعات ذکر کیے ہیں۔

اللہ کرے ذور قلم اور زیادہ۔

مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی

سربراہ باب العلم دارالتحقيق، کراچی

(۱)

آخرت

آیات

ا تھام مر جائیں گے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ (سورہ زمر آیت ۳۰)

”پنیر آپ کو بھی موت آنے والی ہے اور یہ سب مر جانے والے ہیں۔“

۲- موت مخلوق خداوند:

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُو كُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً﴾ (سورہ ملک آیت ۲)

”اس نے موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں حسن عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے۔“

۳- موت سے ڈرنے کی وجہ:

﴿فَلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ حَالِصَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَسْمَنُوا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ☆ وَلَنْ يَتَمَوَّهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُ

آخرت

۱۹

(سورہ بقرہ آیات ۹۵، ۹۶)

”ان سے کہو کہ اگر سارے انسانوں میں دار آخرت فظ تھا رے لئے ہے اور تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو موت کی تھنا کرو اور یہ اپنے پچھلے اعمال کی بنا پر ہرگز موت کی تھنا نہیں کریں گے۔“

۴۔ موت کے بعد زندگی:

﴿فَإِنَّظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ كَيْفَ يُخْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِكَ لِمُحْيِيِ الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورہ روم آیت ۵۰)

”اب تم رحمتِ خدا کے ان آثار کو دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے بے شک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

۵۔ آخرت، بہتر ہے:

﴿وَالآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى﴾ (سورہ اعلیٰ آیت ۷۱)

آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

روايات

۱۔ آخرت کے لئے عمل انجام دو۔

قال علی علیہ السلام: ”إِنَّكَ مَخْلُوقٌ لِلآخرَةِ فَاغْعَلْ لَهَا“، (غیر الحکم، ج ۱)

ص ۱۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ”بے شک تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اسی کے لئے عمل انجام دو۔“

۲۔ آخرت نیک لوگوں کے لئے

قال علیؑ علیہ السلام: ”الآخرة فَوْرُ السُّعَادِ“ (غراجم، ج ۱، ص ۱۶)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ”آخرت نیک لوگوں کی کامیابی ہے۔“

۳۔ دنیا کی زینت:

قال علیؑ علیہ السلام: ”الْمَالُ وَ الْبَنُونُ زِينَةُ الدُّنْيَا وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ حَرُثُ الْآخِرَةِ“ (غراجم، ج ۱، ص ۱۶)

حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: ”مال اور اولاد دنیا کی زینت ہے اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہے۔“

۴۔ آخرت پر یقین

قال علیؑ علیہ السلام: ”مَنْ آتَقَنِ بِالْآخِرَةِ لَمْ يَحُرِّصْ عَلَى الدُّنْيَا“ (غراجم، ج ۱، ص ۱۶)

مولانا علیؑ نے فرمایا: ”جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ دنیا کی حوصلہ نہیں کرتا۔“

۵۔ آخرت باقی رہنے والی:

قال علیؑ علیہ السلام: ”غَايَهُ الْآخِرَةِ الْبَقاءُ“ (غراجم، ج ۱، ص ۱۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ”آخرت کی غرض بقاء ہے۔“

شرح

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اس دنیا کو دوام نہیں۔ قرآن و روایات اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا، یہ دنیا فقط ایک گزرگاہ ہے انسان کو ہمیشہ آخرت کی فکر میں رہنا چاہیے، آج عمل کا دن ہے اور کل حساب کا۔ جزا و سزا کا دار و مدار عمل پر ہے۔ جیسا عمل وسیع ہی جزا و سزا۔ مندرجہ بالا آیات و روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ دنیا سے بہتر آخرت ہے۔ خدا سے دعا ہے جن محدثین میں آخرت میں بہترین جزا پاداش عطا فرمائے۔ اور ہمیں آخرت کو یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات

ا۔ نادان عابد

بنی اسرائیل میں ایک متقدی و پر ہیز گار عابد دوسرا سال اپنی عمر عبادت الہی میں گزار چکا تھا۔ اس نے خدا سے دعا کی کہ خدا یا ابلیس کو دکھا، اچانک اس کے قریب ایک بوڑھا شخص ظاہر ہوا۔

عبد نے پوچھا: تم کون ہو؟

بوڑھے نے کہا: میں ابلیس ہوں۔

عبد: تم میرے پاس اس سے پہلے کیوں نہیں آئے، مجھے فریب دینے کے لئے؟

ابلیس نے کہا: کئی بار آیا لیکن تم میرے جال میں نہ پھنس سکے۔

عبد: کیوں؟

ابلیس: کیوں کہ تم ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے اور ہمیشہ اس فکر میں رہتے کہیں عزراً نیل نہ آجائے اور میں گناہ و معصیت میں بنتا ہوں، اس وجہ سے میں تم پر مسلط نہ ہو سکا اور اسی وجہ سے خدا نے تمھاری دوسو سال عمر کی اور مزید تھماری دوسو سال کی بڑھادی ہے (گویا تمھاری عمر چار سو سال ہے) یہ کہہ کر ابلیس غائب ہو گیا۔

عبد سوچنے لگا اور اپنے آپ سے کہنے لگا کہ دو سو سال میری عمر ابھی باقی ہے، کیوں اپنے آپ کو دنیاوی لذت سے محروم رکھوں (گویا عبد آخرت کو بھول گیا) سو سال عیش و عشرت میں گزارتا ہوں اور باقی سو سال عبادت و اطاعت میں گزار دوں گا۔ اس غلط فکر نے عبد کو عبادت سے دور کر دیا اور دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ آہستہ آہستہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا۔ ایک دفعہ اچانک اس نے محسوس کیا کہ ملک الموت عزراً نیل اس کے قریب آ رہا ہے۔

عبد نے عزراً نیل سے کہا: میری دو سو سال عمر ہے۔

عزراً نیل نے کہا: بے شک تمھاری عمر دو سو سال تھی لیکن عبادت کی دوری اور گناہوں کی انجام دہی کی وجہ سے تمھاری عمر کم ہو گئی (تم آخرت کو بھول گئے اور دنیا کی طرف متوجہ ہو گئے) اس طرح نادان عبد کی عاقبت و آخرت خراب ہو گئی۔

”اللَّهُمَّ اجْعَلْ عَوَاقِبَ أُمُورِنَا خَيْرًا“

ترجمہ: خدا یا ہماری عاقبت بخیر فرم۔ (عاقبت و کفر گناہ کا گارانٹی ۱۵)

۲۔ حقیقت کو جاننا

ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا اور پیغمبرؐ سے عرض کیا: اے رسول خدا! مجھے قرآن کی تعلیم دیں۔

پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب میں سے اس کو ایک صحابی کے پرداز کیا۔ صحابی اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد کے ایک کونے میں لے گیا اور سورہ مبارکہ زلزال کی اس کے سامنے تلاوت کی، جب اس آیت پر پہنچا فمیں یعمل مشقال ذرۃ خیرا یروه و من یعمل مشقال ذرۃ شرا یروه (پھر جسم) شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہی اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا)۔

اس شخص نے تھوڑی فکر کرنے کے بعد کہا: کیا یہ جملہ تو اہلی ہے؟ صحابی نے اس شخص کے جواب میں کہا: بے شک۔ اس شخص نے کہا: میں نے اس آیت سے درس لے لیا ہے۔ یعنی یہی آیت میرے راہ مستقیم پر چلنے اور آخرت کی یاد کے لئے کافی ہے۔ اور یہ کہہ کر وہ شخص چل پڑا۔

صحابی پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا: اس کو آزاد چھوڑ دو اس نے حقیقت کو پالیا ہے۔ (تفسیر نمونہ، ج ۲۷، ص ۲۳۱)

(۲)

احسان

آیات

۱۔ احسان کے لئے حکم الہی:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾ (سورہ علی، آیت ۹۰)

”بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

۲۔ احسان کا بدل:

﴿هُلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (سورہ رحمٰن، آیت ۶۰)

”کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ پچھا اور بھی ہو سکتا ہے۔“

۳۔ نیکی کا شوق دلائا:

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ﴾ (سورہ زمر، آیت ۱۰)

”جن لوگوں نے اس دنیا میں احسان کیا ان کے لئے نیکی ہے۔“

۴۔ رحمت الہی احسان کرنے والوں کے قریب ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورہ اعراف، آیت ۵۶)

”اس کی رحمت صاحبانِ حسن عمل سے قریب تر ہے۔“

۵۔ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے:

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۸)
اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

روایات

۱۔ نیک لوگوں کی خصلت:

قال علیٰ علیہ السلام: "الْأَحْسَانُ غَرِيْزَةُ الْأَخْيَارِ" (غرا حکم، ج ۱، ص ۲۶۹)

مولانا علیؒ نے فرمایا: "احسان کرنا نیک لوگوں کی خصلت ہے۔"

۲۔ بہترین ایمان:

قال علیٰ علیہ السلام: "أَفْضَلُ الْإِيمَانِ الْإِحْسَانُ" (غرا حکم، ج ۱، ص ۲۷۰)

مولائے کائنات علیؒ نے فرمایا: "بہترین ایمان احسان ہے۔"

۳۔ احسان محبت کا سبب:

قال علیٰ علیہ السلام: "الْأَحْسَانُ مُحَبَّةٌ" (غرا حکم، ج ۱، ص ۲۷۵)
امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: "احسان محبت کا سبب ہوتا ہے۔"

۴۔ گناہ گار پر احسان:

قال علیٰ علیہ السلام: "الْأَحْسَانُ إِلَى الْمُسِيءِ أَحْسَنُ الْفَضْلِ" (غرا حکم، ج ۱، ص ۲۷۶)

(غرا حکم، ج ۱، ص ۷۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ”گناہ گار پر احسان بہترین فضیلت ہے۔“

۵۔ غلامی:

قال علی علیہ السلام: ”بِالْأَحْسَانِ يُسْتَعْبَدُ الْأَنْسَانُ“ (غرا حکم، ج ۱،

ص ۲۸۰)

مولائے متقیانؑ نے فرمایا: ”احسان سے انسان غلام بن جاتا ہے۔“

تشريع

احسان ہروہ عمل نیک ہے جو واقعاً نیک ہو اور نگاہ قدرت میں نیک کہے جانے کے قابل ہوتا کہ وہ اس کا اجر دے سکے ورنہ خیال نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان ایک عقلی قانون بھی ہے اور شرعی قانون بھی۔ صاحبان عقل بھی اس حقیقت کا اعتراف رکھتے ہیں کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا اور حکم شریعت بھی ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ نیک بر تاؤ کرے تو اس کی نیکی کا جواب نیکی ہی سے دو۔ اگرچہ بدسرشت افراد نے اس قانون کا بھی خیال نہیں رکھا اور پروردگار بھی احسان کرنے والوں کے ساتھ بھی اچھا بر تاؤ نہیں کیا اور اس کی بندگی سے کنارہ کش ہو گئے بلکہ اس کے وجود تک کا انکار کر دیا۔ خدا سے دعا ہے بحق چهار دہ معصومین علیہم السلام ہم سب کو احسان و نیکی کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات

۱۔ احسان اور نیکی:

معمر بن خلود امام رضا سے روایت نقل کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: تیری عمر میں آدمی زندگی آرام و سکون اور خوشی میں گزرے گی اور آدمی دوسری زندگی پر بیشانی و تنگستی میں۔ اب تیری مرضی ہے جس کو چاہے پہلے انتخاب کر لے۔ اس شخص نے کہا: میرے تھوڑے میری شریک حیات ہے بہتر ہے پہلے اس سے مشورہ کروں۔ جب صبح ہوئی تو اس نے بیوی سے کہا: رات خواب میں، میں نے ایک شخص کو دیکھا اور اس نے مجھ سے کہا: تیری آدمی زندگی میں خوشیاں ہیں اور آدمی زندگی میں پر بیشانیاں ہیں۔ اب تیری مرضی جس کو چاہے پہلے انتخاب کر۔ اس کی بیوی نے کہا: پہلے خوشی کو انتخاب کرلو۔ اس نے اپنی شریک حیات کی بات پر عمل کیا اور پہلے خوشی کو انتخاب کیا۔ جب اس نے یہ کام کیا اور دنیا اس کی طرف آئی تو جب اسے کوئی نعمت ملتی تو اس کی زوجہ اس سے کہتی تھا: اس اس کی طرف آئی تو جب اس کے ساتھ احسان کرو یا اس سے کہتی تھا: اس اس کی طرف آئی تو جب اس کی ضرورت مند ہے اس کی مدد کرو۔ اسی طرح ہمیشہ جو بھی اس کو نعمت ملتی وہ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتا اور اس نعمت کا شکر ادا کرتا اس طرح اس کی آدمی زندگی خوشیوں اور فراوانی میں گزری اور جب دوسری آدمی زندگی شروع ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا:

قد انعم اللہ علیہنا فشکرنا واللہ اولیٰ بالوفاء یعنی: خدا نے ہمیں نعمت سے نواز اور ہم نے اس کا شکر ادا کیا اور خدا یقیناً اپنے وعدے پر وفا کرنے والا ہے۔
 یہی احسان، شکرِ نعمت، غریبوں محتاجوں عزیز اقارب کی مدد کرنا سب بنا کر اس کی دوسری آدمی زندگی بھی خوشیوں اور فراوانی میں گزری۔ (محاجۃ الانوار، ج ۷۷، ص ۵۵۔ شرح زیارت امین اللہ، ص ۳۱۵)

۲۔ احسان اور خدمتِ خلق

ابن عباس کہتے ہیں: میں مسجد الحرام میں امام حسنؑ کے قریب بیٹھا تھا اور آنحضرتؐ مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دن امام طواف کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی: اے فرزید رسولؐ میں مقروض ہوں مجھے اس قدر رقم چاہیے، اگر ممکن ہو تو میرا قرض ادا کر دیں۔

حضرتؐ نے فرمایا: اس خانہ کے رب کی قسم امیں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اس شخص سے کہا: اگر ممکن ہو تو مجھے صاحب قرض سے وقت لے کر دے دیں کیونکہ وہ مجھے ڈراتا اور دھمکاتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں: امامؑ نے اپنے طواف کو چھوڑا اور اس شخص کے ساتھ اس کی حاجت روائی کے لئے چل پڑے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزید رسولؐ! آپ اعتکاف میں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا: میں نے اپنے والدِ گرامی سے سنا ہے کہ رسولؑ خدا نے فرمایا: جو بھی کسی مؤمن کی حاجت پوری کرے گا گویا اس نے تو ہزار سال خدا کی عبادت کی، ایسی عبادت کہ دن کو روزے سے اور راتوں کو قیام میں۔ (گنجیہ معارف، ج ۱، ص ۲۵)

(۳)

اخلاص

آیات

۱۔ خالص عبادت

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (سورہ بینۃ آیت ۵)
”اور انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ خدا کی عبادت کریں اور اس عبادت
کو اسی کے لئے خالص رکھیں۔“

۲۔ سب کچھ خدا کے لئے

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
(سورہ النعام، آیت ۱۴۶)

”کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری عبادتیں، میری زندگی، میری موت سب اللہ کے
لئے ہے۔ جو عالمیں کا پانے والا ہے۔“

۳۔ شیطان سے حفظ

﴿وَلَا يَغُوِّنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ☆ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ (سورہ

(حجر، آیات ۳۹، ۴۰)

”اور سب کو اکٹھا گمراہ کروں گا علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خاص
بنایا ہے۔“

۲۔ نجات یافتہ

﴿فَإِن طُرِّزْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنَذِّرِينَ ☆ إِلَّا عِبَادُ اللَّهِ الْمُخْلَصُونَ﴾

(سورہ صافات، آیات ۷۲، ۷۳)

”تواب دیکھو ل جنہیں ڈرایا جاتا ہے ان کے نہ مانتے کا انجام کیا ہوتا ہے علاوہ
ان لوگوں کے جو اللہ کے مخلص بندے ہوتے ہیں۔“

۵۔ مخلص بندوں کے سوا کوئی خدا کی توصیف نہیں کر سکتا

﴿سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصْفُونَ ☆ إِلَّا عِبَادُ اللَّهِ الْمُخْلَصُونَ﴾ (سورہ

صفات، آیت ۱۶۰)

”ذات خدا پاک و منزہ ہے تمام صفات سے مگر خدا کے مخلص بندے اس کی
توصیف کریں گے۔“

روايات

۱۔ کاصیابی

قال علیٰ علیہ السلام: ”الْخَلَاصُ فَوْزٌ“ (غراجم، ج ۱، ص ۲۰۲)

مولائے کائنات علیؐ نے فرمایا: ”اخلاص کا میابی ہے۔“

۲۔ عبادت کا معیار

قال علیؐ علیہ السلام: ”الْإِحْلَاصُ مِلَادُ الْعِبَادَةِ“ (غراجم، ج ۱،

(ص ۲۰۵)

حضرت علیؐ نے فرمایا: ”اخلاص عبادت کا معیار ہے۔“

۳۔ مقریبین کی عبادت

قال علیؐ علیہ السلام: ”الْإِحْلَاصُ عِبَادَةُ الْمُقْرَبِينَ“ (غراجم، ج ۱،

(ص ۲۰۵)

امام علیؐ نے فرمایا: ”اخلاص مقریبین کی عبادت ہے۔“

۴۔ آزادی

قال علیؐ علیہ السلام: ”غَايَةُ الْإِحْلَاصِ الْخَلاصُ“ (غراجم، ج ۱،

(ص ۲۰۷)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: ”اخلاص کا نتیجہ (عذاب خدا سے) خلاصی و رہائی ہے۔“

۵۔ مراد پالینا

قال علیؐ علیہ السلام: ”مَنْ أَخْلَصَ بَلَغَ الْآمَالَ“ (غراجم، ج ۱،

(ص ۲۰۸)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: ”جس نے اپنے عمل و نیت میں خلوص پیدا کیا وہ اپنے
مقصد و مراد کو پا گیا۔“

تشریح:

اخلاص اور خلوص نیت ایک بہت عظیم مسئلہ ہے جس پر قرآن مجید کی آیات و روایاتِ معصومین میں بہت زور دیا گیا ہے۔

صرف مخلص افراد ہی کی فکر و نیت، عمل اور اخلاق قابل اہمیت ہیں اور صرف وہی لوگ اجر عظیم اور رضوانِ الہی کے مستحق ہوتے ہیں۔

اگر ہماری کوشش، اعمال اور اخلاقی امور غیر خدا کے لئے ہوں تو ان کی کوئی اہمیت نہیں اور خدا کے نزدیک اس کا کوئی ثواب نہیں ہے۔

اخلاص بہترین عمل ہے۔ اخلاص بہت بڑی کامیابی ہے۔ اخلاص عبادت کا شمرہ ہے اور اسی اخلاص کے ذریعے انسانوں کے اعمال بلندیوں کی طرف جاتے ہیں اور پروردگار عالم مخلص بندوں کی دعاویں کو بہت جلد صحاب کرتا ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بختِ محمد و آلِ محمد ہمیں خلوص نیت سے ہر نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات

۱۔ شیطان کا وعدہ اور عابد کی شکست

کتاب خلاصۃ الاختیار اور دوسری معتبر کتابوں میں ملتا ہے کہ جیسا کہ اس کیلئے میں ایک درخت تھا جس میں سے شیطان آواز نکال کر لوگوں سے با تمن کیا کرتا تھا۔ اور کافی

لوگ اس درخت کے بارے میں الوہیت کے قائل ہو گئے تھے۔ ایک عابد کو جب اس ماجرے کے بارے میں پتہ چلا تو خلوص نیت سے اس درخت کو کاشنے کا ارادہ کیا۔ پس اس عابد نے کھڑاڑی اٹھائی اور اس درخت کے قریب آیا کہ اس کو کاش دے۔ اچانک شیطان انسانی صورت میں مجسم ہوا اور عابد کو درخت کاٹنے سے منع کیا۔ (مگر عابد نے کہا میں ضرور اس درخت کو کاٹوں گا) آپس میں جھگڑا ہوا اور عابد شیطان پر غالب آگیا اور شیطان کو زمین پر گردایا۔ شیطان نے جب دیکھا کہ عابد اپنے ارادہ سے محرف نہیں ہوا ہے تو اس نے عابد سے کہا: اگر اس درخت کو کاٹنے سے تمہارا مقصود ثواب ہے تو میں تمہارے لئے ایک ایسا فعل انجام دیتا ہوں جس کا ثواب اور اجر اس سے بہتر ہے۔ عابد نے کہا: وہ کون سا عمل ہے؟ شیطان نے کہا: جب تک تم زندہ ہو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے مصلیٰ کے نیچے سے تمہیں ہر روز دو دینار سونے کے ملیں گے اور تم وہ دینار فقراء میں تقسیم کر دینا۔ عابد بیچارہ شیطان کے فریب میں آگیا اور درخت کو کاشنے سے محرف ہو گیا۔ شیطان نے چند دنوں تک تو اپنے وعدے پر عمل کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد جب عابد کو مصلیٰ کے نیچے سے دینار نہ ملے تو دبارہ درخت کو کاشنے کے لئے چل پڑا۔ شیطان پھر عابد کے راستہ میں آیا اور درخت کاٹنے سے روکا لیکن عابد نے انکار کیا، دونوں میں دوبارہ جھگڑا ہوا۔ اس دفعہ شیطان نے عابد پر غلبہ پایا اور عابد کو زیر کر دیا۔ عابد نے تعجب کیا اور شیطان سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے اُس دفعہ میں غالب آیا تھا اور اس دفعہ تو غالب ہوا؟ شیطان نے کہا: اُس دفعہ تیری نیت خالص تھی اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو کام انجام دینا چاہتا تھا

لیکن اس دفعہ تیری نیت خالص نہ تھی بلکہ دینار نہ ملنے کی وجہ سے تو یہ کام انجام دینا چاہتا تھا۔ (خزینۃ الجواہر فی ایسۃ المنابر، ج ۲، ص ۱۰۱۲)

۲۔ اخلاص کی بقا:

شیخ عباسی نقی (قدس سرہ) نے سفینۃ الجمار کی جلد دوم صفحہ ۲۶۸ (لفظ خالص) میں شیخ شرف الدین بن منوس کی کتاب مختصر الاحیاء سے نقل کیا ہے کہ: انہوں نے اخلاص کے باب میں تحریر کیا ہے: جو بھی اپنے عمل کو خلوصی نیت سے اللہ کے لئے انجام دے گا اگرچہ نیت نہ ہو تو اس کے آثار اور برکات اس کے لئے اور اسی طرح اس کے لواحقین و پیماندگان کے لئے روز قیامت تک باقی و قائم رہیں گے۔ جیسا کہ نقل کرتے ہیں کہ: جب حضرت آدم زمین پر تشریف لائے تو زمین پر رہنے والے مختلف حیوانات ان کی زیارت اور سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے آنے والے جانوروں کو ان کی حیثیت اور منزلت کے مطابق دعا فرمائی۔

ہر نوں کا ایک دستہ آدم کے سلام کے لئے ان کے پاس آپ، حضرت آدم نے ان کی پشت پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں دعا فرمائی، جس کے نتیجے میں حق تعالیٰ نے انہیں نام مشک عطا فرمایا۔

جب یہ ہر مشك کے امین بن کے اپنی قوم میں گئے تو دوسرے ہر نوں نے کہا: آج ہمیں تم سے عجیب سی خوشبو صحسوں ہو رہی ہے اور آج سے قبل یہ خوشبو تم میں نہیں پائی جاتی تھی یہ خوشبو کہاں سے لائے ہو؟

ہر نوں نے کہا: ہم خدا کے برگزیدہ حضرت آدم کی زیارت کے لئے گئے تھے

انہوں نے ہماری پشت پر دست شفقت پھیرا اور ہمارے حق میں دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں نافہ مشک کا حامل بنادیا۔

جب دوسرے ہرنوں نے یہ ساتو انہوں نے کہا: ہم بھی آدم کے پاس نافہ مشک حاصل کرنے کو جاتے ہیں۔ یہ کہہ کروہ حضرت آدم کے پاس آئے اور ان کو سلام کیا۔ حضرت نے ان کی پشت پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی مگر ان میں وہ خوبصورتی پیدا نہ ہوئی۔

انہوں نے واپس آ کر ہرنوں کی پہلی ٹولی سے کہا: ہم نے بھی آدم کی زیارت کی، انہوں نے ہماری پشت پر دست شفقت پھیرا اور دعا بھی کی، مگر ہمارے اندر وہ خوبصورتی پیدا نہیں ہوئی جو تمہارے اندر رہے۔

تو دوسرے ہرنوں نے جواب دیا: ہماری اور تمہاری نیت میں فرق تھا تم نے حضرت آدم کی زیارت کو خلوص نیت سے انجام نہیں دیا بلکہ تمہاری نیت یہ تھی کہ پروردگار تم کو بھی صاحب نافہ مشک عطا کرے، اس لئے تم محروم رہے اور ہماری نیت خالص تھی اللہ احت تھ تعالیٰ نے ہمیں اس خوبصورتے نوازا اور یہ خوبصورتی قیامت تک ان کی نسلوں میں باقی اور قائم رہے گی۔ (ہزارو یک حکایت اخلاقی، ص ۲۰۸)

(۲)

اخلاق

آیات

۱۔ حسن خلق:

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾

(سورہ قلم، آیت ۲)

آپ بلند ترین اخلاق کے درجہ پر ہیں۔

۲۔ بہترین کلام:

﴿وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا أَتَىٰ هِيَ أَخْسَنَ﴾ (سورہ اسراء، آیت ۵۳)

اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ صرف اچھی باتیں کیا کریں۔

۳۔ بہترین جواب:

﴿وَإِذَا حُسِّنَتِ الْمِحْسَنَاتِ فَحِيلُوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أُوْرُدُوهَا﴾ (سورہ نساء، آیت ۸۶)

اور جب تم لوگوں کو کوئی تخفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر یا (کم سے کم)

ویسا ہی واپس کرو۔

۴۔ وہ کہو جس پر خود عمل کرتے ہو:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (سورہ صفحہ، آیت ۲)

ایمان والآخرہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ہو۔

۵۔ با اخلاق بندوں کی صفت

﴿وَإِذَا أَمْرُوا بِالْفُعُولِ مَرُوا كِبَارًا﴾ (سورہ فرقان، آیت ۷۲)

اور جب لغواکاروں کے قریب سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے

ہیں۔

روايات

۱۔ کمال ایمان کی نشانی:

قالَ الْبَاقِرُ: ”إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا“ (اصول کافی ج ۲ ص ۹۹)

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ”بے شک از روئے ایمان سب سے زیادہ کامل وہ ہے جو از روئے خلق سب سے اچھا ہو۔

۲۔ بہترین نیکی:

قالَ الْحَسَنُ: ”إِنَّ أَحْسَنَ الْحَسَنِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ“ (خصال ص ۲۹، وسائل ح ۱۲ ص ۱۵۳)

امام حسن نے فرمایا: ”بہترین نیکی اور خوبی بہترین اخلاق ہے۔

۳۔ افضل عمل:

قالَ رَسُولُ اللَّهِ: ”مَا يُوْضَعُ فِي مِيزَانَ أُمُورِي إِيَّوْمَ الْقِيَامَةِ أَفْضَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ“ (اصول کافی ج ۲ ص ۹۹)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میزان میں میں کسی کا کوئی عمل حُسن خلق سے زیادہ افضل نہ ہوگا۔

۴۔ طولانی عمر کا سبب:

قالَ الصَّادِقُ: ”الْبِرُّ وَ حُسْنُ الْخُلُقُ يَعْمَرُانِ الدِّيَارَ وَ يَرِيدُنَ فِي الْأَعْمَارِ“ (اصول کافی ج ۲ ص ۱۰۰)

حضرت امام صادق ع نے فرمایا: نیکی اور حُسن خلق شہروں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں کو بڑھاتے ہیں۔

۵۔ بہترین دوست:

قالَ عَلَىٰ: لَا قَرِينَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ (غراجم ح ۱ ص ۳۲۰)

حضرت امیر المؤمنین ع نے فرمایا: ”حسن خلق چیسا کوئی رفیق و ساتھی نہیں۔

تشریح:

انسان کی شناخت اس کے اخلاق اور کردار سے ہوتی ہے۔ جس کا اخلاق بہترین

ہوگا اس کے ساتھی اور دوست زیادہ ہوں گے۔ اسی لئے خدا نے انسان کی ہدایت کے لئے جتنے بھی ہادی صحیح، تمام کے تمام اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور انسان کو اپنے اخلاق ہی کے ذریعہ مقام و منزلت ملتی ہے اور بہترین اخلاق ہی باعث بنتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت اور عمر طولانی ہو۔ یہودہ اور بری باتوں سے پرہیز کریں اور اپنے اخلاق کی طرف مائل ہوں، کیونکہ بہترین ساتھی اخلاق ہے اور ہر مقام و جگہ پر اخلاق حسنے کے خالی افراد کو لوگ پسند کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ اخلاقی حسنے کو اپنا ٹیکسی خدا سے دعا ہے کہ نبھتی محمدؐ وآل محمدؐ ہمیں بہترین اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرم۔ (آئین)

واقعات

۱۔ امام موسیٰ کاظمؑ کا اخلاق:

شیخ مفیدؒ اور دوسرے علماء نے روایت کی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص خلیفہ دوم کی اولاد میں سے رہتا تھا جو ہمیشہ امام موسیٰ کاظمؑ کو تکلیف دیتا اور آپ کو برا بھلا کہتا اور جب حضرت کو دیکھتا تو حضرت امیر المؤمنین علیؑ کو گالی دیتا۔ یہاں تک کہ آپ کے متعلقین میں سے کچھ لوگ کہنے لگے کہ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس فاجر کو قتل کر دیں۔ آپ نے انہیں سختی کے ساتھ اس کام سے منع کیا اور انہیں جھڑک دیا اور پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے۔ عرض کیا گیا کہ مدینہ کی فلاں طرف زراعت میں مشغول

ہے۔ حضرت سوار ہوئے اور مدینہ سے اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب پہنچ تو وہ اپنے کھیت میں کھڑا تھا۔ حضرت اپنی سواری پر اس کے کھیت میں داخل ہو گئے۔ وہ چلانے لگا کہ ہماری زراعت کو خراب نہ کرو اور اس راستہ سے نہ آؤ۔ حضرت جس طرح جا رہے تھے، چلتے رہے، یہاں تک کہ اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور اس سے کشادہ روئی کے ساتھ باتیں کرنے لگے اور اس سے سوال کیا کہ تو نے اس کھیت پر کتنا خرچ کیا ہے۔ کہنے لگا کہ سوا شرمنی۔ آپ نے فرمایا: کتنی امید ہے کہ اس سے منافع حاصل کر لے گا۔ کہنے لگا میں غیب نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: میں نے کہا کتنی آمدی کی تجھے امید ہے، کہنے لگا امید ہے کہ دوسرا شرمنی آمدی ہو گی۔ بس آپ نے کیسہ زر کالا کہ جس میں تین سوا شر فیاں تھیں اور اس کو دیے دیں اور فرمایا: اسے لے اور تیری زراعت بھی تیرے لئے ہے اور خدا تجھے اس سے اتی ہی روزی دے گا کہ جس کی تو امید رکھتا ہے۔ وہ عمری شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے آپ کے سر کا بوسہ لیا اور حضرت سے درخواست کی کہ اس کی تقدیرات سے درگزر کرتے ہوئے اسے معاف کر دیں۔ حضرت نے تب تم فرمایا اور واپس تشریف لائے۔ پھر اس عمری کو مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ جب اس کی نگاہ حضرت پر پڑی تو کہنے لگا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ خدا ہتر جانتا ہے کہ دا اپنی رسالت کہاں قرار دے۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا تو پہلے تو کچھ اور کہتا تھا۔ کہنے لگا تم نے سنा ہے جو میں نے کہا اب پھر سنو۔ پس اس نے آپ کو دعا دینا شروع کی۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے جھگڑا کیا وہ بھی اُن سے جھگڑتا رہا۔ پس

حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کون ساطریقہ بہتر ہے وہ جو تم نے ارادہ کیا تھا یا وہ جو میں نے اختیار کیا۔ میں نے اپنے احسان و اخلاق کے ذریعہ اس کی اصلاح کر دی اور اس سے شردو کر دیا۔ (حسن المقال ج ۲، ص ۱۹)

۲۔ مالک اشتر کا اخلاق:

مُنقول ہے کہ مالک اشتر ایک روز بازار کوفہ سے عام لباس پہنے ہوئے گزر رہے تھے۔ ایک بازاری مرد نے جب ان کو دیکھا تو اپنی نگاہ میں تحریر اور پست جانا اور خاتر سے ان کی طرف ایک پتھر پھینکا۔ مالک اشتر نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ کسی نے اس بازاری شخص سے کہا: تجھ پرواۓ ہو تو نے یہ کیا کیا؟ تم جانتے ہو کس کی طرف پتھر پھینکا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! کہا: یہ مالک اشتر حضرت امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے ہیں۔

اس شخص کا بدن لرزنے لگا اور مالک اشتر سے عذرخواہی کے لئے چل پڑا۔ دیکھا کہ مالک اشتر مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب مالک اشتر نماز سے فارغ ہوئے تو وہ بازاری شخص مالک اشتر کے پیروں میں گر گیا اور عذرخواہی کرنے لگا۔ مالک اشتر نے کہا: کوئی بات نہیں (نہ ڈرو) خدا کی قسم میں مسجد میں فقط تمہاری وجہ سے آیا ہوں اور خدا سے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کی ہے۔ (آمال الاعظین ج ۱، ص ۱۲۳)

(۵)

اسراف

آیات

۱۔ اسراف نہ کرو:
﴿وَكُلُوا وَاشْرِبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (سورہ عِرَاف آیت ۳۱)
”اور کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو کہ خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا
ہے۔“

۲۔ فرعون اسراف کرنے والوں میں سے تھا:
﴿وَإِنْ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنْ الْمُسْرِفِينَ﴾ (سورہ یوسف آیت ۸۳)
”اور فرعون بہت اونچا ہے اور وہ اسراف اور زیادتی کرنے والا بھی ہے۔“

۳۔ اسراف کرنے والوں کی اطاعت نہ کرو:
﴿وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ☆ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

وَلَا يُضْلِّخُونَ ﴿١٥٢﴾ (سورہ شرائع آیت ۱۵۲)

”اور اسراف و زیادتی کرنے والوں کی بات نہ مانو جوز میں پر فساد برپا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ہیں۔

۳۔ اسراف کی ہلاکت:

﴿وَأَهْلَكَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٩﴾ (سورہ انبیاء آیت ۹)

”اور اسراف و زیادتی کرنے والوں کو ہم نے تباہ و بر باد کر دیا۔

۴۔ اسراف اور عذاب الہی:

﴿وَكَذَلِكَ تَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعْذَابِ الْآخِرَةِ أَشَدُ وَأَبْقَى﴾ (سورہ طہ آیت ۱۲۷)

”اور ہم اسراف و زیادتی کرنے والے اور اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب یقیناً سخت ترین اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

روایات:

۱۔ اسراف مذموم ہے:

قالَ عَلَىٰ عَلِيهِ السَّلَامُ: إِلَّا سَرَافٌ مَذْمُومٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي أَفْعَالِ الْخَيْرِ (غُررِ الحُكْمِ ج ۱، ص ۶۲۹)

بچاں موضوعات پر سو اعات .

مولائے کائنات علیؐ نے فرمایا: اسراف ہر چیز میں مذموم ہے، لگریک کام میں
نہیں۔

۲۔ نعمت کا زائل ہونا:

قَالَ الْكَاظِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ بَذَرَ وَ أَسْرَفَ رَأَلَتْ عَنْهُ النَّعْمَةُ (بخاری)
الانوار ج ۵، ص ۳۲۷

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: جو شخص فضول خرچی اور اسراف کرتا ہے اس سے نعمت
زائل ہو جاتی ہے۔

۳۔ برکت کم ہونا:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ مَعَ الْإِسْرَافِ قِلَّةُ الْبَرَّ كَةِ (وسائل)
الشیعہ حج ۲۱، ص ۵۵۶

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بے شک اسراف کرنے سے برکت کم ہو جاتی ہے۔

۴۔ کم ترین اسراف:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَذْنِي الْإِسْرَافِ هِرَأْفَةُ فَضْلِ الْأَنَاءِ
(أصول کافی ح ۲، ص ۲۲۰)

امام صادقؑ نے فرمایا: کم ترین اسراف یہ ہے کہ اپنے برتن (کھانے یا پینے) کا
بچا ہوا بچیک دینا۔

۵۔ فقر کا سبب

قَالَ عَلَيؐ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سَبَبُ الْفَقْرِ الْإِسْرَافُ (غراجم ح ۱، ص ۶۵۰)

مولانا علیؒ نے فرمایا: اسراف ناداری اور فقر کا سبب ہے۔

تشریح:

کھانے پینے، بخشش، انفاق میں اسراف کرنا ایک برا فعل اور عمل ہے، انسان کو چاہیے کہ اسراف اور زیادہ روی، فضول خرچی سے پر ہیز کرے۔ قرآن اور روایات میں اسراف کرنے والے کی نہمت کی گئی ہے اور اسراف کرنے سے رزق میں تنگی اور نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ امام رضاؑ ایک شخص کو دیکھ رہے تھے کہ جو پھل کھا رہا تھا وہ شخص پورا پھل نہ کھاتا (مثلاً آدھا سب کھاتا اور آدھا پھینک دیتا) امامؑ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا: اگر تم بے نیاز اور غنی ہو تو معاشرے میں نیازمندو فقیر افراد موجود ہیں، ان میں تقسیم کرو۔

ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اسراف نہ کریں، اگر اسراف کا اپنے معاشرے میں مشاہدہ کرنا ہو تو شادیوں، عوتوں وغیرہ میں دیکھ لیں کہ ہم لوگ کتنا اسراف کرتے ہیں۔ اس کو چھوڑیے پانی کے استعمال میں، ہم کتنا اسراف کرتے ہیں۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق چہار ده مخصوصیں ہمیں اسراف سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ پانی کا اسراف:

حسن بصری ایک دن مولائے کائنات علیؐ کے ساتھ فرات کے کنارے جا رہے تھے۔ انہیں پیاس محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک برتن میں پانی بھرا اور کچھ پانی پی کر باقی پانی زمین پر اٹھیل دیا۔

حضرت علیؐ نے فرمایا: تو نے پانی زمین پر اٹھیل کر اسراف کیا۔ تیرے لیے بہتر تھا کہ باقی پانی کو دریا میں اٹھیل دیتا۔

حضرت علیؐ کی نصیحت سن کر حسن بصری کو غصہ آیا اور کہا: اگر میں نے تھوڑا سا پانی زمین پر اٹھیل دیا ہے تو آپؐ اسے فضول خرمی اور اسراف قرار دیتے ہیں جب کہ آپؐ کی تواریخ مسلمانوں کا خون پلک رہا ہے کیا وہ اسراف نہیں ہے؟

حضرت علیؐ نے فرمایا: تجھے باغیوں سے اتنی ہمدردی تھی تو تو نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟

حسن بصری نے کہا: میرا رادہ تھا کہ میں تواریخ کر آپؐ کے باغیوں کی مدد کروں لیکن اس وقت میں نے ایک غیبی آواز سنی تھی کہ قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ اسی لئے میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا تھا۔

امیر المؤمنینؑ نے پوچھا: تو نے سچ کہا اور کیا تو جانتا ہے کہ وہ آواز کس کی تھی؟

حسن بصری نے کہا: نہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: وہ ابلیس کی آواز تھی۔

پھر آپؐ نے فرمایا: ہر امت میں ایک سامری ہوتا ہے اور حسن بصری اس امت کا سامری ہے۔ (پندتارن خج ۳، ص ۲۲۰)

۲۔ اسراف نہ کرو:

ایک شخص امام صادقؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: مجھے کچھ مقدار قرض چاہیے جب مستطیح ہو جاؤں گا تو آپؐ کا قرضہ ادا کر دوں گا۔
امامؑ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس زراعت ہے، جس کے ذریعہ میرا قرض ادا کر سکو؟

اس شخص نے کہا: خدا کی قسم میرے پاس کوئی زراعت و ہبھتی باڑی نہیں۔
امامؑ نے فرمایا: کیا کوئی تجارت وغیرہ کرتے ہو کہ جس کو بیچ کر میرا قرض ادا کر سکو؟
کہا: نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: یا تمہارے پاس کوئی ملک یا جائیداد ہے جس کو فروخت کر کے میرا قرض ادا کر سکو؟

کہا: خدا کی قسم ایسی بھی کوئی چیز میرے پاس نہیں۔
امامؑ نے فرمایا: خداوند متعال نے ہمارے مال و ثروت میں سے تم جیسے لوگوں کے لئے حق رکھا ہے۔

اس وقت امامؑ نے (خادم) کو حکم دیا کہ وہ کیسے لے کر آئے جس میں پیسے رکھے ہوئے ہیں۔ (کیسے لا یا گیا) امامؑ نے کیسے میں ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی اس شخص کو پیسے

دیے اور اس کے بعد فرمایا:

خدائے ڈرو اور اسراف نہ کرو، سختی سے کام نہ لو، میانہ روی اختیار کرو، فضول خرچی اور زیادہ روی اسراف ہے کیونکہ خداوند متعال فرماتا ہے زیادہ روی نہ کرو۔ (ہزارو یک حکایت اخلاقی ص ۵۲۸)

jabir.abbas@yahoo.com

(۲)

آزمائش و امتحان

آیات:

۱۔ آزمائش و امتحان (آلی):

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يَفْتَنُونَ﴾ (سورہ عنكبوت آیت ۲)

کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اس پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ وہ یہ کہہ دیں، ہم ایمان لے آئے ہیں اور ان کا امتحان نہیں ہو گا۔

۲۔ امتحان میں گمراہی کا خطہ:

﴿قَالَ فَإِنَا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ﴾ (سورہ ط آیت ۸۵)

ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے۔

۳۔ وسائل آزمائش و امتحان:

﴿وَلَنَبْلُونَكُمْ بِشَنْيٍ مِّنَ الْخُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ﴾

وَالْأَنفُسِ وَالشَّمَرَاتِ وَبَشَرُ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۵)

اور یقیناً ہم تمہیں تھوڑے خوف، تھوڑی بھوک اور اموال، نفوں اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر آپ ان صبر کرنے والوں کو پیشارت دے دیں۔

۳۔ آزمائش و امتحان کی جگہ:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً﴾

(سورہ کہف آیت ۷)

بے شک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دے دیا ہے تاکہ ان لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے۔

۴۔ مال اور اولاد آزمائش کا ذریعہ:

﴿وَأَغْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (سورہ افال آیت ۲۸)

اور جان لوکہ یہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال ایک آزمائش ہیں۔

روايات:

۱۔ ایمان کے حساب سے امتحان:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ أَشَدَ النَّاسِ بَلَدَهُ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الَّذِينَ

يَلْوَثُهُمْ ثُمَّ الْأَمْتَلُ فَالْأَمْتَلُ (اصول کافی ج ۲ ص ۲۵۶)

حضرت امام صادقؑ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا

ہے اس کے بعد جو ان سے قریب ہوں اور اس کے بعد جس کا رتبہ بلند ہوگا۔

۲۔ ایمان اور امتحان:

قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُ بِمَنْزِلَةِ كَفَةِ الْمِيزَانِ كُلُّمَا زِيَادَةً فِي إِيمَانِهِ زِيَادَةً فِي بَلَائِهِ (اصول کافی ح ۲، ص ۲۵۳)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: مومن کی مثال ترازو کے پڑتے کی سی ہے جتنا ایمان زیادہ ہوتا ہے اتنی مصیبت زیادہ ہوتی ہے۔

۳۔ آزمائش بقدر دین:

قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّمَا يُتَسْأَلُ الْمُؤْمِنُ فِي الدُّنْيَا عَلَىٰ قُدرِ دِينِهِ (اصول کافی ح ۲، ص ۲۵۳)

امام باقرؑ نے فرمایا: دنیا میں مومن بقدر اپنے دین کے آزمائش کیا جاتا ہے۔

۴۔ جنت میں مقام:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَا يَلْعَلُهَا عَبْدٌ إِلَّا بِالْإِبْلَاعِ فِي حَسَدِهِ (اصول کافی ح ۲، ص ۲۵۵)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جنت میں ایک مقام ہے جسے انسان نہیں پاتا جب تک اس کا جسم بتلائے امتحان و مصیبت نہ ہو۔

۵۔ خدا کے ووست:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ عَظِيمَ الْأَجْرِ لَمَعَ عَظِيمِ الْبَلَاءِ وَمَا أَحَبَّ اللَّهُ قَوْمًا إِلَّا بَتَلَاهُمْ (اصول کافی ح ۲، ص ۲۵۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: جتنی مصیبت زیادہ ہوگی اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا خدا جن لوگوں کو دوست رکھتا ہے ان کو مصیبت میں ضرور بیٹلا کرتا ہے۔

تشریح:

پروردگار عالم نے انسان کو اشرف الخلوقات بنایا۔ انسان یہ سوچتا ہے کہ بس ہم اس دنیا میں آگئے اور ہماری کسی قسم کی آزمائش نہ ہوگی اور بس یہی دنیا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ انسان کی بھول ہے، قرآن و روایات میں آزمائش و امتحان اور مصیبت کا ذکر ہوا ہے اور انسان کا امتحان اس کے ایمان کے اعتبار سے ہوگا جتنا ایمان توی امتحان سخت ہوگا۔ اب یہ کس طرح پتہ چلے کہ مثلاً مال اور اولاد ہمارے لئے امتحان ہے یا مصیبت۔ اگر شکرِ الٰہی اور عبادات میں ان کے بعد کی آجائے اور زبان پر شکوہ اور شکایت جاری ہو تو سمجھنا کہ مصیبت ہے اور اگر شکر اور عبادات میں کمی نہ آئے بلکہ اضافہ ہو جائے تو سمجھنا کہ یہ امتحان ہے۔ کسی نے پیغمبر اکرمؐ سے سوال کیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سخت امتحان کس کا ہوتا ہے، حضرت نے فرمایا: انبیاء پھر اوصیاء اور پھر مومنین اور اس کے بعد مومنین لغدر اپنے ایمان اور حسن عمل معرضِ امتحان میں آئیں گے جس کا امتحان اور عمل صحیح ہوگا اتنی ہی اس کی مصیبت سخت ہوگی اور جس کا ایمان ہلکا اور کمزور ہوگا اتنی ہی اس کی مصیبت کم ہوگی۔ بہر حال ہمیں ہمیشہ امتحان و آزمائش کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ خدا سے دعا

کرتے ہیں بھتی شہدا کر بلاؤ گے میں ہر امتحان میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آئین)

واقعات:

ا- مال امتحان الہی کا وسیلہ:

خداوہ متعال نے ایک صحرائی گوسفند حضرت ابراہیمؑ کو دیا۔ ایک روز معمول کے مطابق حضرت ابراہیمؑ صحرائیں گوسفند چراہے تھے کہا چاکنک اس بیان و صحرائیں ایک دل ربا معموق کی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے ”سبوح قدوس، ربنا و رب الملائکہ و الروح“ حضرت ابراہیمؑ نے آواز دی: اے بندہ خداتونے میرے محبوب کا نام لیا۔ اگر ایک دفعہ اور کہو تو اس گوسفند کا تیرا حصہ تمہیں دے دوں گا۔ دوبارہ آواز آئی ”سبوح قدوس، ربنا و رب الملائکہ و الروح“ پھر جناب ابراہیمؑ نے کہا: ایک دفعہ اور میرے محبوب کا نام لے تو آدھا گوسفند تھے دے دوں گا۔ میں اس ذکر کا عاشق ہوں اور اس ذکر سے لذت حاصل کر رہوں کہ کوئی کہے آواز بلند ہوئی ”سبوح قدوس، ربنا و رب الملائکہ و الروح“ حضرت ابراہیمؑ نے کہا: ایک دفعہ اور کہو، تمام گوسفند میں تم کو دے دوں گا۔ اس نے پھر کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے آواز دی: اے صاحب صدا ذکر (یہ ذکر کہنے والے) آؤ اور یہ گوسفند اپنا بھٹے سے لے جاؤ۔ دیکھا کہ حسین و جیل جوان بہترین لباس پہنے ہوئے نکل کے سامنے آیا اور کہا: اے ابراہیمؑ وہ میں تھا۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: یہ تمہارا گوسفند، خدا حافظ! حضرت ابراہیمؑ چند قدم ہی
چلے تھے کہ جوان نے آواز دی: ”ابراہیم ادھر آؤ“۔ جناب ابراہیمؑ جوان کے قریب
آئے۔ جوان نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ اپنا گوسفند تو لے جاؤ! ابراہیمؑ نے کہا: میں
نے یہ گوسفند آپ کو بخش دیا ہے۔ جوان نے کہا: میں اس کا کیا کروں گا؟ میں جرا بیل
ہوں۔ میں تمہارے امتحان کے لئے آیا تھا۔ (تجھیہ معارف رج، ص ۱۱۳)

قومِ موسیٰؑ کا امتحان:

علیٰ ابن ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے وعدہ کیا
کہ تیس روز میں توریت اور لوحیں ان کے پاس بھیجی جائیں گی آپ نے بنی اسرائیل
کو وعدہ خدا کی اطلاع دی اور کوہ طور کی جانب روانہ ہوئے اور اپنی قوم میں ہارون کو
اپنا خلیفہ بنایا جب تیس روز گزر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے تو ان لوگوں نے
ہارون کی اطاعت ترک کر دی اور چاہا کہ ان کو مارڈا لیں اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے
ہم سے غلط کہا اور ہمارے پاس سے بھاگ گئے۔ اس وقت شیطان ایک مرد کی
صورت میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ موسیٰؑ تمہارے درمیان سے بھاگ
گئے اور اب واپس نہ آئیں گے۔ لہذا اپنے زیورات جمع کروتا کہ میں تمہارے لیے
ایک خدا بنا دوں۔ سامری، موسیٰؑ کے قلب لشکر کا سردار تھا۔ جس روز کہ خدا نے
فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کیا اس نے جرا بیل کو دیکھا کہ ایک مادہ حیوان پر
سوار ہیں اور وہ جانور جس جگہ قدم رکھتا ہے وہ زمین حرکت کرنے لگتی ہے تو سامری

نے جبرائیل کے گھوڑے کے تاپ کے نیچے کی خاک اٹھای دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے اُس نے اُس کو ایک تھیلی میں رکھ لیا اور بنی اسرائیل پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا کہ میرے پاس ایسی خاک ہے۔ جب شیطان نے بنی اسرائیل کو فریب دیا تو ان لوگوں نے بچھڑا بنا لیا۔ پھر وہ سامری کے پاس آیا اور کہا وہ خاک جوتیرے پاس ہے وہ لے آؤ اُس سے لے کر بچھڑے کے شکم میں رکھ دی تو اُسی وقت وہ بچھڑا حرکت میں آیا اور بولنے لگا اور بال اور دم اُس کے پیدا ہو گئے۔ اس وقت بنی اسرائیل نے اس کو وجہ کیا وہ ستر ہزار اشخاص تھے۔ ہر چند ہارون ان کو نصحت فرماتے تھے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہ کریں گے۔ جب تک مویٰ " نہیں آئیں گے اور چاہا کہ ہارون کو ہلاک کریں۔ ہارون نے اُن سے دوری اختیار کی۔ غرض وہ اسی حال پر فائم رہے یہاں تک کہ مویٰ " کو چالیس روز طور پر گزر گئے۔ خدا نے اُن کو دس ذی الحجہ کو توریت عطا فرمائی جو تجھیوں پر نقش تھی۔ اُس میں وہ سب کچھ مثل احکام و موعظہ اور قصے موجود تھے جن کی اُن لوگوں کو ضرورت تھی۔ پھر خدا نے مویٰ " کو وحی کی کہ ہم نے تمہاری قوم کا امتحان لیا۔ سامری نے ان لوگوں کو گمراہ کیا اور وہ لوگ سونے کے بچھڑے کی پرستش کرنے لگے جو بولتا ہے۔ مویٰ " نے عرض کی، الہی گوسالہ تو سامری نے بنا لیا آواز اُس میں کس نے پیدا کی۔ فرمایا: میں نے، اے مویٰ " جب میں نے دیکھا کہ ان لوگوں نے میری جانب سے منہ پھیر لیا اور گوسالہ کی طرف مائل ہو گئے ہیں تو میں نے اُن کے امتحان کو اور زیادہ کر دیا۔ (حیات القلوب ج ۱، ص ۲۵۲)

(۷)

امرہ معروف و نہی از منکر

آیات

ا۔ نیکی کی دعوت دینا:

﴿يَا أَيُّهُ الْكَافِرُونَ إِذْ أَقْمَلْنَا الصَّلَاةَ وَأَمْرَرْنَا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْنَا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (سورہلقمان)

آیت (۷۱)

ب۔ نماز قائم کرو، نیکیوں کا حکم دو اور برائیوں سے منع کرو۔

۲۔ بہترین امت:

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہیے جو خیر کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے، برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔

۳۔ نیکی کی طرف بلا نار رسولؐ کی خاص صفت:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأَمَّى الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْهُمْ﴾

فِي التُّورَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿١﴾ (سورہ اعراف آیت ۱۵۷)

جو لوگ رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں، جس کا ذکر اپنے پاس توریت اور نجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔

۳۲۔ مومنین کی صفت:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ يَعْصُمُهُمْ أُولَئِاءِ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (سورہ توبہ آیت ۱۷)

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں سب ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں کہ یہ سب ایک دوسرے کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

۵۔ منافقین کی صفت:

﴿الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَاهُنَّ عَنِ الْمَعْرُوفِ﴾ (سورہ توبہ آیت ۲۷)

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں سب ایک دوسرے سے ہیں۔ سب برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور نیکیوں سے روکتے ہیں۔

روايات:

۱۔ افضل عمل:

قالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ أَفْضَلُ أَعْمَالِ الْحَالِقِ (غَرِّ
الْحِكْمَةِ ج١، ص٨٧)

حضرت علیؑ نے فرمایا: نیکی کا حکم دینا مخلوق کا افضل ترین عمل ہے۔

۲۔ مومنین کے مدگار:

قالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ عَمِلَ (أَمَرَ) بِالْمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ
الْمُؤْمِنِينَ (غَرِّ الْحِكْمَةِ ج١، ص٩١)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو شخص معروف پر عمل کرتا یا اس کا حکم دیتا ہے وہ مومنوں کی
پشت کو مضبوط بناتا ہے۔

۳۔ نیکی کا حکم دینے والے ہنو:

قالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُنْ بِالْمَعْرُوفِ آمِرًا وَعَنِ الْمُنْكَرِ نَاهِيَا
(غَرِّ الْحِكْمَةِ ج١، ص٩١)

مولانا علیؑ نے فرمایا: نیکی کا حکم دینے اور بُرا سے روکنے والے ہو جاؤ۔

۴۔ امر بالمعروف کو ترک کرنے کی سزا:

لَا تُتَرَكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُؤْلَى عَلَيْكُمْ
شِرَارُكُمْ ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ (نوح البلاغہ خطبہ نمبر ۲۷)

امر بالمعروف اور نہی از منکر کو ترک مرت کرو ورنہ تم پر برے افراد (حکمران)
سلط ہو جائیں گے پھر تم دعا کرو گے مگر مستجاب نہ ہوگی۔

۵۔ خلیفہ خدا:

قال رسول اللہ: مَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَا عَنِ الْمُنْكَرِ فَهُوَ خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ وَخَلِيفَةُ رَسُولِهِ وَخَلِيفَةُ كِتَابِهِ (مجموع البیان ج ۲، ص ۳۵۹)

متدرک الوسائل (ج ۱۲، ص ۱۷۹)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے وہ زمین میں خدا کا جانشین اور اُس کے رسول اور اُس کی کتاب کا جانشین ہے۔

تشریح:

نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہر شخص کی ذمہ داری ہے لیکن اس فروع دین پر عمل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ جس طرح نماز کے مسائل یاد کرتے ہیں اسی طریقہ سے امر بِالْمَعْرُوفِ اور نہی از منکر کے مسائل یاد کریں کہ کہاں نیکیوں کا حکم دینا ہے اور کہاں برائیوں سے روکنا ہے کیوں کہ معروف اور منکر کا دائرہ بہت وسیع ہے ہر امر نیک پسندیدہ ہے اور ہر امر بدنالپسندیدہ ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو خود پہلے معروف پر عمل کرتا ہو اور منکرات سے بچتا ہو اور مومنین کی علامت امر بالمعروف، نہی عن المنکر، نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اللہ و رسول کی اطاعت ہے

جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہی مومیں ہیں، ورنہ ان کا شمار فاسقین و منافقین میں ہو گا۔

شیطان کو شکست دینے کا طریقہ:

ایک بادی نہیں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے ایسے امور کی تعلیم دیں جن کے ذریعہ میں بہشت کو حاصل کر سکوں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے پانچ اخلاقی دستور کی اس کو تعلیم دی اور فرمایا:

- ۱۔ بھوکے کو سیر کرو۔
 - ۲۔ پیاسے کو سیراب کرو۔
 - ۳۔ امر بالمعروف کرو۔
 - ۴۔ نبی عن الممنکر کرو۔
 - ۵۔ اگر ان تمام چیزوں کا انجام دینے کی قدرت نہیں رکھتے تو اپنی زبان پر کنشروں رکھو کہ نیکی اور خیر کے علاوہ حرکت نہ کرے۔ اس صورت میں تم شیطان کو شکست دے سکتے ہو اور کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۱۲۲)
- خداء دعا کرتے ہیں بحق محمد وآل محمد ہم سب کو نیکیوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

ا۔ امام صادقؑ کا نبی از منکر طریقہ:

حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے چند غلام آزاد فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک آزاد ہونے والے غلام کا ایک بیٹا تھا جس کا نام شرقانی تھا۔

سبط ابن جوزی تذکرۃ الحنواص میں تحریر کرتے ہیں کہ شرقانی کہتا ہے کہ ایک دن مخصوص روڈا نقی لیکن لوگوں میں اعام تقسیم کر رہا تھا لیکن میرے پاس کسی بھی شخص کی سفارش موجود نہ تھی جس کی سفارش موثر ہوتی۔ میں مخصوص کے محل کے سامنے جیران و پریشان کھڑا تھا کہ نام جعفر صادقؑ تشریف لائے، میں امامؑ کے سامنے گیا اور اپنی درخواست ان کے گوش گزار کی، امامؑ مخصوص کے پاس گئے کچھ دیر بعد واپس آئے تو میر اعام بھی ساتھ لے کر آئے اور مجھ سے فرمایا:

ہر شخص کے لئے نیکی اچھی ہے لیکن تیرے لئے زیادہ اچھی ہے اور ہر شخص کی برائی بُری ہے اور تمہاری برائی زیادہ بُری ہے کیونکہ تم ہم سے نسبت رکھتے ہو (کیونکہ تم ہماری طرف منسوب ہو اور آزاد کردہ رسول کے بیٹے ہو اسی لئے نیکی تمہارے لئے اور ہوں کی نسبت ضروری ہے اور تمہارے لئے برائی زیادہ باعث نگہ و عار ہے) امام عالی مقام نے شرقانی کو یہ نصیحت اس لئے کی تھی کہ آپؑ کو اس کی شراب نوٹی کا علم ہو چکا تھا اور آپؑ نے حسین کنایہ سے اسے نصیحت فرمائی۔ (پندرہ تاریخ ج ۵، ص ۱۷)

۲۔ امر بالمعروف و نہی اذنکر کے مقدمات:

ایک شخص نے عبد اللہ بن عباس سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن الممنکر کروں اور لوگوں کو ععظ و نصیحت کروں۔

ابن عباس نے سوال کیا: شروع کیا یا نہیں؟

اس شخص نے کہا: ارادہ کیا ہے۔

ابن عباس نے کہا: کوئی بات نہیں مگر ہوشیار رہنا کہ کہیں یہ تین آیتیں تجھے رسول نہ کر دیں۔

اس شخص نے کہا: کون سی تین آیات؟

ابن عباس نے کہا: پہلی یہ آیت ہے:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَنَنْهَا عَنِ الْفَسَقِ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۲۲)

کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے کو بھول جاتے ہو کیا تم مطمئن ہو کہ اس آیت کے مصدق نہیں ہو؟

اس شخص نے کہا: نہیں، دوسری آیت پڑھو۔

ابن عباس نے کہا: دوسری آیت یہ ہے:

﴿لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆ كَبَرَ مَقْتاً عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (سورہ حصف آیات ۲۳۴)

اے ایمان والو تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو اللہ کے نزدیک یہ سخت نار اضکل کا سبب ہے کہ تم وہ کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو۔

اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے، کیا تم مطمئن ہو کہ تم اس آیت کے مصداق نہیں ہو۔

کہا: نہیں، تیسری آیت پڑھو۔

ابن عباس نے کہا: یہ آیت حضرت شعیب کے بارے میں ہے جب وہ اپنی قوم سے مخاطب تھے:

﴿مَا أَرِيدُ أَنْ اخْتَالَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَا كُمْ عَنْهُ﴾

میں تو یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تم کو روکوں تمہارے برخلاف خود اس کو کرنے لگوں۔

کیا تو اس آیت پر عامل ہے؟

کہا: نہیں۔

ابن عباس! تو سب سے پہلے خود سے شروع کرو۔ (قرآنی لطیفے ص: ۸۸؛ گنجینہ معارف ج ۱، ص ۱۲۱)

(۸)

انفاق

آیات:

۱۔ حکم انفاق:

﴿وَأَنفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلِكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورہ بقرہ آیات ۱۹۵)

اور اہ خدا میں خرچ کرو اور اپنے نفس کو بلاکت میں نہ ڈالو۔ نیک برتاو کرو کہ خدا نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۲۔ بہترین مال میں سے انفاق:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفَقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَنْحَرَ جَنَاحَ لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ رَلَّا تَيَمَّمُوا الْخَيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَئِنْ شَرِكْتُمْ بِاَخْزِنِيهِ إِلَّا أَنْ تُعْمَضُوا فِيهِ﴾ (سورہ بقرہ آیات ۲۷)

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی اور جو کچھ ہم، نے زمین سے تمہارے لئے پیدا کیا ہے سب میں سے راو خدا میں خرچ کرو اور خیر دار انفاق کے ارادے سے خراب مال کو ہاتھ بھی نہ لگانا اگر یہ مال تم کو دیا جائے تو تم لینے والے نہیں ہو، مگر یہ کہ (مروت کی وجہ سے) چشم پوشی کر جاؤ۔

۳۔ پرہیز کارائل انفاق ہیں:

﴿هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ☆ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (سورہ بقرہ آیات ۲-۳)

یہ صاحبان تقوی اور پرہیز کار لوگوں کے لئے جسم ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں۔

۴۔ افسوس

﴿وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا أَخْرَجْنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَدِّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (سورہ منافقون آیت ۱۰)

اور جو رزق ہم نے عطا کیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کتم میں سے کسی کموت آجائے اور یہ کہتے ہیں خدا یا ہمیں تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہیں دے دیتا ہے کہ ہم خیرات نکالیں اور نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔

۵۔ پسندیدہ چیزوں میں سے انفاق

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۹۲)

تم یتکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محظوظ چیزوں میں سے راہ خدا میں انفاق نہ کرو اور جو کچھ بھی انفاق کرو گے خدا اس سے بالکل باخبر ہے۔

روايات:

۱۔ اہمیتِ انفاق:

قال رسول اللہ: مَنْ أَغْطَى دُرْهَمًا فِي سَبِيلِ اللہِ كَتَبَ لَهُ سَبْعَ مِائَةً حَسَنَةً (میزان الحکمة ج ۲، ص ۳۳۵۰)

پیغمبر اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کی راہ میں ایک درہم دے گا خداوند تعالیٰ اس کے لئے سات نیکیاں (اسکے نامہ اعمال میں) لکھے گا۔

۲۔ اپنے مال میں سے انفاق:

قال علیٰ: إِنَّكُمْ إِلَى إِنْفَاقٍ مَا اكْتَسَبْتُمْ أَحَوَّجُ مِنْكُمْ إِلَى اكْتِسَابِ مَا تَجْمَعُونَ (غیر الحکم ج ۱، ص ۲۶۸)

مولائے متقیان امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: تم اپنی کمائی میں سے انفاق کرنے کے جمع کرنے سے زیادہ محتاج ہو۔

۳۔ انفاق امام سجادؑ

قال الباقرؑ: إِنَّ عَلَى ابْنِ الْحُسَينِ قَاسَمَ اللَّهُ مَا لَهُ مَرْتَبٌ (بحار الانوار ج ۲، ص ۹۰)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: امام زین العابدینؑ نے اپنا مال دو مرتبہ راہِ خدا میں انفاق کیا۔

۴۔ آخرت کی جزا پر یقین:

قال علیٰ: مَنْ آيَقَنَ بِالْخَلْفِ جَاءَ بِالْعَطِيَّةِ (ماہی ۵۳۲)

امام علیؑ نے فرمایا: جو شخص آخرت کی جزا پر یقین رکھتا ہے وہ اپنا مال را خدا میں بخشش و انفاق کرتا ہے۔

۵۔ انفاق بہت بڑی نعمت ہے:

قال علیؑ: إِنَّ إِنْفَاقَ هَذَا الْمَالِ فِي طَاعَةِ اللَّهِ أَعْظَمُ نِعْمَةً وَ إِنْفَاقَهُ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ أَعْظَمُ مِحْنَةً (جامع احادیث شیعہ ج ۱، ص ۸۶)

امام علیؑ نے فرمایا: بے شک اللہ کی اماعت میں مال کا انفاق کرنا بہت بڑی نعمت ہے اور گناہ کے راستے میں مال کا خرچ کرنا بہت بڑی گرفتاری ہے۔

تشریح:

جس وقت کوئی حاجت مند تمہارے پاس آئے تو جب تک وہ اپنی بات پوری نہ کرے اس کی بات کوئہ کاٹو۔ جب وہ اپنی بات یا کلام پورا کر لے تو اس کو زرم مزاجی اور وقار کے ساتھ جواب دو۔ اگر تمہارے اعتیار اور استطاعت میں کچھ ہے تو اس کو دے دو یا آرام سے منع کر دو کیونکہ ممکن ہے کہ سوال کرنے والا فرشتہ ہو جو اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش و امتحان کے لئے آیا ہوتا کہ تم کو دیکھ کر خدا کی نعمتوں کے بدلہ میں تم کس طرح عمل کرتے ہو۔ انفاق اپنی محبوب ترین چیزوں میں کرنا چاہیے۔ کیونکہ انفاق کرنا پر ہیز گاروں کی نشانی، قرآن کا حکم اور انبیاء و ائمہ طاہرینؑ کی سیرت ہے یہ انسانی ذہن کی اصلاح ہے کہ انسان انفاق کر کے مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نے کوئی کام کیا ہے۔ نہیں۔ اس نے اسی مال میں سے انفاق کیا ہے جسے خدا نے پہلے

لطور رزق دیا ہے بھرا نفاق کرتے وقت رزق اور انفاق کے ناساب پر بھی نگاہ رکھے کہ خدا نے اسے رزق کتنا دیا ہے اور اس نے اس کی راہ میں کتنا خرچ کیا ہے۔ انسان کا رخیر کرتے وقت اس نکتہ کی طرف سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور اپنے عمل کی مقدار کو دیکھنے لگتا ہے کہ ہم نے سب سے زیادہ چندہ دیا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ خدا نے بھی اسے سب سے زیادہ رزق دیا ہے اور خدا کی عطاگے مقابلہ میں اس کے عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب انسان اللہ کی راہ میں انفاق کرتا ہے تو مال گویا ہوتا ہے میں فانی تھا مجھے بقا دے دی، میں حیرتھا مجھے بزرگی بخشی، میں دشمن تھا مجھے دوست بنا لیا، تو میرا محافظ و نگہبان تھا اب میں تیرا محافظ و نگہبان ہوں۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بھتی پختن پاک ہمیں اللہ کی راہ میں انفاق کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ حیرت انگیز انفاق:

پیغمبر اکرمؐ کے اصحاب میں سے ایک صحابی جن کا نام ابو طلحہ انصاری ہے، مدینے میں ان کا ایک سر سبز و شاداب اور حسین و جمیل باغ تھا اور مدینہ میں کسی کا اتنا خوبصورت باغ نہ تھا۔ تمام مدینہ میں ان کے باغ کے بارے میں لوگ ایک

دوسرے سے گفتگو اور تعریف کیا کرتے تھے۔ اس باغ میں ایک صاف شفاف چشمہ بھی تھا کہ جب بھی پیغمبرؐ اس باغ میں تشریف لاتے اس چشمہ کا پانی نوش فرماتے اور اس سے وضو کیا کرتے۔ اس کے علاوہ اس باغ کی درآمد بھی ابوظہر انصاری کیے لئے بہت اچھی تھی۔ جس وقت یہ آیت ﴿لَنْ تَنالُوا الْبَرَا حَتَّىٰ تَنفَقُوا مِمَّا تَحْبُّونَ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۹۲) نازل ہوئی تو ابوظہر انصاری خدمت رسولؐ میں شرف زیارت کے لئے آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے عبیبؐ کیا آپ جانتے ہیں میرے اموال میں سے محبوب ترین مال بھی باغ ہے؟ پیغمبرؐ نے فرمایا: جانتا ہوں۔

ابوظہر نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ اس باغ کو اللہ کی راہ میں اتفاق کروں تاکہ آخرت کے لئے ذخیرہ ہو جائے۔

پیغمبرؐ کرمؐ نے فرمایا:

”بَعْدَ بَعْدٍ ذَلِكَ مَا مَلَكَ رَأْيَهُ لَكَ“

مبارک ہو مبارک ہو نیہ ماں تمہارے لئے سودمند ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابوظہرؐ! میں تمہارے لئے اس میں بہتری دیکھ رہا ہوں کہ تم اس باغ کو اپنے قربی نیاز مند و محتاج رشتے داروں میں اتفاق کرو۔ ابوظہر انصاری نے پیغمبرؐ کرمؐ کے حکم کی تعمیل کی اور اس باغ کو اپنے رشتے داروں میں اتفاق و تقسیم کر دیا۔ (گنج ہائی بہشتی ص ۳۳۶)

۲۔ امام محمد تقیؑ کے نام امام رضاؑ کا ایک انہم خط بزنطی جو شیعہ دانشور، راوی اور امام علی رضاؑ کے معتبر اور مورداً عتماد صحابی ہیں، بیان کرتے ہیں: میں نے اس خط کو پڑھا جو امام رضاؑ نے خراسان سے حضرت امام جوادؑ کو مدینہ بھیجا تھا، جس میں تحریر تھا:

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب آپ بیت الشرف سے باہر نکلتے ہیں تو خادمین آپ کو چھوٹے دروازے سے باہر نکالتے ہیں اور سواری پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ ان کا بخل ہے تاکہ آپ کا خیر دوسروں تک نہ پہنچے، میں بعنوانِ امام اور پدر تم سے یہ چاہتا ہوں کہ بڑے دروازے سے رفت و آمد کیا کرو اور رفت و آمد کے وقت اپنے پاس درہم و دینار کھلیا کرو تاکہ اگر کسی نے تم سے سوال کیا تو اس کو عطا کر دو۔ اگر تمہارے چچا تم سے سوال کریں تو ان کو بچاں دینار سے کم نہ دینا اور زیادہ دینے میں تم خود مختار ہو۔ اگر تمہاری پھوپھیاں تم سے سوال کریں تو پچیس درہم سے کم نہیں دینا اگر زیادہ دینا چاہو تو تمہاری مرضی۔“

میری آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بلند مرتبہ پرفائز کرے، لہذا راہِ خدا میں اتفاق کرو اور خدا کی طرف سے تنگدستی سے نہ ڈرو۔ (توبہ آغوشِ رحمت: بربان اردو ص ۳۲۵)

(۹)

امامت

آیات:

۱۔ امامت منصب الہی:

﴿وَإِذْ أَبْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنْهَا عَنْهُدِي الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۲)

اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعہ ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ تم کو لوگوں کا امام بنارہے ہیں، انہوں نے عرض کی میری ذریت؟ ارشاد ہوا کہ یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔

۲۔ عصمت امام واللہ بیت

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذَهِّبَ عَنْكُمُ الرُّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُظَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا﴾ (سورہ احزاب آیت ۳۳)

بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اہل بیت تم سے ہر برائی کو دور رکھئے اور اس طرح پاک و

پا کیزہ رکھے جو پاک و پا کیڑہ رکھنے کا حق ہے۔

۳۔ وجوب اطاعت:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ أَنْهَاكُمْ﴾ (سورہ نساء آیت ۵۹)

ایمان والواللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبین امر کی اطاعت کرو۔

۴۔ اکمال دین:

﴿إِلَيْهِمْ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمْ إِلْسَلَامَ دِيْنًا﴾ (سورہ نائدہ آیت ۳)

آج میں نے تمہارے دین کو اکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنادیا ہے۔

۵۔ ہدایت:

﴿وَجَعَلْنَا هُمْ أَئِمَّةً يَهْدِونَ بِأَمْرِنَا وَأُولَئِنَّا إِلَيْهِمْ فُعْلَالُ الْحَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ﴾ (سورہ الحجۃ آیت ۲۳)

اور ہم نے ان کو بیشوں اور امام قرار دیا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں اور ان کی طرف کا رخیر کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وجہ کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

روايات:

۱- زمین پر امام کا ہونا ضروری ہے:

قال الصادق عليه السلام: لَوْلَمْ يَكُنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا إِثْنَانَ لَكَانَ إِلَّا
آمَامُ أَحَدَهُمَا (کتاب الشافعی ج ۲، ص ۳۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: اگر زمین پر صرف دو آدمی باقی رہیں گے تو ایک ان میں
سے امام ہو گا۔

۲- اطاعت امام:

قال علیٰ عليه السلام: مَنْ أَطَاعَ إِمَامَةً فَقَدْ أَطَاعَ رَبَّهُ (غُرر الحکم، ج ۱،
ص ۱۰۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جس نے اپنے امام کی اطاعت کی در حقیقت اس نے اپنے
رب کی اطاعت کی۔

۳- امام عادل:

قال علیٰ عليه السلام: إِمَامٌ عَادِلٌ خَيْرٌ مِنْ مَطْرِ وَابْلٍ (غُرر الحکم، ج ۱،
ص ۱۰۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: عادل امام اچھی بارش سے بہتر ہے۔

۴- امام حسن و امام حسین:

قالَ رَسُولُ اللَّهِ: الْحَسَنُ وَالْحُسَينُ إِمَامَانِ قَاماً أَوْ قَعَداً (مناقب

آلِ ابی طالب، ص ۱۳۷)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: حسنٰ اور حسینؑ دو امام ہیں چاہے قیام کریں یا قیام نہ کریں۔

۵۔ امام حسینؑ کی نسل سے:

فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ: الْأَئِمَّةَ مِنْ وُلُدِ الْحُسَيْنِ مَنْ أَطَاعَهُمْ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَاهُمْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ هُمُ الْعُرُوهُ الْوُتْقَىٰ وَهُمُ الْوَسِيلَةُ إِلَىِ اللَّهِ تَعَالَىٰ (تفسیر برہان، ج ۱، ص ۲۲۳)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: انہے ظاہرینؑ حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں جس نے ان کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ وہ خدا کی مضبوط رسمی ہیں اور خدا تک پہنچانے کا وسیلہ ہیں۔

تشریح:

نبوت کے خاتمه پر ہدایت کو باقی رکھنے کے لئے امامت کا سلسلہ شروع کیا اور اس سلسلہ کو قیامت سے ملا دیا اور یہی وجہ ہے کہ قیامت میں ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلا یا جائے گا۔ امام خدا کے اعتبار سے ولی اور حاکم ہوتا ہے اور نبی کے اعتبار سے وصی اور جانشین۔ امام خلیفہ خدا اور رسولؐ ہے تو اسے دونوں کے کمالات کا آئینہ

دار ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ پروردگار نے ہجرت میں امام کے نفس کو اپنا نفس قرار دیا اور مبالغہ میں اسے نفس رسول قرار دیا۔ امام حافظ شریعت بھی ہے اور قائدِ امت بھی۔ حفظ شریعت کے لئے علم لازم ہے اور حفظ امت کے لئے قوت و طاقت۔ اب امام امت وہی ہو گا جو علم میں ساری امت سے بالاتر ہو یعنی باب مدینۃ العلم ہو اور طاقت میں ساری دنیا سے توی تر ہو یعنی لافتی الٰ اعلیٰ ہو۔ امamt اور قیادت امت کے لئے پانچ باتوں کا ہونا ضروری ہے:

- ۱۔ حکم خدا سے ہدایت کرے۔
- ۲۔ نیکیاں انجام دے۔
- ۳۔ نماز قائم کرے۔
- ۴۔ زکوٰۃ ادا کرے۔
- ۵۔ ہر حال میں عبادت الٰہی انجام دیتا رہے اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے۔

اسی لئے قرآن نے دو اماموں کا تذکرہ کیا ہے ایک وہ امام ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں اور دوسرے وہ امام ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ اب ہمیں خود فیصلہ کرنا ہے کہ ہم کن اماموں کی اطاعت کریں۔ اور کن اماموں کو اپنا امام و قائد بنائیں۔

خدا سے دعا کرتے ہیں کہ سنتِ محمد و آلِ محمد ہمیں حقیقی امہم کی اطاعت کرنے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ حضرت علیؑ چوتھے خلیفہ:

شیخ صدوقؑ نے اپنے استاد سے حضرت امام علی رضاؑ سے نقل کیا۔ امام علی رضاؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علیؑ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں رسول اکرمؐ کے ساتھ مدینہ کے راستے پر چل رہا تھا کہ ایک طویل القامت گھنی داڑھی اور چوڑے شانوں والے بزرگ ہمیں ملے اور انہوں نے رسول خدا پر سلام کیا اور آنحضرت کو خوش آمدید کہا۔ پھر وہ بزرگ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا:
 السلام عليك يا رابع الخلفاء و رحمة الله و بر كاته
 چوتھے خلیفہ آپ پر سلام ہوا اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں
 پھر اس نے رسول خدا سے کہا کہ یا رسول اللہؐ کیا یہ چوتھے خلیفہ نہیں ہیں؟
 رسول خدا نے فرمایا: جی ہاں۔

پھر وہ بزرگ روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے رسول خدا سے عرض کی کہ یہ بزرگ کیا کہہ رہے ہے تھے اور آپؑ نے کس بات کی تصدیق کی؟
 رسول خدا نے فرمایا: حقیقت یہی ہے (کہ تم چوتھے خلیفہ ہو) کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

انی جاعل فی الارض خلیفه (سورہ بقرہ آیت ۳۰)
 میں زمین میں اپنا خلیفہ بنارہا ہوں۔

ان الفاظ کے ذریعہ آدم کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ لہذا پہلی خلافت حضرت آدم کی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تھا:

اخلفتی فی قومی و اصلاح (سورہ اعراف آیت ۱۲۲)

میری قوم میں میرا خلیفہ بن جاؤ اور اصلاح کرو۔

دوسری خلافت ہارون کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے خلیفہ کا ذکر ان الفاظ میں

بیان کیا:

ياداً وَدَّ أَنَا جَعَلْنِكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

(سورہ حص آیت ۲۶)

اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ لہذا تیرسی خلافت حضرت داؤد کی ہے۔

ان تین خلفاء کے بعد اللہ نے فرمایا:

وَإِذَا نَأَيْتَ مِنَ السَّمَاءِ وَرَسُولَهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحِجَّةِ الْكَبِيرِ (سورہ اعراف

آیت ۱۲۲)

حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے لوگوں کے لئے اعلان کیا جاتا

ہے۔

خدا اور اس کے رسولؐ کے اعلان کرنے والے تم ہو اور تم ہی میرے وصی، وزیر، جانشین اور میرے قرض ادا کرنے والے اور میری طرف سے دین پہنچانے والے ہو اور تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی

نہیں آئے گا جیسا کہ اس بزرگ نے کہا ہے تم چوتھے خلیفہ ہو۔ اور کیا تم میں معلوم ہے کہ وہ بزرگ کون تھے؟

میں نے کہا: نہیں! مجھے معلوم نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر تم میں معلوم ہونا چاہیے وہ تمہارے بھائی حضرت خضرؐ تھے۔ (مجزات آل محمدؐ، ج ۱، ص ۳۸۷)

۲۔ اعجازِ امامت:

ابن شہر آشوب نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا! امیر المؤمنین علیؑ نے ہمیں نماز فخر پڑھائی۔ پھر آپؐ بھاری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! اللہ تھیں تمہارے بھائی سلمان کی موت پر صبر عطا کرے اور تمہارے اجر میں اضافہ کرے۔

اس کے بعد آپؐ نے رسول خدا کا عمامہ اور چادر زیبؓ تن فرمائی اور رسول خدا کا عصا اور تلوار اٹھائی اور ناقہ عضیا پر سوار ہوئے اور قبر سے فرمایا کہ تم ایک سے دس تک کتنی گنو۔

قبر کہتے ہیں کہ میں نے دس تک کتنی گنی تو میں نے دیکھا کہ ہم سلمان فارسؓ کے دروازے پر کھڑے تھے۔

زادان کا بیان ہے کہ جب سلمان فارسؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو میں نے ان سے کہا تمہیں غسل کون دے گا؟

انہوں نے کہا: جس نے رسول خدا کو غسل دیا تھا وہی مجھے غسل دے گا۔ میں نے

کہا کہ رسول خدا کو تو حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا مگر وہ اس وقت مدینہ میں ہیں اور آپ مدائن میں ہیں۔

انہوں نے کہا تھا کہ اے زاذان! جب تو میری تخت الحنف باندھے گا تو اس وقت تجھے قدموں کی آواز سنائی دے گی۔

زادان کہتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے سلمان کی تخت الحنف باندھی تو میں نے قدموں کی آہٹ سنی اور میں دروازہ پر گیا تو امیر المؤمنین علیؓ کو موجود پایا۔ آپ نے فرمایا: زاذان! سلمان اللہ کو پیارے ہو گئے۔

میں نے کہا: جی ہاں میرے سردار۔ پھر آپ اندر آگئے اور سلمانؓ کے چہرے سے چادر ہٹائی تو سلمانؓ نے تقبیم کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

ابو عبد اللہ! جب تم رسول خدا ﷺ کے پاس جاؤ تو ان کو بتانا کہ ان کی قوم نے آپ کے بھائی سے کیا سلوک کیا ہے۔

پھر امیر المؤمنینؓ نے ان کی تجھیز و تکفین کی اور پھر آپ نے ان کا جنازہ پڑھا۔ ہم امیر المؤمنینؓ سے انتہائی بلند آواز میں تکبیر سنتے رہے اور مجھے حضرتؓ کے ساتھ دو آدمی بھی دکھائی دیے۔ جب میں نے آپ سے ان کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایک میرے بھائی جعفرؓ تھے اور دوسرے حضرؓ تھے اور ہر ایک کے ساتھ فرشتوں کی ستر صفائی تھیں اور ہر صرف میں وہ دس لاکھ فرشتے شامل تھے۔ (مجھوں

آل محمدؓ، ج ۱، ص ۳۸۵)

(۱۰)

ایمان

آیات:

ا۔ بہترین پاداش:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَخُسْنُ مَا بِهِ﴾ (سورہ عد ۲۹)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے یہی اعمال کے ان کے لئے بہترین جگہ (بہشت) اور بہترین بازگشت ہے۔

۲۔ فائدہ ایمان:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَأَتَقْرَبُوا لِفَتْحِهَا خَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ كَذَّبُوهُا فَأَخْدَنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (سورہ اعراف آیت ۹۶)

اور اگر ایسی قریب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم

نے ان کو ان کے اعمال کی گرفت میں لے لیا۔

۳۔ بہترین مخلوق:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ﴾

(سورہ بینہ آیت ۷)

بے شک جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کے وہ بہترین خلائق ہیں۔

۴۔ محبوب مخلوقِ الہی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَانُ وَدًا﴾

(سورہ مریم آیت ۹۶)

بے شک جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کے عنقریبِ حلقہِ لوگوں کے
دول میں ان کی محبت پیدا کر دے گا۔

۵۔ کامیاب ترین افراد:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ☆ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ☆
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ الْلَّغْوِ مُعْرِضُونَ ☆ وَالَّذِينَ هُمْ لِلنَّزْكَةِ فَاعْلَمُونَ﴾ (سورہ
مؤمنون آیات ۱-۲)

یقیناً صاحبانِ ایمان کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں گڑگڑانے والے ہیں اور
لغوباتوں سے اعراض کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

روايات

۱۔ ایمان بغیر عمل قابل قول نہیں:

قال رسول اللہ: لَا یَقْبَلُ الْإِيمَانُ بِلَا عَمَلٍ وَ لَا عَمَلٌ بِلَا إِيمَانٍ (کنز العمال ج ۱، ص ۲۸)

حضرت محمد نے فرمایا: ایمان بغیر عمل کے اور عمل بغیر ایمان کے قابل قول نہیں۔

۲۔ اخلاص:

قال علیؑ: الْإِيمَانُ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ (غرا حکم، ج ۱، ص ۱۱۶)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ایمان عمل کو خالص کر دیتا ہے۔

۳۔ صاحب ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا:

قَالَ الصَّادِقُ: الْإِيمَانُ لَا يَضُرُّ مَعَهُ عَمَلٌ وَ كَذَلِكَ الْكُفُرُ لَا يُنْفِعُ مَعَهُ عَمَلٌ (کتاب الشافی، ج ۵، ص ۷۸)

امام صادقؑ نے فرمایا: ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نقصان نہیں پہنچاتا اور کفر کے ہوتے ہوئے کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔

۴۔ نجات:

قال علیؑ: النَّجَاهَةُ مَعَ الْإِيمَانِ (غرا حکم، ج ۱، ص ۱۱۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ایمان کے ساتھ نجات ہے

۵۔ جنت کا راستہ:

قال امیر المؤمنین: عَلَيْكُمْ بِإِخْلَاصِ الْإِيمَانِ فَإِنَّهُ السَّبِيلُ إِلَى

الْجَنَّةُ وَ النَّجَاهَةُ مِنَ الدَّارِ (غُرَّ الْحُكْمُ، ج ۱، ص ۱۲۰)

مولائے مقیمان علیٰ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: تم پر ضروری ہے کہ ایمان کو خالص کرو کیونکہ یہ جنت کا راستہ اور جہنم سے نجات کا طریقہ ہے۔

ترجمہ:

ایمان کا مطلب ہے کہ انسان دل کی گھرائیوں سے حقائق کا اقرار کرے اور ان تمام تقاضوں پر عمل کرنا ضروری ہو گا جو ایمان حقیقی کے تقاضے ہیں اور جن کے بغیر ایمان، ایمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے عمل صالح درحقیقت ایمان کے تقاضوں ہی کا نام ہے۔ ایمان اور عمل صالح کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اثرات مادی وسائل کا نتیجہ نہیں ہیں۔ مادی وسائل شرق و غرب اور جنوب و شمال میں کام کرتے ہیں اور قدرتی وسائل زمین و آسمان کی برکتوں سے نواز دیتے ہیں اور انہیں کسی کام تجویز نہیں رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کو دنیا کی کوئی طاقت چیلنج کر سکتی ہے ان کا مد و گار خدا ہے۔ صالحان ایمان محبوب الہی اور محبوب مخلوق خدا بھی۔ جتنا ایمان پختہ ہو گا اتنا ہی عمل حکم ہو گا۔ جہاں عمل میں کمزوری دکھائی دے تو سمجھ جائیں کہ اس کا ایمان کمزور ہے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں جتن امام لمتّقین، امیر المؤمنین حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ ہم سب کے ایمان میں روز بروز اضافہ فرمائے۔

واقعات:

ا۔ ابوذر غفاریؓ کے ایمان کی بلندی:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جناب ابوذر غفاریؓ خدمت رسول اکرم ﷺ میں حاضر ہوئے۔ سلام کے بعد عرض کی اے اللہ کے رسولؐ میں جنگل میں اپنی بھیڑیں چرارہا تھا اور جب نماز کا وقت ہوا تو میں نماز پڑھنے لگا۔ اس وقت ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ایک دنبہ اٹھالیا، ناگاہ ایک شیر نے اس بھیڑیے پر حملہ کیا اور دنبہ کو چھڑا کر میری بھیڑوں کی رکھوائی کرنے لگا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو شیر نے مجھ سے کہا: اے ابوذر! بھی جاؤ اور رسول خدا ﷺ کی زیارت کر آؤ۔ آپ کی بھیڑوں کی میں حفاظت کر رہا ہوں۔ رسول خدا ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: اے ابوذر یہ سب تمہارے ایمان کی بدولت ہے۔

اس کے بعد روایت بتاتی ہے کہ میں منافقین نے کہا: ابوذر ہم میں اپنی بڑائی بیان کرتا ہے چلو آج جنگل میں جا کر ابوذر کی بھیڑیں پڑھاتے ہیں۔ جب یہ منافقین جنگل میں پہنچتے تو کیا دیکھا کہ ابوذر کے بھیڑوں کو ایک شیر پڑھا رہا ہے جو بھی دنبہ گلمہ سے الگ ہو جاتا ہے اسے شیر ہٹا کر گلمہ میں لے آتا ہے۔ منافقین کو دیکھ کر شیر بقدرِ خدا گویا ہوا: اے گروہ منافقین! یہ تو ابوذر کے ایمان اور معرفت کی بلندی ہے کہ میں اس کے جانوروں کو پڑھا رہا ہوں۔ یاد کھو! اگر ابوذر ہمیں حکم دیں کہ ان منافقوں کو پکڑ لو تو خدا کی قسم! ایک لمحہ میں سب کو اس طرح نگل جاؤں گا جس طرح دورِ موئیؑ میں قالین

کے شیر نے جادوگروں کے اثر دیے کو نگل لیا تھا۔ (مجلس بنی ہاشم ص ۷۶)

۲۔ نور ایمان سے منور دل:

اسحاق بن عمار سے مروی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا: رسول خدا نے لوگوں کے ساتھ نماز صحیح پڑھی آپ نے مسجد میں ایک جوان کو دیکھا وہ اپنا سر ادھر ادھر ہلا رہا ہے اس کا رنگ زرد ہے اور جسم نحیف ولا غریب، آنکھیں سر میں گردگئی ہیں۔

حضرت نے فرمایا: اے شخص تیرا کیا حال ہے۔

اس نے کہا: میں یقین پڑھوں۔

رسول نے اس کے کہنے پر تعجب کیا اور فرمایا: یقین کی ایک حقیقت ہوتی ہے تھہارے یقین کی حقیقت کیا ہے۔

اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ امر جس نے مجھے محروم کیا اور راتوں میں جگایا ہے اور رخت گرم دنوں میں پیاسا رکھا ہے وہ غم آخترت ہے۔ گویا عرش الٰہی میری نظر کے سامنے ہے اور میں موقف حساب ہوں لوگ مشتور ہو رہے ہیں۔ میں بھی ان میں ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ نعماتِ جنت سے فیضیاب ہیں اور تختوں میں نکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے سے تعارف کر رہے ہیں اور گویا دوزخیوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ عذاب الٰہی میں بتلا چیخ و پکار کر رہے ہیں گویا میں اب بھی اہل نار و جہنم کی چیخ و پکار کو سن رہا ہوں اور وہ آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔

حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: یہ ہے وہ بندہ جس کے دل

کو اللہ نے نورِ ایمان سے منور کر دیا ہے۔

حضرت نے اس سے فرمایا: تم اپنے حال پر قائم رہو۔

اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ دعا کریں کہ خدا مجھے شہادت کا درجہ دے۔

حضرت نے دعا فرمائی چنانچہ ایک غزوہ میں وہ نو شہیدوں کے بعد دسویں نمبر پر

شہید ہوا۔ (کتاب الشافعی ج ۳، ص ۳۱۸)

jabir.abbas@yahoo.com

(۱۱)

بخل (کنجوس)

آیات:

۱۔ کنجوس کی سزا:

﴿وَلَا يَحْسِنُ الَّذِينَ يَيْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ
بَلْ هُوَ شَرٌ لَهُمْ سَيِطُرُقُونَ مَا بَخْلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (سورہ آل عمران
آیت ۱۸۰)

جو لوگ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں انہیں ہرگز
پہنیں سوچنا چاہیے کہ یہ اچھا کام ہے بلکہ یہ بہت بُرا کام ہے غقریب قیامت کے
دن وہی چیزیں ان کی گردنوں میں طوق کی طرح لٹکا دی جائیں گی جن میں وہ بخل کیا
کرتے تھے۔

۲۔ کنجوس خدا کا محبوب نہیں:

﴿وَاللَّهُ لَا يِحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ☆ الَّذِينَ يَيْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ
بِالْبُخْلِ وَمَنْ يَتَوَلَّ فِإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ (سورہ حمید آیات ۲۲)
(۲۲)

اللہ اکثر نے والے مخرب افراد کو پسند نہیں کرتا کہ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو بھی خدا کے حکم سے روگردانی کرتا ہے، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ خدا سب سے بے نیاز اور قابلِ حمد و ستائش ہے۔

۳۔ بخل کافروں کی صفت میں:

﴿الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبَخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْنَدُنَا إِلَى الْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا﴾ (سورہ نساء آیت ۳۷)

جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو کچھ خدا نے اپنے فضل و کرم سے انہیں عطا کیا ہے اس پر (اپنے کفر کی وجہ سے) پرده ڈالتے ہیں (تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) ہم نے کافروں کے واسطے رسوا کر دینے والا عذاب میریا کر رکھا ہے۔

۴۔ بخل اپنے ہی لئے:

﴿هَا أَنْتُمْ هُؤُلَاءِ تُذَحَّلُونَ لِتُنْفِقُوا فِي سَيِّلِ اللَّهِ فِيمَا كُنْتمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ

يَبْخَلُ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾ (سورہ محمد آیت ۳۸)

ہاں ہاں! تم وہی لوگ ہو جنہیں را و خدا میں خرچ کرنے کے لئے بلا یا جاتا ہے تو تم میں سے بعض لوگ بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتے ہیں وہ اپنے ہی حق میں بخل کرتے ہیں اور خدا سب سے بے نیاز ہے تم وہی لوگ اس کے محتاج ہو۔

۵۔ بخل سختی کا سبب:

﴿وَأَمَّا مَنْ يَبْخَلَ وَآسْتَغْنَى ☆ وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى ☆ فَسَنُيَسْرُهُ

الْعَسْرَى (سورہ لیل آیات ۸، ۹، ۱۰)

جس نے بخل کیا اور لا پرواہی برتنی اور نیکی کو جھٹلا دیا ہے اس کے لئے سختی کی راہ ہموار کر دیں گے۔

روایات:

۱۔ بخل ایک عیب:

قال علیؑ: الْبُخْلُ غَارٌ (نحو البلاغہ کلمات قصار نمبر ۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: بخل (کنجوسی) ننگ و عار ہے۔

۲۔ بخل فقیری کا سبب:

قال علیؑ: الْبُخْلُ فَقْرٌ (غرا حکم ج ۱، ص ۱۲۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا: بخل ناداری و فقیری ہے۔

۳۔ بدترین بخل:

قال علیؑ: أَقْبَحَ الْبُخْلِ مَنْعُ الْأَمْوَالِ مِنْ مُسْتَحِقَّهَا (غرا حکم ج ۱، ص

(۱۲۵)

امام علیؑ نے فرمایا: مسحت لوگوں تک مال نہ پہنچانا بدترین کنجوسی ہے۔

۴۔ بخل بہت بڑی عادت:

قال علیؑ: بِشَسَ الْحَلِيقَةُ الْبُخْلُ (غرا حکم ج ۱، ص ۱۲۶)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: کنجوی بہت بڑی عادت ہے۔

۵۔ بخیل کا کوئی چاہئے والا نہیں:

قال علیؑ: لَيْسَ لِبَخِيلٍ حَبِيبٌ (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۲۹)

مولائے کائنات علیؑ نے فرمایا: بخیل کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔

تشریح:

بخل اور کنجوی ایک بڑی اور ندموم صفت ہے۔ انسان جو کچھ کھاتا ہے اور جو کچھ مال و ثروت جمع کرتا ہے وہ یہ فکر کرتا ہے کہ یہ مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا اگر خرچ کر دیا تو کیا ہو گا؟ گویا کنجوں اپنے لئے بھی اپنی دنیا کی چھوٹی سی چیز میں بھی کنجوی کرتا ہے اور اپنی ساری دنیا کو اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ بخیل اس لئے فقیروں کی طرح زندگی گزارتا ہے کہ کہیں نادار و فقیر نہ ہو جائے یا اس لئے فقیروں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے کہ زیادہ مال جمع کر سکے۔ کنجوی کرنے والا دنیا میں ندموم اور آخرت میں معذب اور سزا کا مستحق ہو گا۔ بخیل انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بالی یہ جمع کرے گا فائدہ کوئی اور اٹھائے گا۔ اس لئے کنجوی سے بہتر ہے کہ انسان مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

خداسے دعا کرتے ہیں بھتی محمد و آل محمد تھم سب کو بخیل و کنجوی سے دور رہنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

اے چالاک کنجوس (بخل):

ایک کنجوس نے کوزہ بنانے والے سے کہا: میرے لئے ایک کوزہ اور ایک پیالہ بنادو۔

کوزہ بنانے والے نے کنجوس سے پوچھا: تمہارے کوزے پر کیا لکھوں؟

کنجوس نے کہا: ﴿فَمَنْ شَرَبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي﴾ (۱)

لکھوں جو شخص اس میں سے (پانی) پینے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

دوبارہ کوزہ بنانے والے نے کنجوس سے پوچھا کہ تمہارے پیالے پر کیا لکھوں؟

کنجوس نے کہا: ﴿وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ (۲)

لکھوا اور جو شخص اس میں سے نہیں چکھے گا لے شک وہ مجھ سے ہوگا۔ (گنجینہ

معارف ح، ص ۸۷، قرآنی لطینی ص ۲۶)

۲۔ بخل کا گناہ:

پیغمبر اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھے۔ ایک مرد کو دیکھا جو غلاف کعبہ کو پکڑے دعا کر رہا تھا: خدا یا! اس گھر کا واسطہ مجھے بخش دے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا:

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۲۳۹۔

۲۔ سورہ بقرہ آیت ۲۳۹۔

میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔

رسول خدا ﷺ: تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین؟

شخص: میرا گناہ۔

رسول خدا ﷺ: تیرا گناہ بڑا ہے یا پھاڑ؟

شخص: میرا گناہ۔

رسول خدا ﷺ: تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان؟

شخص: میرا گناہ۔

رسول خدا ﷺ: تیرا گناہ بڑا ہے یا خدا؟

شخص: خدا عالیٰ اور جل ہے۔

رسول خدا ﷺ: تجھ پر وائے ہو! اپنے گناہ کو بیان کر۔

شخص: اے رسول اللہ ﷺ میں ایک دولت مند شخص ہوں اور جب بھی میرے پاس کوئی سائل آتا ہے اور مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آگ کا شعلہ میری طرف آ رہا ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے دور ہو جا اور مجھے اپنی آگ میں نہ جلا اس خدا کی قسم جس نے مجھے ہدایت اور کرامت کے ساتھ معمور کیا، اگر تو رکن و مقام کے درمیان کھڑا ہو اور دو ہزار سال نماز پڑھے اور اس قدر گریہ وزاری کرے کہ تیرے آنسوؤں سے نہیں جاری ہو جائیں اور ان آنسوؤں سے درخت سیراب ہوں پھر اس وقت تو بخل اور کنجوں کی حالت میں مر جائے تو خداوند متعال تجھ کو جہنم کی آگ

میں ڈال دے گا۔

تجھ پر وائے ہو! کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ خدا فرماتا ہے: ”جو بخل کرتے ہیں
وہ اپنے ہی حق میں بخل کرتے ہیں۔“ (سورہ محمد آیت ۳۸)

جو شخص اپنے نفس کو بخل سے دور رکھے گا وہی کامیاب و کامران ہے۔ (ہزارو یک
حکایت اخلاقی ص ۲۵۶)

(۱۲)

بیماری

آیات:

۱۔ بیمار عذر رکھتا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الْضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا إِلَهٌ وَرَسُولٌ هُمْ مَا عَلَى الْمُخْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورہ توبہ آیت ۹۱)

جو لوگ کمزور یا بیمار ہیں اور وہ لوگ جن کے پاس راہ خدا میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے جنگ سے باز رہنے میں یا جنگ پر نہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ خدا اور رسول کے حق میں اخلاص رکھتے ہوں کہ یہ کردار لوگوں سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہے اور اللہ، بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔ روگی بیماری کی طرف توجہ:

﴿إِيَّاهُا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَشَفَاعَ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورہ یونس آیت ۵۷)

آئے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت اور رحمت صاحبان ایمان کے لئے "قرآن کی صورت میں" آپ کا ہے۔

۔۳۔

**﴿وَنَزَّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ
الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾** (سورہ اسراء آیت ۸۲)

اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالمن کے لئے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

۔۴۔ شفاذینے والا خدا ہے:

﴿وَإِذَا مَرِضَ ثُفِّهُو يَشْفِيْنَ﴾ (سورہ شعراء آیت ۸۰)

اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا بھی دیتا ہے۔

۔۵۔ مریض (بیمار) اور روزہ:

**﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ
الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلِيَصُمِّمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ
عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَى يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تُكْبِرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾**

(سورہ بقرہ ۱۸۵)

ماہ رمضان رہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں لہذا جو

شخص اس مہینہ میں حاضر ہے اس کا فرض ہے کہ روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ اتنے ہی دن دوسرے دنوں میں روزہ رکھے خدا تمہارے بارے میں آسانی چاہتا ہے زحمت نہیں چاہتا۔ اور اتنے ہی دن کا حکم اس لئے ہے کہ تم عدد پورے کرو اور اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اقرار کرو اور شاید تم اس طرح شکرگزار بندے بن جاؤ۔

روايات:

۱۔ بیماری کی سختی:

قال علیٰ: الْمَرْضُ حَبْسُ الْبَدْنِ (غراجم حج ۲، ص ۵۳۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: بیماری بدن کی قید ہے۔

۲۔ بیمار:

قال علیٰ: كُمْ ذَنِفَ نَجَاوَ صَحِيْحٌ هَوَى (غراجم حج ۱، ص ۳۶۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: بہت سے بیماریات پالیتے ہیں اور بہت سے سخت مندر گر پڑتے (یا مر جاتے) ہیں۔

۳۔ بیماری گناہوں کا کفارہ:

قال رسول اللہ: الْمَرْيَضُ تَحَاثُ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاثُ رَزْقُ الشَّجَرِ (میزان الحکمة ح ۳، ص ۲۸۸۵)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: بیماری میں (بیمار کے) گناہ اس طرح جھوڑتے ہیں جس طرح (خواں میں) درخت کے پتے جھوڑتے ہیں۔

۳۔ علاج کی اہمیت:

قال علیٰ: مَنْ كَسَّمَ الْأَطْبَاءَ مَرَضَهُ خَانَ بَذَنَةً (غرا الحكم ج ۲، ص ۵۲۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو شخص اپنی بیماری کوڈا کٹر دیں (طیب) سے چھپائے اس نے اپنے بدن سے خیانت کی۔

۴۔ بخار:

قال الامام زین العابدین: حُمُّى لَيْلَةٌ كَفَارَةٌ سَنَةٌ (آمال الوعظین ج ۱، ص ۵۱۷)

امام زین العابدینؑ نے فرمایا: ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

شرح:

بیماری بھی ایک نعمت ہے۔ بیماری بندہ کی کمزوری ہے اور شفادینا پر وردگار کا کرم ہے اور بیماری کا بہترین علاج پرہیز ہے۔ بیماری کی حالت میں بھی انسان کوشکر خدا بجالانا چاہیے نہ کہ زبان پر ایسے جملے لائے جس سے شرک کی بوآتی ہو۔ جس طرح روایت میں ذکر ہے کہ ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ بعض

اوقات یہی بیماری خدا کی طرف سے بندہ کا امتحان ہوتی ہے اور بعض اوقات بیماری بد پر ہیزی سے وجود میں آتی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ اپنا اعلان کروائے اور اگر کوئی مریض ہو جائے تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کی عیادت کے لئے جائیں جو شخص مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت وہ رہا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ واپس اپنے گھر آجائے۔

واقعات:

۱۔ پیغمبر اکرم ﷺ کا مسکرانا:

ایک روز پیغمبر اکرم ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور مسکرانے لگے۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا: یا رسول اللہؐ ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور مسکرانے لگے اس کی کیا وجہ ہے؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: بے شک جب میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا وہ فرشتے زمین کی طرف آرہے ہیں تاکہ ایک صالح مرد کی شب و روز کی عبادت کا ثواب لکھیں جو انہی مخصوص جگہ نماز و عبادت میں مشغول رہتا تھا لیکن ان فرشتوں نے اس کو وہاں نہ پایا کیونکہ وہ شخص بسترِ مرض پر پڑا ہوا تھا۔

فرشتے آسمان کی طرف چلے گئے اور خداوند تعالیٰ سے عرض کی: ہم حسب معمول

اس صالح مرد کی عبادت کا ثواب لکھنے کے لئے اس کی عبادت کی جگہ گئے تھے لیکن ہم نے اس کو دہاں نہیں پایا کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے بستر پر آرام کر رہا تھا۔ خداوند متعال نے فرشتوں سے فرمایا: اے فرشتو! جب تک میرا بندہ بستر مرض پر ہے مجھ پر لازم ہے کہ اس کو بیماری میں اتنا ثواب عطا کروں جتنا ثواب تدرستی کی عبادت میں عطا کرتا تھا (کیونکہ وہ میرا بندہ بیماری کی وجہ سے عبادتیں بجالانے سے معذور ہے)۔ (گنجینہ معارف ج ۲، ص ۱۲۹؛ آمال الاعظین ج ۱، ص ۷۵)

۲۔ بیماری کی دیکھ بھال کی اہمیت:

دو ساتھی کافی دور سے مناسک حج کو بجالانے کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب یہ دونوں مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے آئے تو ان میں سے ایک ساتھی مدینہ کے کسی ہوٹل میں بہت زیادہ بیمار ہو گیا اور اس کا دوسرا ساتھی اس کی دیکھ بھال کرنے میں مشغول ہو گیا۔

ایک دن ہمسفر ساتھی نے بیمار ساتھی سے کہا: مجھے بہت اشتباق ہے کہ رسول خدا کے مزار کی زیارت کروں۔ تم مجھے اجازت دو کہ میں زیارت کے لئے جاؤں۔

بیمار نے کہا: تو میرا یار و مددگار ہے، مجھے تہرانہ چھوڑ، میری طبیعت، بہت خراب ہے، مجھے سے جدانہ ہو۔

ساتھی نے کہا: میرے بھائی ہم بہت دور سے آئے ہیں میرا دل زیارت کے لئے ترک پ رہا ہے، تم اجازت دو میں بہت جلد زیارت کر کے واپس آ جاؤں گا لیکن بیمار ساتھی جس کو دیکھ بھال کی بہت شدید ضرورت تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ساتھی

زیارت کے لئے جائے۔

لیکن ہمسفر ساتھی اس کو چھوڑ کر زیارت بیخبر ﷺ کے لئے چلا گیا اور زیارت کے بعد امام صادقؑ کے گھر گیا اور آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب ہوا اور اپنا اور اپنے ساتھی کا قصہ آنحضرتؐ کے سامنے بیان کیا۔

امام صادقؑ نے فرمایا: اگر تم اپنے دوست کے پاس رہتے اور اس کی دیکھ بھال اور گرانی کرتے تو تمہارا اجر خدا نے بزرگ کی بارگاہ میں رسول خدا ﷺ کے مزار کی زیارت سے زیادہ ہوتا۔ (گنجینہ معارف ج ۲، ص ۱۳۰)

(۱۳)

بصارات اور بصیرت

آیات:

۱۔ بصیرت کی اہمیت:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلٌ أَذْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنْ اتَّبعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورہ یوسف آیت ۱۰۸)

آپ کہہ دیجئے کہ یہی میرا راستہ ہے کہ میں اور میری اتباع کرنے والے بصیرت کے ساتھ (لوگوں کو) خدا کی طرف بلا تے ہیں اور خدا پاک فوبے نیاز ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

۲۔ پینا اور ناپینا مساوی نہیں:

﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَشْكُرُونَ﴾ (سورہ آنعام آیت ۵۰)

آپ کہئے کہ ہمارا دعویٰ نہیں ہے کہ ہمارے پاس خدا کی خزانے ہیں یا ہم عالم

الغیب ہیں اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ملک ہیں ہم تو صرف وحی پروردگار کا اتباع کرتے ہیں اور پوچھئے کہ کیا انہیں اور بینا برابر ہو سکتے ہیں آخر تم کیوں نہیں سوچتے ہو۔

۳۔ قیامت میں نایبنا ہونے کا سبب:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَخْشُرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ☆ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ☆ قَالَ كَذَلِكَ أَتَسْكُ آيَاتِنَا فَسِيَّهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى ﴾ (سورہ طہ آیات ۱۲۶-۱۲۷)

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کی زندگی تنگ بنادوں گا اور ہم اسے قیامت کے دن انہا محشور کریں گے (پھر) وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تو نے مجھے انہا کیوں محشور کیا ہے جب کہ میں دنیا میں صاحب بصارت تھا ارشاد ہو گا کہ جس طرح ہماری آسمیں تیرے پاس آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا اسی طرح آج تو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔

۴۔ اہل بصیرت کے لئے عبرت:

﴿يَقْلِبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعْبَةً لِأُولَى الْأَبْصَارِ﴾ (سورہ نور آیت ۲۲)

اللہ (ہی) رات کو دن اور دن کو رات سے تبدیل کرتا ہے اور یقیناً اس میں صاحبان بصارت کے لئے سماں عبرت ہے۔

۵۔ بصیرت کا سوال:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادُ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً﴾ (سورہ اسراء آیت ۳۶)

اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا کہ (کیونکہ) روز قیامت سماught، بصیرت اور وقت قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

روایات:

۱۔ بصیرت کی اہمیت:

قالَ عَلَىٰ: فَقُدُّ الْبَصَرُ أَهْوَنُ مِنْ فِقْدَانِ الْبَصِيرَةِ (غُر راحم ح، ص ۱۶۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: آنکھوں کا انداھا ہو جانا بصیرت کے گنوادینے سے آسان

۔

۲۔ بصیرت نہ ہونا:

قالَ عَلَىٰ: لَا يَبْصِيرُهُ لِمَنْ لَا فِنْجَرَ لَهُ (غُر راحم ح، ص ۱۶۵)

مولانا علیؑ نے فرمایا: جو صاحب فکر نہیں ہے وہ بصیرت سے خالی ہے۔

۳۔ دیدہ بصیرت:

قالَ عَلَىٰ: نَظَرُ الْبَصَرِ لَا يُجْدِي إِذَا عَمِيَتِ الْبَصِيرَةُ (غُر راحم ح، ص ۱۶۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا: آنکھ سے دیکھنے میں کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ بصیرت نہ

ہو۔

۳۔ پوشیدہ اسرار:

قال علیؑ: قَدِ انجَابَتِ السُّرَائِرُ لِأَهْلِ الْبَصَائِرِ (غراجم ح، ص ۱۶۲)

امام علیؑ نے فرمایا: یقیناً صاحبان بصیرت کے لئے بہت سے پوشیدہ اسرار کھل جاتے ہیں۔

۵۔ بصیرت بہتر ہے یا بصارت؟

قال علیؑ: ذَهَابُ الْبَصَرِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَى الْبَصِيرَةِ (غراجم ح، ص ۱۶۳)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: بینائی جانا بصیرت ختم ہونے سے بہتر ہے۔

تشریح:

ظاہری نگاہوں سے دیکھنے کا نام ہے بصارت اور دل کی نگاہوں سے دیکھنے کا نام ہے بصیرت۔ بصارت اور بصیرت کا بنیادی فرق یہ ہے کہ بصارت ظاہر کو دیکھتی اور بصیرت باطن کو۔ مولائے کائنات۔ کا ارشاد ہے کہ بہترین صاحب بصیرت وہ ہے جو اپنے عیوب کو دیکھ لے اور اگر نہیں سے الگ ہو جائے۔ بصیرت کا بہترین مظہر یہ ہے کہ انسان ظاہری حالات کے مطابق کام نہ کرے بلکہ عقل کے مشورے کے

مطابق عمل کرے اس لئے کہ امیر المؤمنینؑ کے ارشاد کے مطابق آنکھیں دھو کا دے سکتی ہیں لیکن عقل کسی انسان کو دھو کا نہیں دیتی تو ہمیں با بصیرت ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ہمارے لئے پوشیدہ اسرار کھل جائیں۔

خدا سے دعا ہے کہ حق چہار دہ معصومینؑ ہمیں صاحبِ بصیرت بنادے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ با بصیرت غلام:

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ایک جذبی رہتا تھا۔ جو مسلمانوں کے ساتھ راحثتا بیٹھتا تھا۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ مسلمانوں کے دینی عقائد سے آشنا ہو گیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کے عقائد برحق ہیں تو وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کلمہ شہادتیں پڑھا اور اسلام قبول کیا اس کے بعد وہ مسلمانوں سے دینی مسائل حاصل کرنے لگا۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا جہاں کا خالق عالم اور خیر ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں اللہ تعالیٰ ہر ظاہر و باطن سے واقف ہے وہ ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات سے بھی واقف ہے۔ خدا ہر قول و فعل اور دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی واقف ہے۔

یہ باتیں سن کر غلام کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ! اس کا

مقصد تو یہ ہے کہ خدامیرے تمام گناہوں سے واقف ہے اور ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے اور میری ہر حرکت و سکون اس کے سامنے ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہے۔ اللہ کو تھاری زندگی کے ہر لمحہ کا علم ہے۔

یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گرد پڑا اور اسی بے ہوشی کی حالت میں اس کی روح پرواز کر گئی۔ (کشکول دستغیب ج ۱، ص ۵۱)

۲۔ بصیرت ابوہارون مکفوف:

قطب راوندی نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ امام محمد باقرؑ کے ساتھ ہم مسجد میں داخل ہوئے اور کچھ لوگ بھی مسجد میں داخل ہو رہے تھے حضرت نے مجھ سے فرمایا: ذرا لوگوں سے پوچھو کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ اس کے بعد جس شخص کو میں دیکھتا تھا اس سے یہی پوچھتا تھا کہ کیا تم نے ابو جعفرؑ کو دیکھا ہے تو جواب میں وہ کہتا تھا کہ نہیں۔ حالانکہ حضرت وہیں کھڑے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ابوہارون مکفوف (نایبنا) داخل مسجد ہوئے۔ حضرت نے فرمایا: اس سے پوچھو، میں نے اس سے پوچھا کہ کیا ابو جعفرؑ کو دیکھا ہے تو اس نے کہا کہ کیا یہ حضرت نہیں کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا تھے کیسے معلوم ہوا؟ تو اس نے کہا کیسے معلوم نہ ہو وہ تو ایک چمکتا ہوا نور ہیں۔ یعنی جمال امامت کو دیکھنے کے لئے ظاہری آنکھیں کافی نہیں ہیں دل کی آنکھیں درکار ہیں (امام کو دیکھنے کے لئے بصارت نہیں بلکہ بصیرت درکار ہے)۔ (حسن المقال ج ۱، ص ۲۷۵)

(۱۳)

تربيت

آيات:

۱۔ تربیت کا نمونہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورہ احزاب آیت ۲۱)
تمہارے لئے رسولؐ کی زندگی بہترین نمونہ عمل ہے۔

۲۔ تربیت انبیاء کا مقصود:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأَمَمِينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَنْذُرُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُئْزِجُهُمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ لَفِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ﴾ (سورہ جمادی آیت ۲)

اس خدا نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو انہی میں سے تھا تاکہ ان کے
سامنے آیات کی تلاوت کرے، ان کے نقوص کو پا کر کیزہ بنائے اور انہیں کتاب و حکمت
کی تعلیم دے اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں بتلاتے ہے۔

۳۔ اولاد پر والدین کا حق:

﴿وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الْذَّلِيلَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبُّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (سورہ آسراء آیت ۲۲)

اور والدین کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا دواور ان کے حق
میں دعا کرتے رہو کہ پروردگار ان دونوں پر اس طرح رحمت نازل فرمائ جس طرح
انہوں نے بچنے میں اپنی رحمتیں پختا اور کر کے مجھے پالا ہے۔

۴۔ تربیت فرزند کی اہمیت:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ... مَا يَؤْمِنُونَ﴾ (سورہ تحریم آیت ۶)
اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا
ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر ایسے فرشتے، ملائکہ معین ہیں جو سخت مزاج اور
تند ہیں وہ خدا کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسی پر عمل
کرتے ہیں۔

۵۔ راہ مستقیم (سیدھا راستہ):

﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ (سورہ آل
عمران آیت ۱۵)

اللہ میرا اور تمہارا (دونوں کا) رب ہے لہذا اس کی عبادت کرو کہ یہی صراطِ مستقیم
(سیدھا راستہ) ہے۔

روايات:

۱۔ بہترین وارث:

قال الصادق: إِنَّ خَيْرَ مَا وَرَثَ الْأَبَاءُ لِأَبْنَائِهِمْ الْأَدْبُ لَا الْمَالُ
(أصول کافی ج ۸، ص ۱۵۰)

حضرت امام صادقؑ نے فرمایا: بہترین میراث جو والدین اپنی اولاد کے لئے چھوڑ کر جاتے ہیں وہ ادب ہے نہ کہ مال و دولت۔

۲۔ آغاز تربیت:

قال علیٰ: أَفْضَلُ الْأَدْبِ مَا بَدَأُتْ بِهِ نَفْسَكَ (میزان الحکمة ج ۱، ص ۵۲)

مولانا علیؒ نے فرمایا: بہترین ادب وہ ہے جو اپنے آپ سے شروع ہو۔

۳۔ تربیت کے لئے دعا:

قال السجاد: وَأَعِنِّي عَلَى تَرْبِيَتِهِمْ وَتَادِيَهِمْ وَبِرِّهِمْ (صحیفہ کاملہ دعا نمبر ۲۵، ص ۲۲۵)

امام سجادؑ نے فرمایا: (خدایا!) بچوں کی تربیت و تادیب اور ان کے ساتھ اپنے برداو کرنے میں میری مدد فرم۔

۴۔ تربیت محبت اللہ بیت:

أَدْبُسُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ حِصَابٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ، حُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ

قراءۃ القرآن (کنز العمال ج ۱۲، ص ۲۵۶)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ:

۱۔ اپنے نبی (حضرت محمد ﷺ) کی محبت

۲۔ اُن کے اہل بیتؑ کی محبت

۳۔ قرأتِ قرآن

۴۔ فرزید صالح:

إِنَّ الْوَلَدَ الصَّالِحَ رَبْحَانَةٌ مِّنْ رِيَاحِنِ الْجَنَّةِ (اصول کافی ج ۲، ص ۳)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فرزید صالح بہشت کے پھولوں میں سے ایک

پھول ہے۔

شرح:

بچوں کی تربیت میں ہمیں کافی کوشش اور وقت سے کام لیتا چاہیے کیونکہ بچے بڑوں کی کروار اور اعمال کو دیکھتے ہیں اور پھر وہی کام کرتے ہیں۔ بچے سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بڑوں کے کام کیا ہے اس لئے ہمیں بھی وہی انجام دینا چاہیے۔ لہذا ہمیں ایسے کام اور گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے جن کا بُرا اثر بچوں پر ہو۔ کیوں کہ ہمارے بچے باقیات الصالحت ہیں۔ اگر بچوں کی اچھی تربیت کی تو ہمارے ہو کر ہمارے لئے باعث افتخارات ہوں گے اور اگر بچوں کی تربیت صحیح نہیں کی تو یہی ہمارے

لئے باعث ذلت و خواری ہوں گے۔

قرآن و روایات کی تاکید ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل دعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ ان کی تربیت قرآن و حدیث کی روشنی میں کرو کیونکہ پنج جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہیں کہیں ایسا نہ ہو جارے پنج بری راہ کی طرف چلے جائیں آج کل معاشرہ بہت ہی خراب ہوتا جا رہا ہے۔ ایک پنج کی تربیت کرنا گویا ایک خاندان کی تربیت کرنا ہے۔ (آمین)

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق محمد وآل محمد ہمیں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وقائع:

۱۔ فرزند صاحب کی اہمیت:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک روز حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ صاحب قبر کو عذاب ہو رہا ہے پھر جب دوسرے سال وہاں سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ صاحب قبر سے عذاب مل چکا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی اے میرے اللہ! ایک سال قبل میں اسی قبر سے گزر رہا تھا تو صاحب قبر کو عذاب ہو رہا تھا لیکن اس سال عذاب اٹھ گیا ہے اس کا راز کیا ہے؟

خداؤند عزوجل نے حضرت عیسیٰ پر وحی کی: اے روح اللہ اس مرنے والے کا ایک بیٹا تھا جس نے بالغ ہونے کے بعد (لوگوں کے لئے) ایک راستہ بنایا، ایک یتیم کو پناہ دی، پس اس کے بیٹے کے دونیک کاموں کی وجہ سے اس کو بخش دیا گیا ہے۔ (گنجینہ معارف ج ۳، ص ۲۳۶، عبرت انگریز واقعات ص ۱۱۸)

۲۔ غذا کا اثر:

علامہ محمد تقیؒ نقل کرتے ہیں جو کہ آیات، روایات اور تحریبوں سے بھی مناسبت رکھتی ہے۔ علامہ محمد تقیؒ مجلسیؒ جامع مسجد اصفہان میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک رات اپنے فرزند محمد باقر مجلسیؒ کو مسجد لے آئے، جو کسی وجہ سے صحیح مسجد میں کھیل کو د میں مصروف رہے۔ علامہ محمد تقیؒ نماز میں مصروف تھے کہ محمد باقر مجلسیؒ نے صحیح مسجد میں رکھی ہوئی پانی سے بھری ہوئی مشک میں سوراخ کر دیا اور بہت ہوئے پانی سے کھینے لگے، نماز کے بعد جب علامہ محمد تقیؒ مجلسیؒ کو علم ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ گھر جا کر اپنی زوجہ کو سامنے بھایا اور پوچھا: میں نے حمل ٹھہرنے سے پہلے اور حمل ٹھہرنے کے بعد غذا کے سلسلے میں اسلامی دستورات کی رعایت کی تھی اور اس کی ولادت کے بعداب تک تربیت کے اصولوں پر عمل کرتا آرہا ہوں لیکن آج اس کا عمل ہم دونوں میں سے کسی ایک کی کوتاہی کی نشاندہی کر رہا ہے بچے کی ماں نے کہا: ایام حمل میں ایک روز پڑوسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا، جہاں درخت میں لگے ہوئے اناروں نے میری توجہات کو اپنی طرف موڑ دیا۔ اس وقت میں نے ایک انار میں ذائقہ چکھنے کے لئے سوئی چھوکر اس کا ذائقہ چکھا تھا۔

تجھ کریں: جمل کے زمانے میں ماں کا پڑوی کے انار کا اس طرح لکھانا یا چھنپے کی شخصیت پر اتنا اثر انداز ہوتا ہے تو حرام غذا کا مسلسل استعمال اس آنے والے بچے کو انسانیت اور اسلام سے کتنا دور کر دے گا۔ (تہذیب زندگی میں ۲۰۲)

jabir.abbas@yahoo.com

(۱۵)

تَفْلِقْ (غُور و فکر)

آیات:

۱۔ تَفْلِقْ (غُور و فکر) کی دعوت:

﴿كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ☆ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (سورہ بقرہ آیات: ۲۱۹، ۲۲۰)

خدا اسی طرح اپنی آیات کو واضح کر کے بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کر سکو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

۲۔ متوجہ کروانا:

﴿أَغْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحِنِّي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (سورہ حمدیہ آیت: ۱)

یاد رکھو! خدا مردہ زمینوں کو زندہ کرتا ہے اور ہم نے تمام نشانیوں کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لے سکو۔

۳۔ خلقت میں غور و فکر:

﴿وَيَسْفَكُرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۹۱)

اور وہ لوگ آسمان و زمین کی خلقت میں غور و فکر کرتے ہیں کہ خدا یا تو نے یہ سب بیکار نہیں پیدا کیا ہے۔

۲۔ زمین میں نشانیاں:

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَا يَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (سورہ رعد آیت ۳)

اس میں صاحبانِ فکر و نظر کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

۵۔ غلط فکر:

﴿إِنَّهُ فَكَرَ وَقَدَرَ ☆ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَرَ ☆ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَرَ﴾ (سورہ مدث آیت ۲۰ تا ۲۸)

اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا تو اسی میں مارا گیا کہ کیسا اندازہ لگایا پھر اسی میں اور تباہ ہو گیا کہ کیسا اندازہ لگایا۔

روایات:

۱۔ نیکی کی دعوت:

الْتَّفَكُرُ يَدْخُلُ إِلَى الْبَرِّ وَالْعَمَلُ يَهُ (سفیرۃ البخاری ج ۷، ص ۱۹۲؛ کتاب الشافی ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرت علیؑ نے فرمایا: تفکر نیکی کرنے اور اس پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔

۲۔ عمل عبادت:

قالَ الرَّضَاً: لَيْسَ الْعِبَادَةُ كَثْرَةُ الصَّلَاةِ وَ الصَّوْمِ إِنَّمَا الْعِبَادَةُ التَّفْكُرُ فِيْ أَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (سفیہ الماجراج ۷، ص ۱۲۵؛ کتاب الشافی ج ۳، ص ۳۲۰)
 امام رضاؑ نے فرمایا: کثرت سے نماز پڑھنے اور روزے رکھنے کا نام عبادت نہیں ہے بلکہ امر الہی میں غور و فکر کرنا عبادت کہلاتا ہے۔
 ۳۔ آخرت کی فکر:

عَنِ الْحَسَنِ الصَّدِيقِ قَالَ سَأَلَتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَمَّا يَرُوِيُ النَّاسُ أَنَّ تَفَكُّرَ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ، قُلْتُ: كَيْفَ يَتَفَكَّرُ؟ قَالَ: يَمْرُ بِالْخَرْبَةِ أَوْ بِالْذَّارِ فَيَقُولُ: أَيْنَ سَاكُونُكَ، أَيْنَ بَانُوكَ مَالِكٌ لَا تَتَكَلَّمُ مِنْ (سفیہ الماجراج ۷، ص ۱۲۲؛ کتاب الشافی ج ۳، ص ۳۲۰)
 امام صادقؑ نے پوچھا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک گھر کی فکر بہتر ہے تمام رات کھڑے ہو کر عبادت کرنے سے۔ میں نے کہا: کیسی فکر کرتا ہے؟ فرمایا: جب کسی خراب یا گھر کی طرف سے گزرتا ہے تو یہ کہتا ہوا گزرتا ہے کہ تیرے ساکن کہاں گئے تیرے بنے والے کیا ہوئے، تجھے کیا ہو گیا ہے تو بولتا کیوں نہیں؟

۴۔ بہترین عبادت:

قالَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ: التَّفْكُرُ فِي آلَاءِ اللَّهِ نِعَمُ الْعِبَادَةُ (غُرِّ الْحَكْمِ ج ۲، ص ۳۵۲)

حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: خدا کی نعمتوں میں غور و فکر کرنا بہترین عبادت ہے۔

۵۔ بصیرت ملتا:

قال علیؑ: تَفْكِيرُكَ يُعِيدُكَ إِلَى سَيْطَانٍ وَ يُكُسِّبُكَ إِلَى عَيْنَيْكَ (غور الحکم ج ۲، ص ۳۵۶)

مولانا علیؑ نے فرمایا: تمہارا غور و فکر کرنا تمہیں بصیرت سے نوازے گا اور تمہیں عبرت حاصل کرنے کی صلاحیت عطا کرے گا۔

تشریح:

انسان کو کسی کام کے انجام دینے سے پہلے غور و فکر کر لینا چاہیے تاکہ بعد میں پیشیمان نہ ہو۔ اسی لئے قرآن و روایات میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کام کرنے سے پہلے مشورہ اور غور و فکر انتہائی ضروری ہے ورنہ بعض اوقات مشورہ اور فکر نہ کرنے کی وجہ سے پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ خدا نے انسان کو عقل سیم اسی وجہ سے عطا کی ہے کہ وہ زمین و آسمان وغیرہ کی خلقت میں غور و فکر کرے اور بصیرت حاصل کرے۔ غور و فکر کرنے سے انسان ہدایت پاتا ہے اور یہی تکفیر انسان کو نیک عمل کی طرف دعوت دیتا ہے اور انسان اس بارے میں فکر کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ خدا نے ہمیں عباث اور بیہودہ خلق نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے صاحبان فکر و نظر کے لئے قرآن میں

واضح ثانیاں بیان کی ہیں۔

خداء دعا کرتے ہیں بحق ابوالفضل العباس " ہم سب کو صحیح فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ جیسی فکر ویسا اٹواب:

حضرت علیؑ کے باوسا تھی حضرت مقدادؓ کہتے ہیں: میں ابو ہریرہ کے پاس گیا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک گھنٹی فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (پھر میں) ابن عباس کے پاس گیا تو سنا کہ وہ فرم رہے تھے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک ساعت فکر کرنا سات سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (پھر میں) کسی اور صحابی کے پاس گیا اس سے سنا کہ قول رسول خداؐ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ایک لمحہ فکر کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

مقدادؓ کہتے ہیں میں نے تعجب کیا کہ ہر ایک دوسرے کے خلاف حدیث نقل کر رہا ہے، میں رسول خدا ﷺ کے پاس آیا اور تینوں حدیثوں کو بیان کیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: (اے مقدادؓ) وہ تینوں بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد اس مطلب کو واضح کرنے کے لئے پیغمبر اکرم ﷺ نے ان تینوں کو اپنے پاس لےوا�ا اور وہ تینوں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ میں بھی وہیں موجود تھا۔ رسول خدا ﷺ نے

ابو ہریرہ سے فرمایا: تم کیا فکر کرتے ہو، ابو ہریرہ نے کہا: میں قرآن کے مطابق فکر کرتا ہوں جو کچھ قرآن نے کہا ہے: ”صاحبانِ فکر و نظر زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں“، میں بھی زمین و آسمان کے اسرار اور اس کی تخلیق کے بارے میں غور و فکر کرتا ہوں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: تیری ایک ساعت کی فکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس کے بعد ابن عباس سے فرمایا: تم کیا فکر کرتے ہو؟ ابن عباس نے جواب دیا: ”میں موت اور روز قیامت کے بارے میں غور و فکر کرتا ہوں“، پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری ایک گھنٹی کی فکر سات سال کی عبادت سے افضل و بہتر ہے۔

اس کے بعد صحابی سے پوچھا کہ تم کیا فکر کرتے ہو؟ اس نے جواب میں عرض کیا: ”میں جہنم کی آگ اور اس کی سختی اور عذاب کے بارے میں غور و فکر کرتا ہوں“، پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری ایک لمحہ کی فکر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس ترتیب کے ساتھ مختلف غور و فکر کا مسئلہ ایک اخلاقی مسئلہ بن گیا کہ فکر کرنے کی جزا اور پاداش انسان کی نیت سے وابستہ ہے، جیسی فکر ہوگی ویسا اجر دیا جائے گا!

(گنجینہ معارف ج ۱، ص ۲۸۱ از تفسیر روح البیان ج ۲۲۰ ص ۲۲۰)

۲۔ بصیرت پیغمبر اکرم ﷺ:

ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے بصیرت فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا: اگر میں تجھے بصیرت کروں تو تم اس پر عمل

کرو گے؟ اس مرد نے جواب میں کہا: جی ہاں۔ اس سوال و جواب کا رسول ﷺ اور اس شخص کے درمیان تین بار رُد و بدل ہوا، جب بھی رسول خدا ﷺ اس سے فرماتے: اگر نصیحت کروں عمل کرو گے، تو وہ شخص ہر بار جواب میں کہتا: جی ہاں عمل کروں گا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے اس شخص سے تعہد اور اقرار لے لیا تو آپ نے اس سے فرمایا: جب بھی کسی کام کا ارادہ کرو تو ہم تلقنرومدبر کرو اور اس کے نتیجہ کو دیکھو! اگر اس کے نتیجہ میں کامیابی اور ہدایت ہے تو اس کام کے پیچے جاؤ اور اس کو انجام دو اور اگر اس کا نتیجہ براؤ اور گمراہ کن ہے تو اس سے دور رہو۔

رسول خدا ﷺ کا اس شخص سے اقرار اور تعہد لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ اس (تلقنو مدبر) کے بارے میں کتنی اہمیت کے قائل ہیں اور ہم کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ غور و فکر کی اپنے اندر عادت پیدا کرو اور ہر کام کو انجام دینے سے پہلے اس میں غور و فکر کرو اور اس کے نتیجہ و عاقبت کی طرف نظر کو ورنہ اس سے پہلے اس کام کو انجام نہ دو۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۲۸۲ نقل از پیش گفتار شہید مطہریؒ)

(۱۹۲)

(۱۶)

تقویٰ

آیات:

۱۔ اکرام:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْقَاصُكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَبِيرٌ﴾ (سورہ حجرات

آیت ۱۳)

بے شک تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ محترم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ ہر کا جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے۔

۲۔ تقویٰ بہترین لباس:

﴿يَا أَيُّوبَ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِى سَوْأاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسٌ

الشَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَكَّرُونَ﴾ (سورہ

اعراف آیت ۲۶)

اے اولاد آدم ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جس سے اپنی شرمگاہوں کا پردہ کرو اور زینت کا لباس بھی دیا ہے لیکن تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے اور یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے شاید وہ لوگ عبرت حاصل کر سکیں۔

۳۔ خدا تحقیقین کے ساتھ:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۳)

اور اللہ سے ڈرو اور یہ سمجھ لو کہ خدا پر ہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

۴۔ عدالت:

﴿وَلَا يَجِدُونَكُمْ شَنَآنَ قَوْمٍ عَلَى أَلَا تَعْدِلُوا اغْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ
وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ (سورہ مائدہ آیت ۸)

اور خبردار کسی قوم کی عداوت اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ انصاف کو ترک کر دو
انصاف کرو کہ یہی تقویٰ سے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

۵۔ تشخیص حق و باطل:

﴿إِنَّمَا يَنْهَا الظَّنِينَ أَمْنُوا إِنْ تَقْوُا اللَّهَ يَحْكُمُ لَكُمْ فِرْقَانًا وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ
سَيِّئَاتُكُمْ وَيَعْفُرُ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ (سورہ انفال آیت ۲۹)

ایمان والو! اگر تم تقویٰ الہی اختیار کرو گے تو وہ تمہیں حق و باطل میں فرق کرنے کی
صلاحیت عطا کر دے گا۔ تمہاری برا نیوں کی پردہ پوشی کرے گا۔ تمہارے گناہوں کو
معاف کر دے گا کہ وہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

روايات:

۱۔ اہمیت تقویٰ:

قال امیر المؤمنین: التّقْوَى مِفْتَاحُ الصَّلَاحِ (غراہم ج ۲، ص ۷۳۶) امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: تقویٰ کا میابی کی چاپی ہے۔

۲۔ سردار اخلاق:

قال امیر المؤمنین: التّقْوَى رَئِيسُ الْأَخْلَاقِ (غراہم ج ۲، ص ۷۳۶) حضرت علیؑ نے فرمایا: تقویٰ اخلاق کا سردار ہے۔

۳۔ بہترین لباس:

قال امیر المؤمنین: ثُوبُ التّقَى أَشَرَّفُ الْمَلَابِسِ (غراہم ج ۲، ص ۷۳۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: تقویٰ کا لباس شریفانہ اور بہترین لباس ہے۔

۴۔ انبیاء کا اخلاق:

قال امیر المؤمنین: عَلَيْكَ بِالْقُوَّى فَإِنَّهُ خَلَقَ الْأَنْبِيَاءَ (غراہم ج ۲، ص ۷۳۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: تمہارے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرو کہ یہ انبیاء☆ کا اخلاق ہے۔

۵۔ بہترین تو شیر را:

قال امیر المؤمنین: التقویٰ حَيْثُ زَادَ (غزرا الحُجَّاج، ص ۲۵)

مولائے کائنات نے فرمایا: تقویٰ بہترین زاد را رہا ہے۔

تشریح:

اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار قوم و قبیلہ نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور کردار ہے جہاں پر پسروں کو غرق کر دیا جاتا ہے اور سلمانؓ کو اہل بیتؓ میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

اپنے کو گناہوں اور معصیتوں سے دور رکھنا اور ہلاک کرنے والی آفتون اور بلااؤں سے بچانا ایک ایسی حقیقت ہے جس کو قرآن کریم اور روایات نے "تقویٰ" کے عنوان سے یاد کیا ہے۔ تقویٰ اس حالت کا نام ہے جو گناہوں سے اجتناب اور عبادت خدا سے حاصل ہوتی ہے اور تقویٰ دینی اقدار و معنوی زیبائی میں ایک خاص عظمت رکھتا ہے۔ صرف متقیٰ و پر ہیزگار افراد ہی میں ہدایت الہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور جنت بھی صرف اہل تقویٰ کے لئے بنائی گئی ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق امام المتقین حضرت علی بن ابی طالبؑ ہمیں متقیٰ و پر ہیزگار بننے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

ا۔ پرہیز گار جوان:

قبیلہ النصار کا ایک شخص کہتا ہے: گرمی کے دنوں میں ایک روز رسول خدا ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا جس نے اپنا کرتا اتنا اور گرم ریت پر لوٹنا شروع کر دیا۔ کبھی پیٹھ کے بل اور کبھی بیٹ کے بل اور کبھی چہرہ گرم ریت پر کھکھ کر کہتا تھا: اے نفس! اس گرم ریت کا مزہ چکھ کیونکہ خداوند عالم کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔

رسول اکرم ﷺ اس واقعے کو دیکھ رہے تھے، جس وقت وہ جوان وہاں سے اٹھا اور اپنے کپڑے پین کر ہماری طرف دیکھ کر جانا چاہا تو پیغمبر اکرم ﷺ نے اس کو اپنے پاس بلا�ا۔ جب وہ حضرت کے قریب آیا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا: اے بندہ خدا! میں نے اب تک کسی کو ایسا کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا اس کام کی وجہہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا: خوفِ خدا، میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا ہے تاکہ شہوت اور طغیان سے محفوظ رہے!

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے خدا سے ڈرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ خداوند عالم تیرے ذریعہ اہل آسمان پر فخر و مبارکات کرتا ہے، اس کے بعد آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا: سب لوگ اپنے اس دوست کے پاس جمع ہو جاؤ تاکہ یہ تمہارے لئے دعا کرے۔ سب اصحاب جمع ہو گئے تو اس نے اس طرح سے دعا کی: ”پانے

واے! ہماری زندگی ہدایت پر گامز ن رکھ، تقویٰ کو ہمارا تراورہ اور مہشت کو ہماری منزل مقصود بنادے۔ (تبہ آغوش رحمت (بزبان اردو) ص ۲۲۷)

۲۔ پروردگار مقتقین کے اعمال کو قبول کرتا ہے:

حضرت امام صادقؑ نے فرمایا: میں نے اہل سنت افراد سے ایک شخص کی بڑی تعریف سنی اور اس کے اللہ والا اور صاحب کرامت ہونے کی کئی داستانیں سنیں تو مجھے اس کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔

اتفاق سے ایک دن میں نے اسے ایک مقام پر دیکھا لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور وہ لوگوں کو اپنے آپ سے دور کر رہا تھا۔ اس نے کپڑے سے اپنا چہرہ چھپا کرھا تھا اور اس کی پیشانی اور آنکھیں ظاہر تھیں وہ اپنے ارادتمندوں کو اپنے آپ سے دور کرتا گیا آخ کاروہ اکیلا ایک راستے پر چلنے لگا میں بھی خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ راستے میں نانبائی (روٹی پکانے والا) کی ایک دکان تھی جہاں لوگوں کا کافی ازدحام تھا یہ شخص اس جگہ گیا میں نے دیکھا کہ اس نے وہاں سے دور ویاں چڑائیں اور چلتا بنا۔ پھر آگے ایک شخص انار پیچ رہا تھا اس نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور دوانار چوری کر لیے میں یہ ماجرا دیکھ کر سخت متعجب ہوا کہ یہ شخص بھی چوری کرتا ہے۔

چند قدم چلنے کے بعد راستہ میں اس نے ایک مریض کو دیکھا تو وہ دور ویاں اور دو انار سے دے دیے میں نے اسے آواز دی تو وہ روک گیا۔ میں نے اس سے کہا: اے بندرہ خدا میں نے تیری بہت تعریفیں سنی تھیں اور تجھے دیکھنے کا خواہ شنڈ تھا لیکن آج

میں نے تجھے دیکھا تو مجھے تمہاری اس حالت پر بہت بھی دکھ اور فحوس ہوا۔
 اس نے کہا تو نے کیا دیکھا اور میری کس بات سے تمہیں دکھ پہنچا ہے؟
 امامؐ نے فرمایا: میں نے تجھے نابائی (روٹی بیچنے والا) کی دکان سے دور و ٹیاں
 اور انار فروش کی دکان سے دوانار چوری کرتے دیکھا۔ جب میں نے یہ الفاظ کہے تو
 اس نے مجھے مزید بات کرنے کی مہلت ہی نہ دی اور فوراً بول پڑا تو کون ہے؟
 میں نے کہا: میر اعلیٰ اہل بیت رسولؐ سے ہے۔

اس نے میر اعلیٰ پوچھا تو میں نے کہا: میر اگھر مدینے میں ہے۔
 اس نے کہا: پھر یقیناً آپ جعفر بن محمد بن علیؑ بن حسینؑ (علیہم السلام) ہیں۔
 میں نے کہا: لکھ میں وہی ہوں۔
 اس شخص نے کہا: رسول کرم ﷺ سے تمہاری نسبت تمہیں کیا فائدہ دے گی۔
 جب کتم اپنے ناتاکے علم سے ناواقف ہو؟
 میں نے کہا: بیان کرو میں کیسے ناواقف ہوں؟
 اس نے کہا: شاید تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
 ”من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزى إلا
 مثلها“ جو شخص ایک نیکی کرے گا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی
 اور جو ایک برائی کرے گا اس کی سزا اتنی ہی ہے۔

تواب سنو: میں نے دور و ٹیاں اور دوانار چوری کیے میرے نامہ اعمال میں چار
 گناہ درج ہوئے پھر میں نے وہ دور و ٹیاں اور دوانار را خدا میں ایک مریض کو دے

دیں تو میرے نامہ اعمال میں چالیس نیکیاں درج ہوئیں۔ اب چالیس سے اگر چار کو گھٹا دو پھر بھی میرے نامہ اعمال میں ۳۶ نیکیاں فتح جائیں گی۔

میں (امام) نے اس کی یہ بات سن کر کہا: "نَكْلُكَ أُمُّكَ" تیری ماں تیرے غم میں روئے۔ تجھے تو کتاب خدا کا ذرہ برابر بھی علم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا يَتَسَبَّبُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (۱) اللہ پر ہیز گاروں کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔

اب تو نے دور و نیا اور دوانار چوری کیے۔ تیرے نامہ اعمال میں چار بائیاں درج ہوئیں اور پھر تو نے ان چیزوں کے مالک کی اجازت کے بغیر ان میں تصرف کیا تو چار گناہ اور تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دیئے گئے اس طرح تیرے نامہ اعمال میں آٹھ گناہ لکھے گئے جب کہ نیکی ایک بھی درج نہیں ہوئی۔ وہ شخص امام کا استدلال سن کر حیران ہو گیا اور گریہ کرنے لگا۔ (پیدا تاریخ ج ۲، ص ۳۲؛ گنجینہ معارف ج ۱، ص

(۳۱۰)

(۱۷)

تکبیر

آیات:

۱- تکبیر سے پناہ:

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾ (سورہ غافر آیت ۲۷)

اور موسیٰ نے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے پروگار کی پناہ چاہتا ہوں، ہر اس تکبیر سے جس کاروں حساب پر ایمان نہیں۔

۲- تکبیر کے دل پر مہر:

﴿كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَهَارٍ﴾ (سورہ غافر آیت ۳۵)

اور اسی طرح اللہ ہر تکبیر اور سرکش انسان کے دل پر مہر لگادیتا ہے۔

۳- شیطان کے کافر ہونے کا سبب:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا إِلَيْنَا إِنَّمَا سَاجَدُوا إِلَّا إِنْلِيسَ أَبِي﴾

وَاسْتَكْبِرُ وَكَانَ مِنْ الْكَافِرِينَ ﴿سورة بقرہ آیت ۳۷﴾

اور یاد کرو وہ موقع جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا۔ اس نے انکار اور تکبر سے کام لیا اور کافرین میں سے ہو گیا۔

۲۔ شیطان کا تکبر:

﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَا تَسْجُدَ إِذْ أَمْرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ★ قَالَ فَأَفْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَكْبُرَ فِيهَا فَإِخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ﴾ (سورہ اعراف آیات ۱۲، ۱۳)

ارشاد ہوا کہ تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو نے میرے حکم کے بعد بھی سجدہ نہیں کیا اس نے کہا میں ان (آدم) سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور انھیں مٹی سے بنایا ہے۔ فرمایا: تو یہاں سے چلا جا تجھے حق نہیں ہے کہ یہاں تکبر و غرور سے کام لے۔ نکل جا کہ تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔

۵۔ متکبرین کا ٹھکانہ:

﴿فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِسْ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾ (سورہ غیاث آیت ۲۹)

جاوہاب جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ وہیں رہو کیونکہ متکبرین کا ٹھکانہ بہت بڑا ہے۔

روايات:

۱۔ تکبرگناہ کی دعوت:

قال امیر المؤمنین علیہ السلام: الْكَبِرُ دَاعٌ إِلَى التَّقْسِيمِ فِي
الذُّنُوبِ (غراجم حسن ج ۲، ص ۲۳۰)

امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: تکبرگناہوں میں پہلا ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

۲۔ تکبر جنت میں نہیں جاسکتا:

قال الْبَاقِرُ وَ الصَّادِقُ: قَالَا: لَا يُدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
مِنْ كَبِيرٍ (کتاب الثانی ترجمہ اصول کافی حج ۲۲، ص ۲۲۲)
امام محمد باقر و امام صادقؑ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے
دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا۔

۳۔ سب سے بر تکبر:

قال الصادق: الْكَبِرُ أَنْ تَفْعِمَ النَّاسَ وَ تَسْفُهَ الْحَقَّ (کتاب الثانی
ترجمہ اصول کافی حج ۲۲، ص ۲۲۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: سب سے بدتر تکبریہ ہے کہ لوگوں کو حق سمجھے اور حق بات
کو بیوقوفی سے نسبت دے۔

۴۔ قیامت کے دن تکبرین کی حالت:

قال الصادق: إِنَّ الْمُتَكَبِّرِينَ يُجْعَلُونَ فِي صُورِ النَّارِ، يَتَوَطَّأُهُمْ

النَّاسُ حَتَّى يَقْرَعُ اللَّهَ مِنَ الْحِسَابِ (کتاب الثانی ج ۳، ص ۲۲۳)

امام صادق آل محمد نے فرمایا: متکبر لوگ روز قیامت چیزوں کی شکل میں بنادیے جائیں گے اور لوگ حساب سے فارغ ہونے تک انھیں پیروں تکلے کھلتے رہیں گے۔

۵۔ بدترین عیب:

قال امیر المؤمنین: الْكِبْرُ شَرُّ الْعُيُوبِ (غرا الحكم ج ۲، ص ۲۳۱)

مولائے مقیمان علی بن ابی طالب نے فرمایا: متکبر بدترین عیب ہے۔

شرح:

متکبر، شیطانی صفت، خدا کے مقابل آنے کا باعث اور لوگوں کو ذلیل و خوار سمجھنے والی شے ہے۔ متکبر کرنے والا شیطانی گروہ اور ابلیس کا ساتھی اور خدا کی نظر میں ملعون اور اس کی رحمت سے محروم ہے۔ ابلیس ایک سجدہ کے انکار سے کافر ہو گیا تو پھر سجدہ کو ترک کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟ اس لکھتہ پر ہر صاحب علم و عقل کو غور کرنا چاہیے۔ ابلیس اپنے متکبر و غرور کی وجہ سے بارگاہ ایزدی سے نکال دیا گیا اور لعنت کا طوق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی گردن میں ڈال دیا گیا، اسی طرح متکبر کرنے والا شخص اپنے متکبر و غرور کی وجہ سے انسانیت اور مقامِ آدمیت کو ہو گیا۔

امام علیؑ فرماتے ہیں: ”واقعاً انسان پر تجہب ہوتا ہے کہ جس کی ابتداء نطفہ اور جس کا انجام ایک بد بودا مردار ہے یعنی جس کی ابتداء اور انتہاء نجاست ہے لیکن پھر بھی وہ

تکبر

۱۳۳

تکبر کرتا ہے۔“

خدا سے دعا کرتے ہیں بختِ محمد وآل محمد ہمیں اس بری صفت سے بچنے کی توفیق
عطافرما۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ قارون کا تکبر:

قارون حضرت موسیؑ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ خداوند عالم نے اسے اتنا مال اور
دولت عطا کی تھی کہ جس کے خزانے کی کنجیاں، رچاپیاں ایک طاقتور جماعت نہیں
اٹھاسکتی تھی لیکن یہ شخص اپنی قوم پر ظلم کرتا تھا۔ قوم کے لوگ اسے نصیحتیں کیا کرتے تھے
کہ غرور و تکبر سے باز آ جاؤ اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرو، زمین پر فساد نہ پھیلاؤ اور
تینیوں، کمزوروں اور حاجتمندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ تو وہ جواب میں کہتا:
﴿إِنَّمَا أُوتِيَتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي﴾ (سورہ قصص آیت ۲۷) یہ مال و دولت تو
مجھے اپنے علم کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ (حضرت موسیؑ عالم کیمیا جانتے تھے اور اس
میں سے بعض چیزوں آپ نے یوشع بن نون کو تعلیم فرمائی تھیں اور کچھ کالب بن یوحننا
کو اور کچھ قارون کو، یعنی پورا عالم کی کے پاس نہ تھا لیکن قارون نے باقی علم ان دونوں
سے حاصل کر لیا اور علم کیمیا کا مالک بن گیا اور بڑی دولت حاصل کر لی۔ (حاشیہ
فرمان علی ص ۲۶۹) کیا قارون نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ اللہ اس سے پہلے ان لوگوں کو

ہلاک کر چکا ہے جو اس سے طاقت اور تعداد کے اختبار سے کہیں زیادہ تھے؟ انہوں نے خدا کے حکم کے سامنے غرور و تکبر کیا اور خدا نے سب کوفنا کے گھاث اتنا ردیا۔

ایک دن قارون اپنی قوم کے سامنے بڑے ٹھاٹ باث کے ساتھ نکلا جو لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی کے طالب تھے اس شان کو دیکھ کر کہنے لگے جو مال و دولت قارون کو عطا ہوتی ہے کاش ہمارے پاس بھی ہوتی۔ اچانک عذاب خدا نے اس کو اپنی گرفت میں لیا۔ ارشاد ہوا: ﴿فَخَسْفَنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضُ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِتْنَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ ذُوْنِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنْ الْمُنْتَصِرِينَ﴾ (سورہ قصص آیت ۸۱) اور ہم نے قارون اور اس کے قصر کو زمین میں دھن سادیا پھر تو خدا کے سوا کوئی جماعت ایسی نہ تھی کہ اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکا۔

ہلاکت اور بد بختی نے اس طرح اسے اپنی گرفت میں لیا کہ جو لوگ کل اس پر حسد کرتے تھے آج وہی کہتے ہیں: الحمد للہ! اچھا ہوا کہ ہم قارون کی جگہ پر نہیں تھے ورنہ ہم بھی غرور و تکبر کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ (عبرت انگیز و اقتاعات ص ۵۵)

۲۔ مکھی اور منصور دو اتفاقی:

ایک دفعہ کاذکر ہے کہ امام جعفر صادقؑ منصور دو اتفاقی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مکھی منصور کو پریشان کر رہی تھی۔ منصور اسے اڑاتا مگر وہ دوبارہ آ کر اس کے منہ پر بیٹھ جاتی تھی وہ پھر اڑاتا وہ پھر آ کر بیٹھ جاتی تھی۔ الغرض مکھی نے منصور کو بے بس کر دیا تھا۔ تنگ آ کر منصور نے کہا: اے ابا عبد اللہ! بھلا مکھیوں کا کیا فائدہ ہے؟

”لَا يَهْشَىءُ خَلْقَ اللَّهِ الْدُّبَابَ؟“ کیوں خدا نے مکھیوں کو خلق کیا ہے؟

امام حضرت صادقؑ نے فوراً جواب دیا: "لِيُدَلِّ بِهِ الْجَبَارِينَ، اللَّهُ نَسْرَكُشُونَ کو رسوایکرنے کے لئے مکھیاں پیدا کی ہیں۔

امامؑ کا جواب سن کر منصور سخت چیران ہوا اور پکھنہ کہہ سکا لیکن سوچنے لگا کہ کسی مناسب موقع پر امامؑ کو قتل کر دے۔ (یک صد و پنجاہ موضوع از قرآن کریم و احادیث اہل بیتؑ میں ۳۲۷؛ کشکول دستغیب ج ۲، ص ۱۹۷)

jabir.abbas@yahoo.com

(۱۸)

تواضع

آیات:

۱۔ خدا کے بندے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَانِ الَّذِينَ يَمْسُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُوَنَا﴾ (سورہ فرقان آیت ۲۳)

اور اللہ کے بندے وہی ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

۲۔ تواضع کی بشارت:

﴿وَيَشْرُرُ الْمُخْبِتِينَ﴾ (سورہ حج آیت ۳۳)

اور ہمارے گڑگڑانے والے بندوں کو بشارت دو۔

۳۔ خدا کے نزدیک تواضع کا مقام:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَى رَبِّهِمْ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (سورہ ہود آیت ۲۳)

بے شک جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیے اور اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی سے پیش آئے وہی اہل جنت ہیں اور ہمیشہ اس میں رہنے

وَالَّذِي هُنَّ

۳۔ چلنے میں تواضع:

﴿وَلَا تَمْسِخْ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ (سورہ اسراء آیت ۳۷)

اور روئے زمین پر اکڑ کرنے چلانا۔

۵۔ بات کرنے میں تواضع:

﴿فَقُولَا لَهُ قُولًا لَّيْنًا﴾ (سورہ طہ آیت ۲۲)

اس سے نرمی سے بات کرنا۔

روايات:

۱۔ خدا سے نزدیک کون؟

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: فِيمَا أَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ
 دَأْوِدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا دَأْوِدُ كَمَا أَنَّ أَقْرَبَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْمُتَوَاضِعُونَ
 كَذَلِكَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْمُتَكَبِّرُونَ (كتاب الشافعی ج ۳، ص ۲۳۱)
 امام صادقؑ نے فرمایا: خدا نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی، اے داؤد جس
 طرح تواضع کرنے والے اللہ سے زیادہ قریب ہیں اسی طرح تکبر کرنے والے اس
 سے زیادہ دور ہیں۔

۲۔ بلند مرتبہ:

قال الصادق: إِنَّ فِي السَّمَاءِ مَلَكِينِ مُوَكَّلِينِ بِالْعِبَادِ فَمَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفِعَاهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَاهُ (كتاب الشافعی ج ۳، ص ۲۲۸)

امام صادقؑ نے فرمایا: آسمان میں دو طرح کے فرشتے بندوں پر معین کئے گئے ہیں ایک وہ جو قربتہ الی اللہ تو اضع کرنے والوں کا مرتبہ بلند کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو تکبر کرنے والوں کو ان کے مرتبہ سے گردیتے ہیں۔

۳۔ سلام کرنا:

قال الصادق: مِنَ التَّوَاضِعِ أَنْ تَرْضِيَ بِالْمَجْلِسِ دُونَ الْمَجْلِسِ وَ أَنْ تُسْلِمْ عَلَى مَنْ تَلْقَى (كتاب الشافعی ج ۳، ص ۲۲۹)

امام صادقؑ نے فرمایا: تواضع یہ ہے کہ کسی مجلس میں نیچے مقام پر بیٹھے اور جس سے ملے اسے سلام کرے۔

۴۔ عظیم عبارت:

قال امیر المؤمنین: عَلَيْكَ بِالتَّوَاضُعِ فَإِنَّهُ مِنْ أَعْظَمُ الْعِبَادَةِ (اصول کافی ج ۲ ص ۱۲۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: تمہارے لئے ضروری ہے کہ تو اضع کرو کیونکہ تو اضع عظیم عبارت ہے۔

۵۔ اتمام نعمت:

قال امیر المؤمنین: بِالتَّوَاضُعِ تُتَمَّمُ النَّعْمَةُ (نجیب البلاعہ کلمہ قصار ۲۲۲)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: تو اضع کے ذریعہ نعمت تمام ہوتی ہے۔

تشریح:

کلمہ ”تواضع“ قرآن مجید میں ذکر نہیں ہوا ہے لیکن دوسرے الفاظ جو اس کے مفہوم کو بیان کرتے ہیں مثلاً ”جلت“، ”نفض جناح“، ”لین“، ”ذلة“، ”ھون“، ”غیرہ استعمال“ ہوئے ہیں۔

تواضع خاطر مدارات، مہمان نوازی، عاجزی و انگساری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ امام رضاؑ نے فرمایا: تواضع یہ ہے کہ تم لوگوں کو وہ عطا کرو جسے تم چاہتے ہو کہ کوئی تحسیں عطا کرے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا تو اوضاع کی حد کیا ہے؟ جس کے کرنے پر بندہ معاشرہ میں متواضع سمجھا جائے؟ فرمایا: تواضع کے درجات ہیں ان میں سے ایک درجہ یہ ہے کہ انسان پچھے دل سے لوگوں کے سامنے خود کو اپنے مقام سے نیچا دکھائے اور یہ بات پسند کرے کہ دوسروں کو وہی ملے جسے وہ اپنے لئے چاہتا ہے اور اگر کسی سے برائی دیکھے تو اس کا بدلہ تینکی سے دے، غصہ کو پی جانے والا، غلطیوں کو معاف کر دے (یہ تمام کام احسان شمار کئے جاتے ہیں) اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

خداست دعا کرتے ہیں بحق محمد وآل محمدؐ ہمیں تواضع و انگساری کی اور لوگوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واقعات:

ا۔ توضیح اور بلندی

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ نجاشی (بادشاہ جہش) نے جناب جعفر بن ابی طالبؑ اور ان کے اصحاب کو (اپنے گھر) بلا یا جب وہ لوگ وہاں پہنچ تو کیا دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں خاک پر بیٹھا ہوا ہے اور پرانا لباس پہنے ہوئے ہے۔ جناب جعفر کا بیان ہے کہ ہم اس کی یہ حالت دیکھ کر ڈر گئے، جب اس نے ہمارے چہروں کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو کہنے لگا: ”حمد ہے اس خدا کی جس نے محمدؐ کی نصرت کی، اُس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ کیا میں خوشخبری سناؤں؟ میں نے کہا ضرور، اس نے کہا میرے پاس ابھی ابھی تمہارے ملک سے میرا ایک جاسوس آیا ہے جو وہاں رہتا ہے اور یہ خبر لایا ہے کہ خدا نے اپنے محمدؐ کی مدد کی، ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا اور فلاں فلاں فلاں نامور قریش قید کر لیے گئے ہیں۔

جناب جعفر نے کہا اے بادشاہ! یہ تو فرمائیے کہ آپ خاک پر کیوں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ پرانے کپڑے کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ کہا ہم نے جناب عیسیٰ - پر نازل ہوئی کتاب میں پڑھا ہے کہ بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ جب کسی نعمت کے حاصل ہونے پر بندوں سے بات کرو تو توضیح کرو۔ جب خدا نے مجھے محمدؐ مجھے نبی کی نعمت دی تو میں توضیح و اکساری سے بات کیوں نہ کروں، یہ توضیح خوشنودی خدا کے لیے ہے۔ جب حضرت رسول خدا ﷺ کو یہ خبر ملی تو اپنے اصحاب سے فرمایا: صدقہ دینے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے تم صدقہ دو اللہ تم پر حرم کرے گا۔ توضیح متوضیح کی رفعت و بلندی کو زیادہ کرتی ہے لہذا توضیح اختیار کرو خدا تمہارا مرتبہ بلند کرے گا اور

عفو کرنا عزت کو بڑھاتا ہے، پس عنوکرو اللہ تمہیں عزت دے گا۔ (کتاب الشافی
ج ۲، ص ۲۲۷؛ گنجینہ معارف ج ۱، ص ۲۶۷)

۲۔ تواضع حضرت عیسیٰؑ

کافی میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے حواریوں سے فرمایا: ”تم لوگوں سے میری ایک خواہش ہے اس خواہش کو پورا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے روح اللہ! آپ کی خواہش پوری کی جائے گی۔ یہ سنتے ہی آپؑ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاؤں دھونا شروع کر دیئے یہ ماجرا دیکھ کر وہ لوگ عرض کرنے لگے کہ یہ کام تو ہمیں کرنا چاہیے تھا، یہ ہمارے لئے مناسب تھا تو آپؑ نے فرمایا: خدمتِ خلق کا سب سے زیادہ حقدار عالم ہے۔ میں نے اس قسم کی تواضع اس لئے کی ہے تاکہ تم میرے بعد لوگوں کے ساتھ اس طرح تواضع کرو جس طرح میں نے تمہارے ساتھ تواضع کی ہے۔ اس کے بعد عیسیٰؑ نے فرمایا: تواضع کے ذریعے حکمت آباد ہوتی ہے نہ تکبر کے ذریعے۔ اسی طرح ہموار زمین میں کھیتی آگئی ہے نہ پہاڑ میں۔“ (شرح حدیث جنود عقل و جہل ص ۳۱۳)

(۱۹)

توبہ

آیات:

۱۔ حقیقی توبہ:

﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَوْبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا﴾ (سورہ فرقان آیت ۱۷)
اور جو توبہ کرے گا اور عمل صالح انجام دے گا وہ اللہ کی طرف واقعاء رجوع کرنے
والا ہے۔

۲۔ توبہ کا حکم:

﴿وَتُوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا إِلَيْهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (سورہ نور آیت ۳۱)
اور صاحبان ایمان تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہو کہ شاید اسی طرح تمہیں
فلاح اور نجات حاصل ہو جائے۔

۳۔ خدا توہہ کو قبول کرتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبِلُ التَّوْبَةَ عَنِ عِبَادِهِ وَيَغْفِرُ عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ (سورہ
شوریٰ آیت ۲۵)

اور وہی وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی برا بیویوں کو معاف

کر دیتا ہے۔

۴۔ توبہ کرنے کا نجام:

﴿وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

اور جو شخص توبہ کرے تو سمجھو کہ یہی لوگ درحقیقت خالین ہیں۔

۵۔ توبہ کے بعد اصلاح:

﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمٍ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوَبُ عَلَيْهِ﴾ (سورہ مائدہ آیت ۳۹)

پھر ظلم کے بعد جو شخص توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لے گا۔

روايات:

۱۔ بنی آدم خطاكار ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَاطَّائِينَ التَّوَابُونَ

(توبہ از منظر قرآن و روایات)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تمام بنی آدم خطاكار ہیں اور یہ خطاكار توبہ کرنے والے ہیں۔

۲۔ حکم استغفار:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: دواء الدُّنْوَبِ
الإِسْتَغْفَارُ (وسائل الشیعہ ج ۱۶، ص ۲۵)

رسول مکرم اسلام ﷺ نے فرمایا: گناہوں کی دو استغفار ہے۔

۳- ترک گناہ:

قال امیر المؤمنین: ترک الذنب اهون من طلب التوبۃ (بخاری
الأنوار ج ۰۷، ص ۳۶۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: گناہ کرنا تو بکرنے سے آسان ہے۔

۴- پشیمانی:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: التذمُّر توبَةٌ (میزان الحکمة
ج ۱، ص ۵۳۶)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: پشیمانی تو بہے۔

۵- عبادت:

قال امیر المؤمنین: التَّنَزَّهُ عَنِ الْمُعَاصِي عِبَادَةُ التَّوَابِينَ (میزان
الحکمة ج ۱، ص ۵۳۳)

حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: گناہوں سے دوری تو بکرنے والوں کی
عبادت ہے۔

تشریح:

توبہ پر درگار عالم کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ خداوند عالم نے اپنے لطف و کرم کی بنا پر گناہ گار انسانوں کے لئے ایک ایسا دروازہ کھول رکھا ہے، جس سے انسان اپنے ماضی کا جراثم کر سکتا ہے، اور وہ اس دروازے سے داخل ہو کر فقط اپنے نفس سے گناہوں کی آلو دگی کو دور ہی نہیں بلکہ اس کے ذریعے اپنے معنوی درجات میں اضافہ بھی کر سکتا ہے، یہ دروازہ جسے آسمانی و روحانی حقیقت کہتے ہیں توبہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ توبہ کے ذریعے گناہ گار انسان خداوند عالم سے قربت حاصل کرتا ہے۔ توبہ کا رتبہ بہت بلند والا اور عظیم ہے۔ روایت میں بھی ہے کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ انسان گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر وہی گناہ کر بیٹھے نہیں بلکہ توبہ صور کرنے۔ یعنی دوبارہ وہ گناہ انجام نہ دے توبہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا ہم آسان سمجھتے ہیں۔ توبہ کرنا بہت مشکل ہے لیکن انسان کو خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق محمد و آل محمد ہم سب کو گناہوں سے دور رہنے اور ان سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات:

اے فائدہ مندوپری:

کسی ولی خدا کے زمانے میں ایک شخص بہت زیادہ گناہ کار تھا، جس نے اپنی تمام عمر لہو و لعب اور بے ہودہ چیزوں میں گزاری اور آخرت کے لئے کچھ بھی زاد را اکٹھا نہ کر سکا۔

نیک اور صالح لوگوں نے اس سے دوری اختیار کر لی تھی اور وہ بھی نیک لوگوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا، آخر عمر میں اس نے جب اپنے کارناموں پر نگاہ ڈالی اور اپنی عمر کا جائزہ لیا تو اسے امید کی کوئی کرن نظر نہیں آئی، با غریب عمل کی کسی شاخ پر کوئی گل نہ تھا، گلستانِ اخلاق میں شفابخش کوئی پھول نہ تھا، یہ دیکھ کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اس کے دل کے ایک گوشے سے آہ نکل پڑی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ تو پر واستغفار کے عنوان سے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا:

”يَا مَنْ لَهُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةُ إِرْحَمْ مَنْ لَيْسَ لَهُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةُ“

اے وہ جو دنیا و آخرت کا مالک ہے، اس شخص کے اوپر حرم کر جس کے پاس نہ دنیا ہے اور نہ آخرت۔“

اس کے مرنے کے بعد شہر والوں نے خوشی منائی اور اس کو شہر سے باہر کسی ٹکنڈر میں پھینک دیا اور اس کے اوپر خس و خاشاک ڈال دی۔

اس موقع پر اس ولی خدا کو عالمِ خواب میں حکم ہوا کہ اس کو غسل و کفن دو اور مقبرہ پر ہیز گاروں کے قبرستان میں دفن کرو۔

عرض کیا: اے رب العالمین! وہ ایک مشہور و معروف گناہ گار و بد کار تھا، وہ کس چیز

کی وجہ سے تیرے نزدیک عزیز اور محبوب بن گیا اور تیری رحمت و مغفرت کا حقدار بن گیا؟ جواب آیا: اس نے اپنے کو مفلس اور دردمند کیا تو ہماری بارگاہ میں گریہ وزاری کی۔ ہم نے اس کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیا ہے۔

کون ایسا دردمند ہے جس کے درد کا ہم نے علاج نہ کیا ہو اور کون ایسا حاجت مند ہے جو ہماری بارگاہ میں روئے اور ہم اس کی حاجت پوری نہ کریں، کون ایسا بیمار ہے جس نے ہماری بارگاہ میں گریہ وزاری کی ہو اور ہم نے اس کو شفانہ دی ہو۔ (توبہ آغوش رحمت بزبان اردو ص ۱۵۲)

۲۔ امام علیؑ کی نظر میں حقیقی توبہ:

امام علیؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے زبان پر ”استغفار اللہ“ جاری کیا تھا:

اے شخص: تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے، کیا تو جانتا ہے کہ توبہ کیا ہے؟ یاد کر تو بہ علیین کا درجہ ہے، جوان چھ چیزوں سے مل کر حلق ہوتا ہے، ان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا:

۱۔ اپنے ماضی پر شرمندہ اور پیشمان ہونا۔

۲۔ دوبارہ گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرنا۔

۳۔ لوگوں کے حقوق کا ادا کرنا۔

۴۔ ترک شدہ واجبات کو بجالانا۔

۵۔ گناہوں کے ذریعہ پیدا ہونے والے گوشت کو اس قدر بکھلا دینا کہ ہٹلیوں پر

گوشت باقی نہ رہ جائے اور حالتِ عبادت میں ہڈیوں پر گوشت چڑھ جائے۔
۶۔ بدن کو اطاعت کی تکلیف میں مبتلا کرنا جس طرح گناہ کا مزہ چکھا ہے۔
الہذا ان چھ مرحلوں سے گزرنے کے بعد "استغفراللہ" کہنا۔ (توبہ آغوشِ رحمت،
(ص ۱۰۵)

jabir.abbas@yahoo.com

(۲۰)

توکل

آیات:

۱۔ خدا پر توکل:

﴿فَإِذَا عَزَّمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)

اور جب ارادہ کر لو تو اللہ پر توکل اور بھروسا کرو کہ وہ توکل اور بھروسا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔ خدا پر توکل کیوں:

﴿وَقَالُوا حَسِبْنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۳)

اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وہی ہمارا ذمہ دار ہے۔

۳۔ اللہ کافی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌ﴾ (سورہ طلاق آیت ۳)

اور جو خدا پر توکل اور بھروسا کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہے۔

۴۔ مونین کا توکل:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلَيَتَرَكُلُّ الْمُؤْمِنُونَ﴾ (سورہ ابراہیم آیت ۱۱)

اور صاحبان ایمان تو صرف اللہ تھی پر توکل اور بھروسا کرتے ہیں۔

۵۔ صاحبان توکل پر شیطان غالب نہیں آسکتی:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾

(سورہ نحل آیت ۹۹)

شیطان ہرگز ان لوگوں پر غلبہ نہیں پاسکتا جو صاحبان ایمان ہیں اور جن کا اللہ پر توکل اور اعتماد ہے۔

روايات:

۱۔ حقیقت توکل:

قال الصادق: لَمَا سُئِلَ عَنْ حَدِّ التَّوْكِلِ: أَنَّ لَا تَخَافَ مَعَ اللَّهِ شَيْئًا

(بحار الانوار ج ۲۸، ص ۵۶)

امام صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ توکل کی حد کیا ہے: تو آپ نے فرمایا: تم خدا کے ہوتے ہوئے کسی سے نہ ڈرو۔

۲۔ سب سے بر اطمینان تو کون؟

قال رَسُولُ اللَّهِ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُونَ أَقْوَى النَّاسِ فَلَيَتَرَكُلُّ عَلَى اللَّهِ

(میزان الحکمہ ج ۳، ص ۳۶۵۹)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ سب سے بڑا طاقتور ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ خدا پر توکل و بھروسہ کرے۔

۳۔ بلند ترین عمل:

قال علیٰ: التَّوْكِلُ أَفْضَلُ عَمَلٍ (غرا حکم ج ۱، ص ۷۵۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: توکل (خدا پر بھروسہ کرنا) سب سے افضل (بالاتر) عمل ہے۔

۴۔ بندوں سے بے نیاز:

قال امیر المؤمنین: مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ غَنِيَ عَنِ عِبَادَةٍ (غرا حکم ج ۱، ص ۷۵۹)

مولانا علیؑ نے فرمایا: جو خدا پر توکل کرتا ہے، وہ اُس کے بندوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۵۔ بہترین ستون:

قال امیر المؤمنین: التَّوْكِلُ خَيْرُ عِمَادٍ (غرا حکم ج ۱، ص ۷۵۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: خدا پر توکل بہترین سہارا ہے۔

شرط:

خدا پر بھروسہ اور توکل کرنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ انسان ہر تدبیر اور بندوبست کو بغلو قرار دے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے کیونکہ بیکاری ایک اخلاقی جرم ہے اور خلافِ شرع بھی ہے۔ یہ دنیا سبب و مسبب کی دنیا ہے توکل اور بھروسے کا مطلب یہ ہے کہ انسان تمام اسباب و علل کو انجام دے لے اس کے بعد خدا پر بھروسہ اور توکل کرے مشاً گھر سے کہیں باہر جا رہے ہیں تو گھر کا دروازہ بند کریں اور اس میں تالا لگائیں اس کے بعد خدا پر توکل کریں کہ ان شاء اللہ گھر میں چوری وغیرہ نہ ہو۔ یہ نہیں کہ دروازہ بند نہ کریں اور تالا نہ لگائیں پھر توکل کریں کہ اب چوری نہیں ہوگی۔ ہمارا گھر محفوظ ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ توکل کے معنی یہ ہیں کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرے تو جتنے اسباب ظاہری ہیں ان کو پورا کرے پھر اس کے بعد اپنے امر کو مالکِ حقیقی کے سپرد کر دے یعنی ہر ممکن قوت صرف کرنے کے بعد تجہیز خدا پر چھوڑ دے۔ یہ ہے توکل۔ بس جتنی زیادہ خدا کی معرفت ہوگی اتنا ہی زیادہ خدا پر بھروسہ اور توکل ہوگا۔

دعا کرتے ہیں خدا یا! محبّتِ محمد وآل محمدؐ ہمیں توکل کرنے کی توفیق عطا فرمادے
(آمین)

و اقع ات:

۱۔ حضرت ابوذر گاظنی کی تفہیم:

اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمیں خدا پر اسی طرح سے ایمان رکھنا چاہیے جس طرح حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے علاوہ کسی سے اپنی توقعات و ابستہ نہیں کرنی چاہیں کیونکہ پوری خلوق خدا کی محتاج ہے اور خدا کسی کا محتاج نہیں ہے۔

ایک مرتبہ حاکم شام معاویہ نے سوچا کہ ابوذر گاظنی کی مالی پالیسی پر تنقید کرتے رہتے ہیں کیوں نہ انہیں بھی دولت کے جال میں پھنسا دیا جائے تاکہ کل وہ اس پر تنقید نہ کر سکیں۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے نوکر کو بلا یا اور اسے دوسو دینار دے کر کہا کہ تم یہ دینار ابوذر کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ یہ حاکم شام کی طرف سے تمہارے لئے تخفہ ہے۔

حاکم شام کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس طرح ابوذر کو اپنے شہری جال میں پھنسا لے گا اور انہیں امیر المؤمنینؑ سے مخفف کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

جب قاصد ابوذر کے پاس پہنچا اور اس نے وہ رقم ان کی خدمت میں پیش کی تو ابوذر نے وہ رقم لے لی اور فوراً حجرے سے باہر نکلے اور قاصد کی موجودگی میں وہ رقم غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی اور اپنے لیے ایک درہم بھی نہیں بچایا۔

پھر حضرت ابوذر نے حاکم شام کے قاصد سے کہا: ”معاویہ سے جا کر کہہ دینا کہ جب تک میری اس تھیلی میں پکجھنے کچھ موجود ہے اس وقت تک میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔“ حاکم شام کے قاصد نے کہا: ”میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی تھیلی دکھائیں تاکہ میں دیکھوں کہ اس میں کتنا خزانہ موجود ہے۔“

حضرت ابوذرؓ نے اس کے سامنے تھیلی الٹ دی اس میں سے جو کی دو خشک روٹیاں برآمد ہوئیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا: دیکھ رہے ہونا! میرے پاس اس وقت دو روٹیاں موجود ہیں ایک سے افطار کروں گا اور دوسرا سحری کے وقت کھاؤں گا۔ اگر میں زندہ رہتا تو خدا اس کے بعد بھی مجھے روٹیاں عنایت کرے گا۔ اسی لیے میں کسی حاکم کا اختیار نہیں ہوں۔ جس خدا نے مجھے آج رزق دیا ہے وہ آئندہ بھی مجھے رزق سے محروم نہیں رکھے گا۔ (کشکول دستغیب بح اص ۳۲۳ نقل از نفس مطمئنہ ص ۱۲۵)

۲۔ حکم سہارا:

جب برادران یوسفؐ ان کو کنوئیں میں ڈالنے کے لئے لائے اور کنوئیں میں پھینکنے لگے تو حضرت یوسفؐ مسکرانے لگے، بھائیوں میں سے یہودا نے حضرت یوسفؐ سے پوچھا اس وقت مسکرانے کا موقع تو نہیں ہے، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضرت یوسفؐ نے فرمایا: میں نے ایک دن خیال کیا تھا کہ میرے اتنے طاقتور اور زیادہ بھائی ہیں کہ کسی کو میرے ساتھ دشمنی کی جرأت بھی نہیں ہو سکتی۔

شاپید اسی خیال کی وجہ سے خداوند متعال نے ان ہی بھائیوں کو میرے اوپر سلط فرمایا ہے تاکہ میں سمجھ لوں کہ خداوند عالم کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ توکل نہ کرنا۔

(موضوعی داستانیں ص ۱۲۱)

(۲۱)

تہمت

آیات:

۱۔ اپنے گناہ کی نسبت دوسرے کی طرف دینا:

﴿وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيَّاً فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (سورہ نساء، آیہ ۱۱۲)

اور جو شخص بھی کوئی غلطی یا گناہ کر کے دوسرے بے گناہ کے سرڈال دیتا ہے وہ بہت بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

۲۔ جو کچھ نہیں کیا اس کی نسبت دینا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (سورہ احزاب، آیت ۵۸)

اور جو لوگ صاحبان ایمان مرد یا عورتوں کو بغیر کچھ کیے دھرے اذیت دیتے ہیں انہوں نے بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھا پئے سر پر اٹھا کھا ہے۔

۳۔ رہبرانِ الہی پر تہمت:

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْسَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ﴾

(سورہ مومون، آیت ۳۸)

یہ ایک ایسا انسان ہے جو خدا پر بہتان باندھتا ہے اور ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں۔

۴۔ شخصیت کو پامال کرنا:

﴿وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا يَبْغُونَ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُبَدِّلُ أَنْ يَصْدِّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرٌ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾ (سورہ سباء، آیت ۲۲)

اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ شخص صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ان سب سے روک دے جن کی تھارے آباء و اجداد پر ستش کیا کرتے تھے اور صرف یہ ایک گھٹری ہوئی داستان ہے اور کفار تو جب بھی ان کے سامنے حق آتا ہی کہتے ہیں کہ یہ ایک کھلا ہوا جادو ہے۔

۵۔ پیغمبر (حضرت نوحؑ) پر تہمت:

﴿قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ☆ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (سورہ اعراف، آیات ۲۱، ۲۰)

تو قوم کے رؤسائے جواب دیا کہ ہم تو تھیں کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں۔ نوحؑ نے کہا اے قوم مجھ میں گمراہی نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہو انہا کندہ ہوں۔

روايات:

ا۔ عظیم گناہ:

قال الامام الصادق: الْبُهْتَانُ عَلَى الْبُرُّ إِثْقَلُ مِنَ الْجِنَانِ
الراسیات (خصال ص ۳۲۸)

امام صادقؑ نے فرمایا: کسی پاک دامن مومن پر تہمت لگانا مستحکم پھاڑوں سے بھی زیادہ سنگین ریبھاری ہے۔

۲۔ سزا:

مَنْ بَهَتَ مُؤْمِنًا أَوْ مَوْمِنَةً قَالَ فِيهِ لَيْسَ فِيهِ أَقَاءَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى تَلٍ مِنْ نَارٍ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَهُ فِيهِ (بحار الانوار ج ۷، ص ۱۹۳)

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن پر تہمت لگائے یا اس کے بارے میں وہ چیز کہے جو اس میں شہ پائی جاتی ہو تو ایسے شخص کو خداوند عالم آگ کی ایک بلندی پر کھڑا کرے گا تاکہ وہ اپنے مومن بھائی کی شان میں کبی جانے والی بات کو ثابت کرے۔

۳۔ ملامت نہ کرے:

مَنْ عَرَضَ نَفْسَهُ لِلتَّهْمَةِ فَلَا يَلُومُنَّ هُنْ أَسَوَّ الظَّنِّ بِهِ (غراجم، ج ۲، ص ۲۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو اپنے نفس کو عمرِ تہمت میں لاتا ہے اس شخص پر تہامت نہیں کرنا چاہیے جو اس سے بدگمان ہوتا ہے۔
۲۔ ایمان کا پکھل جانا:

قال الصادقؑ: إِذَا أَتَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ أَخَاهُ الْإِيمَانُ مِنْ قُلُبِهِ كَمَا يَنْعَثُ الْمُلْحُ فِي الْمَاءِ (کتاب الشافی ج ۲، ص ۳۲۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: جو مومن اپنے مومن بھائی پر تہمت لگاتا ہے تو ایمان اس کے دل میں اس طرح پکھل جاتا ہے جیسے نک پانی میں۔
۵۔ تہمت لگانے والا ملعون ہے:

قال الكاظمؑ: مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنِ اتَّهَمَ أَخَاهُ (وسائل الشیعہ ج ۱۲، ص ۲۳۱)

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: ملعون ہے وہ شخص جو اپنے دینی برادر پر تہمت لگائے۔

ترجمہ:

تہمت ایک عظیم گناہ ہے۔ زبان سے کیے جانے والے گناہوں میں سے ایک گناہ تہمت ہے۔ تہمت یعنی وہم و گمان کی بنیاد پر کسی کی طرف غلط بات یا گناہ کی نسبت دینا۔ اگر ہم کسی شخص کو گناہ انجام دیتے ہوئے دیکھیں تو اس گناہ کی نسبت اس کی طرف دے سکتے ہیں لیکن جب ہم نے دیکھا ہی نہیں تو ہم کسی بھی صورت حق نہیں

رکھتے کہ اس کو تم کریں۔ اگرچہ قرآن موجود ہوں۔ تہمت لگا کر ہم درحقیقت کسی پاکدا من مرد یا عورت کو لوگوں کے درمیان ذلیل و رسوائی کرتے ہیں۔ کتاب براعمل ہے کہ انسان کسی کے سر ایسا گناہ تھوپنے جس سے اس کا دامن پاک ہوا اور کس قدر ناپسند ہے کہ انسان ہوا وہوس اور بے ہودہ چیزوں کی بنا پر کسی محترم انسان کو ذلیل و رسوائے کرے۔ یقیناً ایسا انسان رحمتِ الہی سے دور ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق چہار ده مخصوصین^۱ ہم سب کو تہمت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آئین)

واقعات:

۱۔ غیر مسلمان پر تہمت بھی جائز نہیں: عمرو بن نعمان چھپی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق[ؑ] کا ایک دوست تھا جہاں بھی امام جاتے وہ امام کے ساتھ رہتا اور امام سے الگ نہ ہوتا۔ ایک دن امام کے ساتھ بازار گیا اور اس کا غلام جو کہ مسلمان نہ تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا (لیکن درمیان میں غلام کہیں ادھر ادھر ہو گیا) اس نے تین مرتبہ مژ کے پیچھے دیکھا مگر غلام دکھائی نہ دیا۔ جب چوتھی مرتبہ دیکھا تو غلام نظر آیا تو اس نے کہا: ”اے بدکار عورت کے بیٹے تو کہاں تھا“، راوی کہتا ہے: امام صادق[ؑ] نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارا اور کہا: خدا کی پناہ تو اس کی ماں پر تہمت لگاتا ہے! میں گمان کرتا تھا کہ تم ایک پر ہیز گار شخص

ہو لیکن میں تم میں پر ہیز گاری کی کوئی نشانی نہیں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا: میری جان آپ پر قربان! اس کی ماں سندیہ و مشرک ہے۔ حضرت نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہر امت و مذہب میں نکاح ہوتا ہے؟ مجھ سے دور ہو جا! راوی کہتا ہے اس کے بعد میں نے کبھی بھی اس کو حضرت کے ساتھ نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چل بسا۔ (گنجینہ معارف رج، ص ۲۶۱ نقل از داستان خاہی اخلاقی ص ۲۰۱ اور چہل حدیث رسول مخلصی رج ۲، ص ۱۶۶)

۲۔ تہمت کی سزا:

حضرت موسیؑ نے فرمان الٰی کے مطابق قارون سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا لیکن اس نے کہا میں نے تورات کو پڑھا ہے اور میں موسیؑ سے کم نہیں ہوں، کیوں اپنے مال کی زکوٰۃ موسیؑ کو دوں؟

آخر کار قارون نے بے ایمانی اور غور کی وجہ سے ایک خطرناک پروگرام بنایا وہ یہ تھا کہ اس نے ایک فاحشہ عورت سے کہا: میں تم کو چند ہزار درہم دوں گا کل جب حضرت موسیؑ خطاب کر رہے ہوں تو سب لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر کہنا کہ (نعواز باللہ) موسیؑ نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس عورت نے اس پیش کش کو قبول کر لیکن جس وقت اس نے حضرت موسیؑ کے نورانی چہرے کو دیکھا تو اپنے ارادہ سے منصرف ہو گئی اور بلند آواز سے کہا: میں نے ایک لاکھ درہم اس نازیبا تہمت لگانے کے لیے ہیں اور خداوند متعال نے تجوہ کو اس طرح آلووگی سے پاک و منزہ رکھا ہے۔ اس وقت حضرت موسیؑ کا دل شکستہ ہوا اور قارون کے لیے بددعا کی: اے زمین

قارون کو جگڑ لے اور اپنے اندر دھنسا لے! زمین نے اپنا منہ کھولا اور قارونِ زمین میں دھنس گیا اور سخت عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔

ہارون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کی نادان قوم کے لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے ”موئی“ نے قارون کے لئے بددعا کی تاکہ وہ ہلاک ہو جائے اور اس کے مال و دولت میں تصرف کرے۔ موئی نے اس تہمت سے بچنے کے لئے دعا کی خدا یا قارون کے خزانہ کو بھی نابود کر دے، دعا مستجاب ہوئی اور قارون کا خزانہ بھی ناپید ہو گیا۔ (گنجینہ معارف، ج ۱، ص ۲۶۱)

(۲۲)

جهالت و نادانی

آیات:

۱۔ اکثر نبیلین جانتے:

﴿وَلِكُنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سورہ اعراف، آیت ۱۳۱)

ان کی اکثریت اس راز سے بے خبر ہے۔

۲۔ ظلم عوامل جہل میں سے ہے:

﴿قَالَ هَلْ عِلْمَتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ﴾ (سورہ

یوسف، آیت ۸۹)

اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور ان کے بھائی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے جب کہ تم بالکل جاہل تھے۔

۳۔ اسباب جہالت:

﴿وَإِنْ تُصِّبُهُمْ سَيِّئَةً يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلُّ مَنْ عِنْدِ اللَّهِ

فَمَا لَهُؤُلَاءِ الْقَوْمُ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۷۸)

اگر اچھے حالات پیدا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے اور مصیبت

آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے تو آپ کہہ دیجئے کہ سب خدا کی طرف سے ہے پھر آخر میں اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کیری کوئی بات صحیحی ہی نہیں ہے۔

۲۔ اکثر جاہل ہیں:

﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ﴾ (سورہ انعام، آیت ۱۱۱)

ان کی اکثریت جہالت ہی سے کام لیتی ہے۔

۵۔ بے جا توقعات جہالت کی وجہ سے ہوتی ہیں:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يَكْلُمُنَا اللَّهُ أَوْ نَأْتِنَا آيَةً كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلُهُمْ قُولُهُمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَ اللَّهُ أَيَّاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۱۸)

یہ جاہل مشرکین کہتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا اور ہم پر آیت کیوں نازل نہیں کرتا۔ ان کے پہلے والے بھی ایسی ہی جہالت کی باتیں کرچکے ہیں ان سب کے دل ملتے جلتے ہیں اور ہم نے تو اہلِ یقین کے لئے آیات کو واضح کر دیا ہے۔

روايات:

۱۔ ہر شخص کا دشمن:

قال الرضا: صدیقِ کل امر عقله و عذرُه جَهَلُه (کتاب الشافی راجح اہل ۳۷)

امام رضاؑ نے فرمایا: ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہے اور اس کا دشمن اس کی

جہالت ہے۔

۲۔ جاہلوں کی مثال:

قال امیر المؤمنینؑ: إِنَّ قُلُوبَ الْجُهَالِ تَبْغِيُّهَا الْأَطْمَاعُ وَتَوْتِهْنُهَا
الْمُنْتَى وَتَسْتَعْلِقُهَا الْخَدَائِعُ (کتاب الشانی، ج ۱، ص ۵۷)

امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: جاہلوں کے دل ان شکاری جانوروں کی طرح ہیں کہ
طبع ان کو اپنی جگہ سے نکلتی ہے اور وہ شیطانی فریب کے جاں میں پھنس جاتے
ہیں۔

۳۔ محتاجی:

قال رسول اللہؐ: يَا عَلَيْ لَا فَقْرَ أَشَدُ مِنَ الْجَهَلِ (کتاب الشانی، ج ۱، ص ۶۲)
رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا: اے علیؑ جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں۔

۴۔ ہر چیز تباہی کے سبب:

قال امیر المؤمنینؑ: الْجَهَلُ فَسادٌ كُلُّ أَمْرٍ (غراہم، ج ۱، ص ۲۱۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جہالت ہر چیز کی تباہی کا سبب ہے۔

۵۔ سب سے بڑی مصیبت:

قال امیر المؤمنینؑ: أَعَظُّ الْمَصَابِ الْجَهَلُ (غراہم، ج ۱، ص ۲۱۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جہالت سب سے بڑی مصیبت ہے۔

تشریح:

پروردگار عالم نے انسان کو عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے تاکہ انسان اس عقل کے ذریعہ پر دنہ جہالت و نادانی کو چاک کر کے راہِ نجات پاسکے۔ قرآن اور روایات کی روشنی میں جہالت کے معنی بے عقلی ہے نہ کہ نادانی، لہذا لکھمہ جہل کو عقل کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے علم کے مقابلہ میں استعمال نہیں ہوتا۔ جہالت ایک ایسی صفت ہے جس سے اولیاء الہی نے بھی پناہ مانگی ہے۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ نبی، رسول و انبیاء، ائمہ و اولیاء کرام وغیرہ کے جتنے بھی دشمن تھے سب کے سب جاہل و نادان تھے اور اسی جہالت کی بنا پر اپنے آپ کو عقائد تصور کرتے تھے اور ہادیان الہی کو جاہل تصور کرتے تھے اور اسی جہالت کی بنا پر ان سے دشمنی رکھتے تھے اور آخر کار نتیجہ کیا لکھا کر جاہل و نادان افراد کو ذلت و رسائی کا سامنا کرنا پڑا اور یہ بدترین عذاب الہی میں مبتلا ہوئے اور یہی جہالت انسان کی تباہی کا سبب ہے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق بابت العلم ہمیں اس بدترین صفتِ جہالت سے بچا اور عقل جیسی دولت عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱- جاہل آدمی گدھے گا بھائی:
بعض مور داعتماد افراد قتل کرتے ہیں کہ: ایک جاہل و نادان شخص مر حوم شیخ انصاریؒ

(مصنف کتاب رسائل و مکاسب) کی خدمت میں آیا اور کہا میں گدھا خریدنا چاہتا ہوں استخارہ نکال دیجئے۔ مرحوم شیخ النصاریؒ نے قرآن سے استخارہ نکالا تو یہ آیت 『سنشد عضد ک بِأَحِيك』 (سورہ رقص آیت ۳۵) نکلی یعنی: ہم تمہارے بازوں کو تمہارے بھائی سے مضبوط کر دیں گے۔ شیخ النصاریؒ نے فرمایا: بہتر ہے گدھا خرید لو۔ ایک دوسرا شخص شیخ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے شیخ النصاریؒ سے کہا: آپ نے کس وجہ سے اس کو فرمایا کہ گدھا خرید لو؟ مرحوم النصاریؒ نے فرمایا: یہ جاہل و نادان شخص ہے اور قرآن میں پروردگار فرماتا ہے: 『أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أُو يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامُ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَيِّلًا』 (سورہ فرقان آیت ۲۲) کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ ان کی اکثریت کچھ سنتی اور سمجھتی ہے ہرگز نہیں یہ سب جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

پس جاہل و نادان شخص درحقیقت گدھے کا بھائی ہے۔ (گنجینہ معارف، ج ۱، ص ۳۲۳)

۲۔ نادان کی عبرت حاصل کرنا:

ایک حکیم نادان و جاہل شخص کے گھر آیا۔ حکیم نے دیکھا کہ گھر بہت ہی عالی شان و ہر چیز سے مزین ہے اور زمین پر فرش بھی قیمتی بچھا ہوا ہے لیکن گھر والا، صاحب منزل نادان و جاہل ہے اور علم کی الف، ب سے بھی واقفیت نہیں رکھتا ہے، حکیم نے اس کے منہ پر تھوکا۔

صاحب منزل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: حکیم صاحب آپ نے میرے

ساتھ کتنا برائیا؟

حکیم صاحب نے کہا: میرا یہ کام حکمت کی بنیاد پر تھا کیونکہ لعاب دہن کو گھر کی پست ترین جگہ پر تھوکا جاتا ہے اور میں نے تمہارے گھر میں تم سے پست تر کسی کو نہیں پایا۔

نادان شخص نے حکیم صاحب کے عمل اور گفتگو سے عبرت حاصل کی اور جانا کر نادانی اور چہالت گھر میں رنگ و روغن کرنے سے نہیں جاتی بلکہ علم سے جاتی ہے۔
(گنجینہ معارف ج ۱، ص ۳۲۲)

(۲۳)

جہنم

آیات:

۱۔ سات دروازے جہنم کے لئے:

﴿وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ☆ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ﴾ (سورہ حجر، آیات ۲۲، ۲۳)

اور جہنم ایسے تمام لوگوں کی آخری وعدہ گاہ ہے اس کے سات دروازے ہیں۔

۲۔ جہنم کو سامنے لا یا جائے گا:

﴿وَجِئِيَ عَيْوَمَيْذِ بِجَهَنَّمَ يَوْمَيْذِ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الدُّكْرَى﴾ (سورہ حجر، آیت ۲۳)

اور جہنم کو اس دن سامنے لا یا جائے گا تو انسان کو ہوش آجائے گا اور ہم اسے یاد دلائیں گے۔

۳۔ جہنم کی آگ خاموش ہونے والی نہیں:

﴿كُلُّمَا خَبَثَ زُذَنَاهُمْ سَعِيرًا﴾ (سورہ اسراء، آیت ۹۷)

جہنم کی آگ بچھنے بھی لگے گی تو ہم شعلوں کو مزید بھڑکا دیں گے۔

۳۔ دوزخیوں کی غذا:

﴿إِنَّسٌ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ☆ لَا يُسْمِنُ وَلَا يَغْنِي مِنْ جُوعٍ﴾
(سورہ غاشیہ، آیت ۲۶ اور ۷)

خاردار جھاڑیوں کے علاوہ ان کی کوئی غذائی ہو گی جونہ انھیں طاقت دے کی اور نہ بھوک سے نجات دے کی۔

۵۔ شیطان کی پیروی کرنے والوں کی جگہ:

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْئُومًا مَذْحُورًا لَمَنْ تَبَعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ﴾
(سورہ اعراف آیت ۱۸)

فرمایا یہاں سے نکل جاؤ ذلیل اور مردود ہے اب جو بھی تیرا اتباع کرے گا میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

روايات:

۱۔ جہنمی کافر:

قال امير المؤمنین: إِنَّ أَهْلَ النَّارِ كُلُّ كُفُورٍ مَكُوِّرٍ (غراجم حج اص)
(۲۴۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا: بے شک جہنم والے سب ہی کافر و مکار ہیں۔

۲۔ جہنمی ہمیشہ عذاب میں:

قال علی ابن بی طالب: وَفُدُّ النَّارِ أَبْدًا مُعْذَبُونَ (غراہم ج ۱، ص)

(۲۲۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا: آتش جہنم میں داخل ہونے والے ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

۳۔ یہ جسم جہنم کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا:

قال علیؑ: لَيْسَ لِهَذَا الْجِلْدِ الرَّفِيقِ صَبْرٌ عَلَى النَّارِ (غراہم ج ۱، ص)

(۲۲۵)

مولانا علیؑ نے فرمایا: یہ نازک دباریک کھال جہنم کی آگ پر صبر نہیں کر سکے گی۔

۴۔ جہنم کی سزا کافی ہے:

قال علی ابن ابی طالب: كَفَى بِجَهَنَّمَ نِكَالًا (غراہم ج ۱، ص) (۲۲۶)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جہنم کے لئے اس کی سزا کا ہونا ہی کافی ہے۔

۵۔ افراط کا نتیجہ:

قال امیر المؤمنین: الْنَّارُ غَايَةُ الْمُفْرِطِينَ (غراہم ج ۱، ص) (۲۲۶)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: آتش جہنم افراط کرنے والوں کے عمل کا نتیجہ ہے۔

تشریح:

بہشت متقین کے لئے ہیئتگی اور ابدی مقام ہے۔ ان کے لئے وہاں باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ جہنم اہل کفر و معصیت کا مقام ہے۔ کوئی بھی ان کو عذابِ الٰہی سے بچانے والا نہ ہوگا ان کے پھر سے سیاہ رات کی مانند ہوں گے۔

جنت اور دوزخ پر ایمان رکھنا ضروری است دین میں سے ہے اور ان دونوں پر ایمان نہ رکھنا کفر کے مساوی ہے۔ بہشت اپنی تمام ترمادی و معنوی نعمتوں کے ساتھ نیک اور صالح افراد کی پاداش و جزاء اور جہنم اپنے تمام ظاہری و باطنی عذاب کے ساتھ بدکاروں کے لئے جائے سزا ہے۔

جنت و جہنم غیب کے مصادیق میں سے ہے۔ ان دونوں کے بارے میں بیان کرنا صرف اور صرف وحیِ الٰہی کی ذمہ داری ہے۔ انسان کا علم جس کے درک کرنے سے قادر ہے، بہر حال جو شخص بھی ان پر ایمان رکھتا ہے وہ جنت کے لئے یہ عمل کرتا ہے اور جہنم سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو محنت سے دور رکھتا ہے۔

بہر حال ہمیں اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ آج کل کا ماحول بہت ہی خراب اور خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے ماحول میں تزکیہ نفس اور محنت سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق باب الحجاج حضرت عباسؑ علمدار ہمیں جہنمی

ہونے سے بچا اور میں اہل بہشت میں قرار دتے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ امام صادقؑ اور آتش جہنم کی یاد:

گرمی تھی اور شام کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ امام صادقؑ کے سامنے دستخوان کو بچھایا گیا۔ اس کے بعد پیالہ لایا گیا جس میں گوشت کا سالن تھا۔ حضرتؑ کے پاس رکھ دیا گیا۔ پیالہ سالن کی وجہ سے کافی گرم تھا، جس وقت امام صادقؑ نے ایک لقمہ روٹی کا اٹھا کر سالن سے لگانا چاہا تو اپنے ہاتھ کو کھنچ لیا اور کئی بار فرمایا: ”ستجیر بالله من النار، نعوذ بالله من النار“ خدا سے جہنم کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

یہ جملہ اتنی بار تکرار کیا کہ سالن مٹھنڈا ہو گیا۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: جب ہم اس سالن کی تپش کو برداشت نہیں کر سکتے تو پھر کس طرح آتش جہنم کو برداشت کر سکتے ہیں، اس لحاظ سے امام صادقؑ گرم سالن کو دیکھ کر آتش جہنم کی یاد میں پڑ گئے اور تواضع کے ذریعے خدا کی طرف پناہ مانگی۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۳۱۶)

۲۔ پہاڑ کا گریہ:

جنگ تبوک کا واقعہ بحیرت کے نویں سال پیش آیا۔ مسلمانوں کا ایک عظیم لشکر پیغمبرؐ اسلام ﷺ کی قیادت میں روم اور سر زمین شامات کی طرف روانہ ہوا۔ پیغمبرؐ کے

ساتھ اس جنگ میں شرکت کے لئے تقریباً تیس ہزار افراد تھے راستے میں ایک پہاڑ کو دیکھا کہ اوپر سے پانی کا قطرہ قطرہ نیچے ایک پتھر پر گر رہا ہے۔ لوگوں نے کہا پانی کا اوپر سے گرنا بہت ہی عجیب ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ پہاڑ رورہا ہے!“ لوگوں نے کہا: کیا پہاڑ بھی گریے کرتا ہے؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم دوست رکھتے ہو کہ پہاڑ کے رو نے کو سمجھو (کہ پہاڑ کیوں گریے کر رہا ہے) تمام لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا: جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے پہاڑ سے پوچھا: ”اے پہاڑ تیرے رو نے کی وجہ کیا ہے؟“ تمام لوگوں نے سنا کہ پہاڑ نے رسول مکرم ﷺ کے جواب میں کہا: ”اے رسول خدا ﷺ! ایک روز حضرت عیسیٰ - کا یہاں سے گذر ہوا اور جب یہاں (اس پہاڑ پر) نیچے تو کہا: ”قُوَا انفَسَكُمْ وَ اهْلِيْكُمْ نَارًا وَ قُوَّدُهَا النَّاسُ وَ الْحَجَّارَةُ“ اپنے نفس اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ (اے رسول خدا ﷺ) اس روز سے لے کر ابھی تک اس خوف سے گریے کر رہا ہوں کہیں وہ پتھر میں ہی تو نہیں ہوں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: اے پہاڑ تو اپنی جگہ آرام سے رہ، تو ان پتھروں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ پتھر کبریت ہے۔ (جیسے ہی پیغمبر ﷺ نے یہ فرمایا) تو اس وقت سے پہاڑ سے پانی آنا بند ہو گیا حتیٰ کہ اس پہاڑ میں رطوبت بھی دیکھنے میں نہ آئی۔

(گنجینہ معارف ج ۱، ص ۲۱۶)

(۲۳)

حرص ولاچ

آیات:

۱۔ حرص ناپسند صفت:

﴿وَلَكِ جَنَّهُمْ أَخْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ وَمِن الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوْمًا
أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمِّرُ أَلْفَ سَنَةً وَمَا هُوَ بِمُزَّخِرٍ هُوَ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمِّرَ وَاللهُ
بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۹۶)

اے رسول ﷺ! آپ دیکھیں گے کہ یہ زندگی کے سب سے زیادہ حریص ہیں
اور بعض مشرکین تو یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ہزار برس کی عمر دئے دی جائے کہ یہ ہزار
برس بھی زندہ رہیں تو طولِ حیات انہیں عذابِ الہی سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ ان کے
اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

۲۔ انسان میں حرص ولاچ:

﴿لَوْلَئِنَ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾ (سورہ معارج آیت ۱۹)
بے شک انسان بڑا لاچی ہے۔

۳۔ پیغمبر ﷺ اور حرص:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورہ توبہ، آیت ۱۲۸)

یقیناً تمہارے پاس وہ پیغام برآیا ہے جو تم ہی میں سے ہے اور اس پر تمہاری ہر مصیبت شاق ہوتی ہے وہ تمہاری ہدایت کے بارے میں حرص رکھتا ہے اور مومنین کے حال پر شفیق اور مہربان ہے۔

۴۔ ہدایت کے لئے حرص:

﴿إِنَّ تَحْرِصَ عَلَى هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهِدِي مَنْ يُضْلِلُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ﴾ (سورہ نحل، آیت ۳۷)

اگر آپ کو خواہش ہے کہ یہ ہدایت پا جائیں تو اللہ جس کو گمراہی میں چھوڑ چکا ہے اب اسے ہدایت نہیں دے سکتا اور نہ ان کا کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔

۵۔ عدالت:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَضْتُمْ﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۲۹)

اور تم کتنا ہی کیوں نہ چاہو عورتوں کے درمیان مکمل انصاف نہیں کر سکتے۔

روايات:

۱۔ برائی کی جڑ:

قال الامام علیؑ: الْعِرْضُ رَأْسُ الْفَقْرِ وَ أَسْ الشَّرِّ (غرا الحكم ج ۱، ص ۲۲۲) (۲۲۲)
حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: حرص فقر اور برائی کی جڑ ہے۔

۲۔ ذلت:

قال امیر المؤمنین: الْعِرْضُ ذُلٌّ (غرا الحكم ج ۱، ص ۲۲۲) (۲۲۲)
مولانا علیؑ نے فرمایا: حرص ذلت و کلفت ہے۔

۳۔ یقین میں کی:

قال امیر المؤمنین: مَنْ كَثُرَ حِرْصُهُ قَلَّ يَقِيْنُهُ (غرا الحكم ج ۱، ص ۲۲۶) (۲۲۶)
حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: جس کی حرص بڑھ جاتی ہے اس کا یقین کم ہو جاتا ہے۔

۴۔ فقیر:

قال امیر المؤمنین: الْحَرِيْصُ فَقِيرٌ وَ لَوْ مَلَكَ الدُّنْيَا بِحَدَّ افْيِرِهَا (غرا الحكم ج ۱، ص ۲۲۷) (۲۲۷)
حریص فقیر ہے خواہ وہ پوری دنیا کا مالک ہو جائے۔

۵۔ شقاوت:

قال امیر المؤمنین: مَنْ كَثُرَ حِرْصُهُ كَثُرَ شَقاَةً (غرا الحكم ج ۱، ص ۲۲۹) (۲۲۹)

مولائے کائنات علیؐ نے فرمایا: جس کی حرص بڑھ جاتی ہے اس کی شکافت و بد نجتی بھی بڑھ جاتی ہے۔

ترجمہ:

حرص انسانی زندگی میں اچھی صفت نہیں لیکن ہدایت کی حرص یقیناً ایک بہترین صفت ہے اور یہ ای انسان میں پیدا ہو سکتی ہے جسے راہ حق سے بے پناہ دلچسپی ہوا اور وہ قوم سے بھی مکمل ہمدردی رکھتا ہوا اور ہر آن یہ چاہتا ہو کہ ساری قوم را و راست پر آجائے اور کوئی گمراہ نہ ہونے پائے اور حرص و طمع و لائق مادیات میں صحیح نہیں لیکن معنویات میں صحیح ہے۔ جس طرح قرآن نے پیغمبر اکرم ﷺ کے لئے کہا کہ وہ تمہاری ہدایت کے بارے میں حرص رکھتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے جتنی بھی حرص ہوتا ہی کم ہے لیکن مادیات میں حرص انسان کو تباہ کر دیتی ہے اور انسان کی حرص و لائق بھی کم نہیں ہوتی۔ جس کو آخرت پر یقین ہو تو وہ بھی دنیا پر حوصلہ نہ ہو گا۔ یہ دنیا نما ہو جائے گی جتنا بھی جمع کر لیں اتنا کم ہے اور اسی مال و دولت کی لائق نے انسان کو خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔

دعا کرتے ہیں حق شریکہ احسین حضرت زینبؑ میں حرص و لائق سے دور رکھ۔
(آمین)

واقعات:

ا۔ لا پھی بوڑھا:

کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے اپنے وزراء سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایسے شخص سے ملاقات کروں جو صحبتِ رسول ﷺ سے مشرف ہوا ہو اور رسول خدا ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہوتا کہ بلا واسطہ وہ رسول ﷺ کی حدیث نقل کرے۔ ہارون کے نوکروں نے اطرافِ اکناف میں ایسے شخص کی تلاش شروع کر دی لیکن انہیں کوئی شخص نہ مل سکا۔ سو ایک بوڑھے کے جس کے تمام حواس کمزور ہو چکے تھے اور سوائے جسم اور ایک مشت ہڈیوں کے کچھ باقی نہ بچا تھا۔ اسے ایک ٹوکری میں بٹھا کر نہایت عزت و احترام کے ساتھ ہارون کے سامنے دربار میں لایا گیا۔ ہارون بہت خوش ہوا کہ اس کا مقصد پورا ہوا کہ ایسے شخص کو دیکھ لیا جس نے رسول اکرم ﷺ کی زیارت کی اور ان کی گفتگو سنی۔

ہارون نے کہا: اے ضعیف! کیا تم نے خود پیغمبر اکرم ﷺ کو دیکھا ہے؟
بوڑھے نے عرض کیا: جی، بھال۔

ہارون نے کہا: تو نے کب رسول خدا ﷺ کو دیکھا تھا؟

عرض کیا: میرا بچپن تھا کہ ایک دن میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور خدمت رسول اللہ ﷺ میں لے گئے اور اس کے بعد میں خدمت رسول ﷺ میں نہ گیا، یہاں تک کہ پیغمبر اسلام ﷺ رحلت فرمائے۔

ہارون نے کہا: بیان کرو اگر اس دن رسول اللہ ﷺ سے تم نے کوئی حدیث سنی تھی۔

عرض کیا: ہاں اس دن رسول اکرم ﷺ سے میں نے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: ”یشیب ابن آدم و تشب معه فصلتان: الحرص و طول الامل“، انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو صفتیں جوان رہتی ہیں: ایک حرص اور دوسرا یعنی لبی آرزوئیں۔

ہارون بہت خوش ہوا کہ اس نے حدیث رسول ﷺ سے فقط ایک داستے کے ذریعے سنی۔ اس نے حکم دیا کہ ایک خلیل دینار کی اسے انعام کے طور پر دی جائے اور حکم دیا کہ اسے واپس گھر پہنچایا جائے۔

جب غلاموں نے چاہا کہ اسے باہر لے جائیں تو اس بوڑھے نے اپنی کمزور آواز کو بلند کیا کہ مجھے واپس دربار میں ہارون کے پاس لے چلو۔ مجھے ہارون سے ایک بات پوچھنی ہے پھر اس کے بعد مجھے باہر لے جانا۔

ٹوکری کو اٹھانے والے دوبارہ اس بوڑھے کو ہارون کے پاس لے آئے۔ ہارون نے پوچھا: کیا بات ہے؟

بوڑھے نے عرض کیا: اے بادشاہ! یہ فرمائیے کہ یہ انعام اس سال کے لئے ہے یا ہر سال عنایت فرمائیں گے؟

ہارون الرشید بہت ہنسا اور ازروئے تعجب کہا: رسول خدا ﷺ نے چیز فرمایا ہے کہ انسان جتنا بڑھا پے کے نزدیک ہوتا جاتا ہے اس میں دو چیزیں جوان رہتی ہیں:

حرص اور لمبی امیدیں۔

اس ضعیف میں جان نہیں اور میں گمان بھی نہیں رکھتا کہ آئندہ سال یہ زندہ رہے گا لیکن پھر بھی کہتا ہے کہ یہ عطا اس سال کے ساتھ مخصوص ہے یا ہر سال ہوتی رہے گی۔ زیادتی مال کی حرص اور لمبی امیدوں نے اسے یہاں تک پہنچادیا ہے لیکن پھر بھی اپنی عمر کی پیش بینی کرتا ہے اور دوسروں کے عطیات کی تلاش میں ہے۔ (عبرت انگیز واقعات ص ۱۱، کچھ اختلاف کے ساتھ یکصد و پنجاہ موضوع از قرآن کریم و احادیث اہل بیت % ص ۳۲۲)

۲۔ لا پھی شخص کی حکمت آمیز وصیت:

ایک لا پھی شخص اپنے بیٹوں کو نصیحت کر رہا تھا اور حرص ولاجھ کے آداب ان کو سکھا رہا تھا۔ اس نے اپنی آخری گفتگو میں اس طرح کہا: اے میرے بچو! آخر میں تمہیں ان آیات کی وصیت کرتا ہوں کہ خدا فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بيوتاً (۱) فِيهَا مَا تَشْتَهِيَ الْأَنفُسُ (۲) وَ تَلَذِّلُ الْأَعْيُنَ
كُلُوا وَاشْرِبُوا (۳) مَا أَسْتَطِعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (۴) حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَتِ الْحَلْقُومَ

(۵) فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَةَ عِينًا (۶)﴾

۱۔ سورہ نور، آیت ۱۱۔

۲۔ سورہ زخرف، آیت ۱۷۔

۳۔ سورہ بقرہ ۲۰۰ اور سورہ اع۰ارف، آیت ۳۱۔

۴۔ سورہ افال، آیت ۲۰۔

۵۔ سورہ واقعہ، آیت ۸۳۔

۶۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۰۔

جب گھروں میں داخل ہوتا ہاں وہ تمام چیزیں ہوں گی جن کی دل میں خواہش ہو اور جو آنکھوں کو بھلی لگیں، کھاؤ اور پیو، جتنی قدرت رکھتے ہو یہاں تک کہ حلق تک پہنچ جائے اور بارہ چشمے اس سے جاری ہو جائیں۔ (آپ نے دیکھا اس لاپچی شخص نے مذکورہ بالا آیات کو مختلف جگہوں سے چن کر ایک جگہ کیا اور پھر ان کو وصیت کی)

(مُجْنِيَّةٌ مَعَارِفُ ج ۱، ص ۳۸۲)

jabir.abbas@yahoo.com

(۲۵)

حد

آیات:

ا- حسد کے شر سے پناہ مانگئی چاہیے:

﴿فَلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ☆ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ☆ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا
وَقَبَ ☆ وَمِنْ شَرِّ النَّفَاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ☆ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾
(سورہ فلق، آیات ۱۴-۱۵)

اے رسول گھردیجئے کہ میں صح کے مالک کی پناہ چاہتا ہوں تمام خلوقات کے شر سے اور اندر ہیری رات کے شر سے جب اس کا اندر ہیرا چھا جائے اور گندوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے۔

۲- قابل کا حسد:

﴿فَطَوَّعْتُ لَهُ نَفْسُهُ قُتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنْ الْخَاسِرِينَ ﴾ سورہ
ماندہ، آیت ۳۰

بھروس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ خسارہ والوں میں شامل ہو گیا۔

۳۔ یوسف کے بھائیوں کا حسد:

﴿إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (۸) (سورہ یوسف، آیات ۹، ۸)

﴿يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ﴾ (سورہ یوسف، آیات ۸، ۹)

یقیناً ہمارے ماں باپ ایک کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں تم لوگ یوسف کو قتل کر دیا کسی زمین میں پھیک د تو باپ کا رخ تمہاری ہی طرف ہو جائے گا۔

۴۔ مسلمانوں سے حسد:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۰۹)

بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی ایمان کے بعد کافر بنالیں وہ تم سے حسد رکھتے ہیں۔

۵۔ صاحبانِ کمال سے حسد:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلَكًا عَظِيمًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۵۲)

یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں خدا نے اپے فضل و کرم سے بہت کچھ عطا کیا تو پھر ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت اور ملک عظیم سب کچھ عطا کیا۔

روايات:

۱۔ حسد آفت دین:

قال الصادق: آفَةُ الْتَّيْنِ الْحَسَدُ وَالْعَجْبُ وَالْفَخْرُ (سفیہ الجار ج ۲، ص ۲۷۶، کتاب الشانی ج ۲، ص ۲۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: دین کی آفت حسد، غرور اور فخر کرنا ہے۔

۲۔ حسد ایمان کو کھا جاتا ہے:

قال الصادق: إِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْإِيمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (سفیہ الجار ج ۲، ص ۲۷۵، کتاب الشانی ج ۲، ص ۲۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: حسد ایمان کو اسی طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

۳۔ برائی کی جڑ:

قال امیر المؤمنین: رَأْسُ الرَّذَائِلِ الْحَسَدُ (غیر الحکم ج ۱، ص ۲۶۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: رذائل کی جڑ حسد ہے۔

۴۔ حسد شیطان کی خصلت:

قال امیر المؤمنین: إِيَّاكَ وَالْحَسَدَ فَإِنَّهُ شَرُّ شَيْءٍ وَأَقْبَحُ سَجِيَّةٍ وَخَلِيلَةُ الشَّيْطَانِ (غیر الحکم ج ۱، ص ۲۶۱)

مولانا علیؑ نے فرمایا: خبردار حسد کے قریب نہ جانا بہت بری خصلت ہے اور بدترین عادت ہے، یہ شیطان کا شیوه ہے۔

۵۔ راحت و آسائش نہیں:

قال علی بن ابی طالبؑ: لَا رَاحَةَ لِحَسُودٍ (غُرر الحکم ج ۱، ص ۲۶۶)

حسد کے لئے کوئی راحت و آسائش نہیں۔

تشریح:

حسد جلین، کسی کا زوال چاہنا، عداوت، بغض و کینہ کو کہتے ہیں اور یہ ایک نفسانی حالت ہے حسد غیر کمال و نعمات کے زوال کی آرزو و تمنا کرتا ہے۔ انسان جتنا صاحب کمال ہوگا اسی قدر محسود بھی ہوگا، بے کمال حسد ہو سکتا ہے محسود نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے امام محمد باقرؑ نے فرمایا: محسود واقعی ہم اہل بیتؑ ہیں۔ یہ حسد ایسا مرض ہے جس سے رہائی و خلاصی بہت ہی مشکل ہے اور یہ بری صفت حب دنیا کی ایک شاخ ہے۔ یہ بری صفت ایمان کو ختم کر دیتی ہے ہمیشہ دوسروں کے مال و ثروت و کمالات پر نگاہ، ہمیشہ ان کے زوال کے بارے میں سوچنا اور اپنے لئے مال و دولت کو جمع کرنے کی فکر میں رہنا اور یہی حسد دین کی آفت بھی ہے اور دل کی بیماری بھی ہے۔ حسد نیکیوں اور حسنات کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق چهارو دھکو موصویںؓ ہمیں اس بری صفت سے بچنے کی توفیق عطا فرم۔ اگر ہمارے اندر ہے تو اس کو ختم کر دے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ حضرت عیسیٰ کے حواری کا حسد:

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ فرمایا: اللہ سے ڈر و اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ حضرت عیسیٰ اپنے زمانے میں شہروں کی سیر کیا کرتے تھے ایک بار وہ سیر کے لئے چلے تو ان کے حواریوں میں سے ایک حواری ان کے ساتھ چلا یہ اکثر حضرت عیسیٰ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ دریا کے کنارے پہنچے تو خدا کی ذات پر پورا یقین رکھتے ہوئے بسم اللہ پڑھی اور پانی پر چلنے لگے۔ حواری نے جب یہ دیکھا تو اس نے بھی پورے یقین کے ساتھ بسم اللہ پڑھی اور پانی پر چل کر حضرت عیسیٰ سے جاتا۔ اب اس کے دل میں غرور نے جگہ پائی اور کہنے لگا جس طرح حضرت عیسیٰ روح اللہ پانی پر چلتے ہیں میں بھی چلتا ہوں۔ لہذا ان کو مجھ پر کیا فضیلت ہے؟ یہ خیال آتے ہی وہ پانی میں ڈوبنے لگا پس حضرت عیسیٰ سے فریاد کی۔ آپ نے اس کو ڈوبنے سے بچایا اور فرمایا: تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا: میں نے دل میں کہا جس طرح عیسیٰ پانی پر چلتے ہیں میں بھی چلتا ہوں اس طرح غرور میرے اندر داخل ہوا۔

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: تو نے اپنے دل میں وہ سوچا جس کا تو اہل نہیں۔ اس لئے خدا تھس سے ناخوش ہوا۔ اب تو اللہ سے توبہ کر، چنانچہ اس نے توبہ کی خدا نے اس کی توبہ قبول کر کے پھر وہی مرتبہ دے دیا۔

امام نے فرمایا: "فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا يَحْسِدُنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا" "اللہ سے ڈر و اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ (اصول کافی رج ۲، ص ۲۹۱، گنجینہ معارف رج ۱، ص ۳۷۰، یکصد و پنجاہ موضوع از قرآن کریم و احادیث اہل بیت ص ۲۰۹)

۲۔ امام محمد تقیؑ سے حدود:

حضرت امام محمد تقیؑ کے زمانے میں رونما ہونے والا یہ واقعہ توجہ سے پڑھنے کے قابل ہے۔

اُس زمانے میں متوكل عباسی کا قاضی القضاء (چیف جسٹس) ابواللیل خلافت کے تمام قانونی امور کو جو کہ اسلامی کھلا تے تھے انجام دیا کرتا تھا۔

ایک دن یہ چیف صاحب جب اپنے دکاندار پڑوی دوست زرقا کے گھر آیا تو خاصا پریشان تھا۔ زرقا نے پوچھا:

چیف جسٹس صاحب! آج آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ چیف صاحب نے کہا: "کیا تم سن سکو گے کہ آج خلیفہ کے دربار میں مجھ پر کتنی بڑی مصیبت ٹوٹی ہے؟"

ایک چور کو لایا گیا، اس کا جرم ثابت ہو چکا تھا اور اب حد جاری کرنے کا معاملہ تھا۔ مجھ سے خلیفہ نے پوچھا کہ اس کا ہاتھ کہاں سے کٹا ٹا جائے۔

میں نے کہا: قرآن مجید میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور وضو کا حکم بیان کرنے والی آیت میں ہے کہ کہنوں سے لے کر پورا ہاتھ دھونا چاہیے لہذا معلوم ہوا کہ اس کا ہاتھ کہنوں سے کٹا ٹا جائے۔

خلیفہ نے دربار میں موجود دوسرے افراد سے پوچھا تو انہوں نے کہا: چور کا کلامی

سے کاتا جائے کیونکہ تم والی آیت میں ہاتھ سے مراد کلائی ہے پھر خلیفہ نے شیعوں کے امام حضرت محمد تقیؑ سے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ”دوسرے اپنی رائے دے چکے ہیں۔“

خلیفہ نے اصرار کیا تو بالآخر بجورا حضرت محمد تقیؑ نے فرمایا: ”چور کی انگلیاں کافی جائیں کیونکہ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ ”مسجد خدا کے لیے ہیں۔“ مساجد مسجد کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ اعضاء ہیں جو سجدے کی حالت میں زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ یہ چور بھی جب نماز پڑھے گا تو اسے بھی سجدے کی حالت میں زمین پر ساتوں اعضاء رکھنے ہوں گے یعنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھی رکھنی ہوں گی۔ لہذا صرف اس کی دو انگلیاں ہی کافی جائیں گی۔“

جب شیعوں کے امام نے یہ بات کہی تو خلیفہ نے کہا: بہت خوب اشناش! اور فوراً ہی یہ حکم دے دیا کہ امامؓ کے بتائے ہوئے فرمان پر عمل کیا جائے اور پھر چور کے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ دی گئیں۔

تو اے زرقا! تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ اس وقت میری کیا حالت ہوئی ہو گی جب اس پچیس (۲۵) سالہ جوان کو مجھ پر فوپیت دے دی گئی ہو گی!

ظاہر ہے کہ اسی وجہ سے میں سخت پریشان ہوں اور جب تک انتقام نہیں لے لیتا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ جو شخص بھی اس نوجوان کے قتل میں شریک ہو گا وہ آتشِ جہنم میں ڈال دیا جائے گا لیکن پھر بھی جب تک وہ قتل نہ ہو جائے میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔

زرقا کہتے ہیں کہ میں نے اسے نصیحت کی لیکن اس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

درحقیقت ابواللیلی چیف جسٹس حسد کی آگ میں جل رہا تھا دوسرا ہی دن وہ خلیفہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا:

”جانتے ہوکل تم نے کیا کیا ہے؟“

وہ شخص جسے مسلمانوں کی اچھی تعداد اپنا امام سمجھتی ہے اور اسے پیغمبر ﷺ کا جانشین مانتی ہے اور آپ کو باطل اور غلط سمجھتی ہے آپ نے بجائے اسے مثانے کے مزید نمایاں اور مضبوط کر دیا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں، اب یہ کہیں گے کہ دیکھا خود خلیفہ نے بھی اس بات کا اعتراف کر لیا اور دوسروں کے نظریات پر اس کے نظریے کو مقدم کر دیا! اذ ارسو چیز کہ یہ آپ نے نکتی بڑی سیاسی غلطی کی ہے!

مخصر یہ کہ ابواللیلی نے (حد کی وجہ سے) خلیفہ کے اس قدر رکان بھرے کہ وہ امام محمد تقیؑ کے قتل پر آمادہ ہو گیا اور آخر کار امام - کو زہر دے دیا گیا۔ (بکھرے موتی نجاح، ج ۱، ص ۷۵)

(۲۶)

حُلم و بُرْدَبَارِي

آیات:

۱۔ حُلم خدا کی صفت:

﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳۵)

اور یہ جان لو کہ بے شک خداوند متعال غفور بھی ہے اور حلیم و بردبار بھی۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کی صفت:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاًهُ حَلِيمٌ﴾ (سورہ توبہ، آیت ۱۱۰)

بے شک ابراہیمؑ بہت زیادہ تصرع کرنے والے اور بردبار و حلیم تھے۔

۳۔ حضرت اسماعیلؑ کی صفت:

﴿فَبَشَّرْنَاهُ بِعُلَامَ حَلِيمٍ﴾ (سورہ صافات، آیت ۱۰۱)

پھر ہم نے انہیں (ابراہیمؑ کو) ایک نیک دل فرزند کی بشارت دی۔

۴۔ لوگوں کا اعتراف حضرت شعیبؑ کی بردباری کے لئے:

﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ﴾ (سورہ ہود، آیت ۸۷)

تم تو بڑے بردبار اور سمجھدار معلوم ہوتے ہو۔

۵۔ حُلم جہل کے مقابلے میں:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾
(سورہ اسراء، آیت ۳۲)

ساقوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اس کی تشیع کر رہے ہیں اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اس کی تشیع نہ کرتی ہو یہ اور بات ہے کہ تم ان کی تشیع کوئی سمجھتے ہو۔ پروردگار بہت برداشت کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔

روایات:

۱۔ معناۓ حُلم:

قال امير المؤمنين: إِنَّمَا الْحِلْمُ كَظُمُ الْغَيْظِ وَ مَلْكُ النَّفْسِ (غیر الحکم) (ج ۱، ص ۳۲۰)

بردباری تو بس غصہ برداشت کرنا اور نفس پر قابو رکھنے کا نام ہے۔

۲۔ عابدو نقی:

قال الرضا: لَا يَكُونُ الرَّجُلُ عَابِدًا حَتَّى يَكُونَ حَلِيمًا (اصول کافی ج ۳، ص ۱۷۵)

امام رضاؑ نے فرمایا: انسان عابدِ حقیقی نہیں بن سکتا مگر یہ کہ وہ حلم ہو۔

۳۔ مصیبت کے وقتِ حلم و صبر:

قال علیؑ: إِنَّمَا الْحَلَيلُ مِنْ إِذَا أُوذِيَ صَبَرَ وَ إِذَا ظُلِمَ غَفَرَ (غراحكم ج، ص ۳۲۰)

حضرت علیؑ نے فرمایا: حلم و بردبار تو بس وہی ہے کہ اس کو اذیت دی جائے تو صبر کرے اور اگر ظلم کیا جائے تو بخش دے۔

۴۔ صاحبانِ حلم کے ساتھ بیٹھنے کا حکم:

قال امیر المؤمنین: جَالِسُ الْحُلْمَاءَ تَرْذُدُ حَلْمًا (غراحكم ج، ص ۳۲۰)

مولاناؑ نے فرمایا: بردبار لوگوں کے پاس بیٹھو تو کہ حلم کو بڑھا سکو۔

۵۔ بردبار کی حللاش:

قال امیر المؤمنین: مَنْ تَحَلَّمَ حَلَمَ (غراحكم ج، ص ۳۲۰)

مولائے کائناتؑ نے فرمایا: جو بردباری کو حللاش کرتے ہیں وہ بردبار ہو جاتے ہیں۔

شرط:

حلم یعنی بردباری، تحلل، صبر، برداشت، نیک دل نرم کو کہتے ہیں (۱) حلم و بردباری

خداوند تعالیٰ اور انبیاء و ائمہ مؤمنین کی صفات میں سے ہے۔ حلم و بردباری کا معیار خوشی میں نہیں ہے کہ انسان حالیٰ خوشی و آسائش میں حلیم و بردبار ہو بلکہ حلم و بردباری کا معیار حالت غیظ و غضب اور غصہ کے وقت ہے جب انسان کو غصہ آرہا ہواں وقت انسان اپنے غصہ کو پی جائے تو اس وقت ایسے انسان کو کہتے ہیں یہ بہت بڑا حلیم و بردبار ہے۔ انبیاء، ائمہ طاہرین اور مؤمنین کی کیفیت یہی ہے کہ غصہ کے وقت یہ حلیم و بردبار ہوتے ہیں اور خداوند تعالیٰ اسی کو ووست رکھتا ہے جو غصہ کے وقت بردبار ہوتے ہیں اور اسی بردباری کے ذریعے دشمن پر غلبہ و کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ حلم و بردباری کا جو پہلا عوض انسان کو ملتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام لوگ اس کے دشمن کے دشمن اور اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔ بردباری اخلاق کی زینت، فضیلت کا عنوان، ریاست و حکومت کا سر، علم کا میوه، کمال عقل کی دلیل، صلح کا سبب، یقوفوں کے لئے لگام ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق امام مویٰ کاظمؑ ہمیں حلم و بردباری عطا فرماء۔
(آمین)

واقعات:

امام زین العابدینؑ کا حلم:

شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضرت کو ناسزا

کہا اور گالیاں دیں آپ نے اس کے جواب میں کچھ نہ فرمایا! جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے اپنے اہل مجلس سے فرمایا تم لوگوں نے سناؤ جو کچھ اس شخص نے کہا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ چلوتا کہ اس کے پاس جا کر اس کی گالیوں کے بد لے میرا جواب بھی سنو۔ وہ کہنے لگے ہم چلتے ہیں اور ہم چاہتے تھے کہ آپ اُسی وقت اُس کو جواب دیتے۔ پس آپ نے جوتا پہننا اور روانہ ہوئے جب کہ آپ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔ ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (۱) اور جو لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں۔ لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ہم آپ کے اس آیت کی تلاوت کرنے سے سمجھے کہ آپ اسے برا بھلاندیں کہیں گے پس آپ اس شخص کے گھر تک پہنچے اور آواز دے کر کہا کہ اسے کو کہ علی بن الحسین - آیا ہے۔ جب اس شخص نے سنا کہ حضرت آئے ہیں تو وہ براہی کے لئے تیار ہو کر آیا اور اسے اس میں شک نہیں تھا کہ آپ اس کی جمارتوں کا بدلہ دینے کے لئے آئے ہیں۔ جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: اے بھائی تو میرے پاس آیا تھا اور تو نے یہ بتیں کہیں۔ پس وہ بڑی باتیں جو تو نے ذکر کی ہیں اگر مجھ میں پائی جاتی ہیں تو میں خدا سے ان کی بخشش کی دعا مانگتا ہوں اور اگر وہ بتیں جو تو نے کہی ہیں مجھ میں نہیں ہیں تو خدا مجھے معاف فرمائے۔ راوی کہتا ہے اس شخص

نے جب یہ سنات تو آپؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوس دیا اور کہنے لگا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اور میں ان برائیوں کا زیادہ سزاوار ہوں۔ (احسن المقال ج ۱، ص ۳۷۵، الارشاد ج ۲، ص ۱۲۵)

۲۔ امام حسنؑ کا کوہ گراں حلم:

امام حسنؑ کے حلم و بردباری کا دشمن بھی اعتراف کرتے تھے۔ جس وقت امامؑ شہید ہوئے اور جنازے کو گھر سے باہر لے کر آئے (تیروں کی بارش کے بعد) طے یہ پایا کہ حضرت امام حسنؑ کو بقیع کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ مروان این حکم جو اہل بیتؑ کا سخت ترین دشمن تھا۔ تابوت امام حسنؑ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے بقیع کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس وقت امام حسینؑ گریہ کی حالت میں مروان سے مخاطب ہوئے:

”تَحِمِّلُ الْيَوْمَ جَنَازَةَ وَ كُنْتَ بِالْأَمْسِ تُجْرِعُهُ الْغَيْظَ؟“ آج اس (امام حسنؑ) کے جنازے کو اٹھائے ہوئے ہو جس کو کل تک تم نے غم و اندوہ میں ڈالا ہوا تھا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ کل تک حضرتؐ سے بغض و کینہ رکھتے تھے اور ظلم کرتے تھے۔ مروان نے کہا: ”تَعَمُّ كُنْتُ أَفْعَلُ بِمَنْ يُوَازِنُ حِلْمُهُ الْجِبَالَ“ جی ہاں! اس کے ساتھ اس طرح کیا کہ جس کا حلم کوہ گراں کے برابر تھا۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۳۲۱، بخار الانوار ج ۲۲، ص ۱۲۵)

(۲۷)

دُعا

آیات:

۱۔ دعا کرنا عبادت ہے:
﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ إِذْ أَغْنَيْنَا أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدُ الْخُلُقُونَ جَهَنَّمَ دَاهِرِينَ﴾ (سورہ غافر، آیت ۶۰)

اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکثرتے ہیں وہ عنقریب ذات کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲۔ دعا کریں:

﴿فَلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دَعَاؤُكُمْ﴾ (سورہ فرقان، آیت ۷۷)
پیغمبرؐ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعا نہیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پرواہی نہ کرتا۔

۳۔ خدا دعا قبول کرتا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أَجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِي إِذَا دَعَانِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۸۶)

اور اے بغیر! اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں پکارنے والے کی آواز نہ ہوں جب بھی پکارتا ہے۔

۲۔ دعا کرنے کا طریقہ:

﴿إِذْ عُوا رَبِّكُمْ تَضُرُّ عَوْنَاقَهُ وَخُفْيَةً﴾ (سورہ اعراف، آیت ۵۵)

تم اپنے رب کو گڑھ کر اور خاموشی کے ساتھ پکارو۔

۵۔ دعائیں اخلاص:

﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (سورہ غافر، آیت ۱۲)

الہذا تم خالص عبادت کے ساتھ خدا کو پکارو۔

روايات:

۱۔ فضیلت دعا:

قالَ رَسُولُ اللَّهِ: الْدُّعَاءُ أَفْضَلُ مِنْ قَرائِتِ الْقُرْآنِ (المیزان ج ۲، ص ۳۴۴)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا کرنا قرأتِ قرآن سے افضل و برتر ہے۔

۲۔ مومن کا ہتھیار:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ : الْدُّعَاءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعَمُودُ الدِّينِ وَنُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (کافی ح، ۲، ص ۳۶۸)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا مون کا تھیار، دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔

۳۔ دعا رَوْبَلا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ : إِذْفَعُوا أَبْوَابَ الْبَلَاءِ بِالْدُعَاءِ (وسائل الشیعہ ح ۷، ص ۳۲)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا کے ذریعہ اپنے آپ سے بلاوں کو دور کرو۔

۴۔ خدا قبول کرتا ہے:

قَالَ عَلَىٰ بْنُ أَبِي طَالِبٍ : مَنْ دَعَا اللَّهَ أَجَابَهُ (غور الحکم، ح ۱، ص ۲۵۹)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو خدا سے دعا کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے۔

۵۔ بہترین اسلحہ:

قَالَ عَلَىٰ : نِعَمَ السَّلَامُ الدُّعَاءُ (غور الحکم ح ۱، ص ۳۲۰)

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: بہترین اسلحہ دعا ہے۔

تشریح:

دعا انسان کا سرمایہ فخر، عبادت کا جوہر، اپنے رب سے بندے کا راز و نیاز، مون کا اسلحہ، انبیاء کا طریقہ، ائمہ کا شعار اور اس وسیع کائنات میں جہاں انسان کسی بھی چیز کا

مالک نہیں، اس کے دامنِ ملکیت میں وہ ڈھریکتا ہے جو قدرت نے اسے عنایت کیا۔
 دعا کتنی عظیم ضرورت ہے مومن کی! کتنا محتاج ہے انسان اپنے رب سے ہم کلامی
 کا! کتنی بڑی خواہش ہے مومن کی، اس کی بارگاہ نیاز میں اپنی گزارشات پہنچانے کی،
 کتنا بڑا سرمایہ سکون ہے یہ مضطرب انسان کے لئے، کتنا بدجنت ہے وہ انسان جس
 کے پاس یہ ملکیت، یہ سرمایہ نہ ہو۔
 کتنا خوش نصیب ہے وہ انسان جس کی زندگی کا سرمایہ دعا ہے۔
 خدا سے دعا کرتے ہیں بحق امام زین العابدین، سید الساجدین۔ ہمیں دعا کرنے
 کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ خدا کے علاوہ کسی سے سوال نہ کرو:

علامہ مجتبی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں روایت کرتے ہیں کہ محمد بن عجلان کہتے ہیں
 کہ میں سخت مشکلات میں گرفتار تھا اور کافی مقرض ہو چکا تھا، قرض دینے والے
 مجھے بہت تنگ کر رہے تھے اسی وجہ سے میں اپنے قدیمی دوست حسن بن زید جو کہ اس
 وقت مدینہ کا امیر تھا، کے پاس گیا۔ اس دوران محدث بن عبد اللہ بن علیؑ بن حسینؑ جو
 میرے پرانے ساتھیوں اور دوستوں میں سے تھے میری مشکلات اور پریشانیوں سے

آگاہ ہوئے۔ اتفاقاً راستہ میں ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے کہا: میں تمہاری پریشانیوں اور سختیوں اور ان کی دوری سے مطلع ہوں، بتاؤ کیا کرنا چاہتے ہو اور کس سے مدد کے طالب ہو؟ میں نے کہا: حسن بن زید۔

انہوں نے فرمایا: وہ تمہاری حاجت کو پورا نہیں کر سکتا اور جو تم چاہتے ہو اس کو انجام نہیں دے سکتا، آؤ اور کسی ایسے کے پاس چلتے ہیں جو تمہارا کام اور تمہاری مشکلات کو دور کر سکتا ہو۔ وہ اجودا لا جو دین ہے اور تم اپنی حاجت کو اس سے طلب کرو، میں نے اپنے پچا امام صادقؑ انہوں نے اپنے جدا احمد امام حسینؑ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی علی بن ابی طالبؑ اور انہوں نے رسول خدا ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

خداوند متعال نے اپنے بعض پیغمبروں کی طرف وحی کی مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جو کوئی بھی میرے علاوہ کسی سے امید لگائے گا میں اس کی امید کونا امیدی میں بدلوں گا اور ذلت و خواری کا لباس لوگوں کے درمیان اپنے پہناؤں گا اور اپنی رحمت و فضل سے اس کو دور رکھوں گا۔ کیا میرا بندہ سختیوں میں میرے علاوہ کسی اور سے اسے حل کے لئے امید لگائے حالانکہ سختی میرے ہاتھ میں ہے اور میرے علاوہ کسی سے کیا امید رکھتا ہے حالانکہ میں مشکل کو حل کرنے والا ہوں، بندرووازوں کی چابی میرے پاس ہے اور میرا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے۔

کیا تم نہیں جانتے جب بھی کسی پر کوئی مصیبت آتی ہے تو میرے علاوہ کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ پس میرا بندہ مجھ سے کیوں روگ رانی کرتا ہے اور دوسروں سے امید

نکا رکھتا ہے۔ حالانکہ میں اس کے سوال سے پہلے اسے عطا کرتا ہوں۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی بندہ مجھ سے مانگے اور میں اس کو نہ دوں؟ ہرگز ایسا نہیں ہے! کیوں کہ میرا جو دو کرم خاص نہیں ہے۔ کیا دنیا و آخرت میرے اختیار میں نہیں ہے؟ اگر تام زمین و آسمان کے رہنے والے مجھ سے کچھ مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کی چاہت کے مطابق الگ الگ دوں تب بھی میری ملکیت میں مکھی کے پر کے برابر کی نہ ہوگی اور کم بھی کس طرح ہو سکتی ہے کیوں کہ چیزوں کا تقسیم کرنے والا میں ہوں۔ اے مفلس و محتاج میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا بھی نہیں ہے۔

میں نے ان سے کہا: اے فرزید رسول ﷺ! اس حدیث کو دوبارہ میرے لیے بیان کریں۔ فرزند زہراؓ نے اس حدیث کو تین مرتبہ میرے لیے بیان کیا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! اس کے بعد میں اپنی حاجت کی سے طلب نہیں کروں گا اور کچھ ہی دیر گزری تھی کہ خدا نے اپنی طرف سے میرے لیے روزی پہنچا دی۔ (چهل حدیث رسول محلاتی ج ۲، ص ۱۲۹، انسان ساز واقعات ص ۱۳۸)

۲۔ کس کی دعا قبول نہیں ہوتی؟

راوی کہتا ہے میں صادق آل محمدؐ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا، ایک سائل آیا آپ نے حکم دیا کہ اسے دیا جائے پھر دوسرا آیا فرمایا: اسے بھی کچھ دیا جائے پھر تیسرا آیا، فرمایا: اسے بھی دیا جائے۔ پھر چوتھا آیا، فرمایا: اللہ تجھے سیر کرے اور ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: ہمارے پاس ابھی دینے کے لئے ہے تو مگر مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ہم ان میں سے نہ ہو جائیں جن کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ پہلے وہ جس کو اللہ

مال دے اور وہ اس کو غیر مستحق میں خرچ کر دے اور پھر خدا سے دعا کرے کہ مجھے رزق دے تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ دوسرا وہ جو اپنی بیوی کے لیے دعا کرے کہ وہ ہلاک ہو جائے حالانکہ اسے طلاق دینے کا حق ہے۔ تیسرا وہ جو پڑوس کے لیے بد دعا کرے حالانکہ اللہ نے یہ قدرت دی ہے کہ وہ اس کی ہمسایگی چھوڑ دے اور اپنا مکان نجٹ ڈالے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: چار اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ۱۔ وہ جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور کہے خدا مجھے رزق دے اسے کہا جائے گا میں نے تجھے تلاشِ روزی کا حکم نہیں دیا۔ ۲۔ جو اپنی عورت کے لئے بد دعا کرے، اس سے کہا جائے گا کیا میں نے طلاق کی اجازت نہیں دی۔ ۳۔ وہ جس نے اپنا مال غلط طریقے پر خرچ کیا ہوا اور پھر خدا سے رزق مانگے اس سے کہا جائے گا کیا میں نے میانہ روی کا حکم نہیں دیا تھا اور کیا اصلاح کا حکم نہیں دیا تھا۔ ۴۔ وہ شخص جو بغیر گواہ کے قرض دے اس سے کہا جائے گا کیا میں نے گواہ بنانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ (کتاب الشافی ج ۵، ص ۱۳۹، ۱۴۸)

(۲۸)

دنیا

آیات:

۱۔ قرآن کی نظر میں دنیا:

﴿وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوَ وَلَعْبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهُيَ الْحَيَاةُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (سورہ عنكبوت، آیت ۶۲)
اور یہ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں ہے اور آخرت کا گھر ہمیشہ کی زندگی کا مرکز ہے اگر یہ لوگ کچھ جانتے اور سمجھتے ہیں۔

۲۔ دنیا امتحان گاہ:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوْهُمْ أَيُّهُمْ أَخْسَنُ عَمَلاً﴾
(سورہ کہف، آیت ۷)

بے شک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دے دیا ہے تا کہ ان لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے؟

۳۔ دنیا کی جزا:

﴿فَمَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْهُ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۳۲)

جو انسان دنیا کا ثواب اور بدلہ چاہتا ہے (اسے معلوم ہونا چاہیے) کہ خدا کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا انعام ہے اور وہ ہر ایک کا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۴۔ دنیادوستی:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ (۲۰) وَتَدْرُونَ الْآخِرَةَ﴾ (سورہ قیامت، آیات ۲۰، ۲۱)

ہرگز نہیں بلکہ تم دنیا کو چاہتے ہو اور آخرت کو نظر انداز کیتے ہوئے ہو۔

۵۔ دنیا پر فخر:

﴿إِذْ أَعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأُولَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُضْفَرًا ثُمَّ يَكُونُ حُطَاماً وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ (سورہ حمد، آیت ۲۰)

یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف ایک کھیل، تمباشہ، آرائش، باہمی تقاضا اور اموال و اولاد کی کثرت کا مقابلہ ہے اور اس جیسے کوئی بارش ہو جس کی قوت نامیہ کسان کو خوش کر دے اور اس کے بعد وہ کھیتی خشک ہو جائے پھر تم اسے زردیکھو اور آخر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور آخرت میں شدید عذاب بھی ہے اور مغفرت اور رضاۓ الہی بھی ہے اور زندگانی دنیا تو اس ایک دھوکے کا سرمایہ ہے اور کچھ نہیں ہے۔

روايات:

۱- دنیا سے محبت:

قال الصادقؑ: رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ حُبُّ الدُّنْيَا (بحار الانوار ج ۷، ص ۲۷)

امام صادقؑ نے فرمایا: تمام برائیوں کی جڑحب دنیا ہے۔

۲- دنیا گذرگاہ:

قال عیسیٰ: إِنَّمَا الدُّنْيَا قَنْطَرَةٌ فَأَعْبُرُوهَا وَ لَا تَعْمُرُوهَا (خطاب ص ۳۵)

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: بے شک دنیا ایک گل ہے پس اس کو عبور کرو اور اس کو آبادنا کرو۔

۳- دنیا مؤمن کے لئے زندان:

قال امیر المؤمنین: الْدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ الْمُؤْثِثُ تُحْفَتُهُ وَ الْجُنَاحُ مَا وَاهٌ (غزال الحکم ج ۱، ص ۲۶۳)

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور موٹھا اس کا تحفہ ہے اور جنت اس کا مٹھکانہ ہے۔

۴- دنیا سایہ اور خواب ہے:

قال علی بن ابی طالبؑ: الْدُّنْيَا ظِلُّ الْعَمَامِ وَ حُلُمُ الْمَنَامِ (غزال الحکم ج ۱، ص ۲۶۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: دنیا بادل کا سایہ اور ایک خواب ہے۔

۵۔ فائدہ اٹھانے والا:

قال امیر المؤمنینؑ: الرَّابِحُ مَنْ بَاعَ الْعَاجِلَةَ بِالآجِلَةِ (غُررِ الحَكْمِ ج ۱، ص)

(۳۶۵)

حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: فائدہ اٹھانے والا وہ ہے جو دنیا کو آخرت کے بد لے فروخت کر دیتا ہے۔

تشریح:

دنیا کی دنیا سی اور پستی کے لیے اس کا نام ہی کیا کم تھا کہ اس کے حالات اور انقلابات نے اس کی حقیقت کو مزید واضح کر دیا۔
دنیا اور اس کی بے شمار اقوال پائے جاتے ہیں اور قرآن مجید سے لے کر مفکرین عالم تک سب نے اس کی بے شباتی اور بیوفائی کا تذکرہ کیا ہے
مگر انسوں یہ ہے کہ یہ جس قدر بے وفا ہے لوگ اسی قدر اس کے دیوانے ہیں اور یہ جس قدر لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتی ہے لوگ اسی قدر اس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ مولائیے کائنات نے حقیقت دنیا کے بارے میں متعدد انداز سے توجہ دلائی ہے اور انسان کو اس کے خطرات سے باخبر کیا ہے۔ دنیا کی مثال سانپ جیسی ہے کہ باہر سے اس کا جسم انتہائی نرم اور لطیف ہوتا ہے لیکن اندر زہر قاتل کا ایک ذخیرہ ہوتا

ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا عشق انہی دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے جو صرف ظاہر پر قربان ہونے والے ہیں ورنہ جنہیں حلقائیں کا اور اک ہو گیا ہے وہ کسی قیمت پر اس کی طرف توجہ کرنے والے نہیں ہیں۔ دنیا ایک ڈھلتا ہوا سایہ ہے سایہ میں انسان کو سکون ضرور ملتا ہے لیکن سایہ میں کبھی دوام نہیں ہوتا ہے۔ دنیا دھوکہ باز بھی ہے اور فحصان دہ بھی۔ دنیا پلٹنے والی بھی ہی اور زوال پذیر بھی۔ دنیا ختم ہونے والی بھی ہے اور فنا ہونے والی بھی۔ دنیا کھا جانے والی بھی ہے اور بتاہ کن بھی۔ جس نے فقط دنیا کو سب کچھ سمجھا وہ ہلاک ہوا اور جس نے دنیا کو ذریعہ آخرت سمجھا اور سب کچھ اس دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کام کیا وہ کامیاب دکاران ہوا۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق محمد وآل محمد ہمیں اس دنیا میں نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

ا۔ ہاتھوں میں راز:

ذوالقرنین سکندر نے موت کے وقت وصیت کی جب میرا جنازہ اٹھایا جائے تو میرے دونوں ہاتھوں کو میرے جنازے کے کفن سے باہر نکال دیا جائے جنہیں دیکھنے والے دیکھیں۔

اس کی وفات کے بعد اس کی وصیت پر عمل کیا گیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو کفن

سے باہر سے نکال دیا گیا۔ اس کے جائزہ کے ساتھ چلنے والے سب لوگ اس کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے لیکن کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ایک دانا و غلمند سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس راز سے پرده اٹھایا جائے، کہا: اس وصیت کا مقصد ہمیں یہ بات سمجھانا ہے کہ غور سے دیکھو سکندر جیسا بادشاہ بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ چارہ ہے وہ اس دنیا کے مال و نزد انوں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا رہا ہے۔ (موضوعی داستانیں ص ۱۷۵)

۲۔ حضرت عیسیٰ سوئی کے ساتھ:

جب حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو آپ حضرت جبرایل کے ساتھ روانہ تھے۔ جب آپ آسمانِ اول، دوم اور سوم کو عبور کر کے آگے بڑھتے تو حضرت جبرایل کو خطاب پہنچا۔ حضرت عیسیٰ کو اس اور ہر ہی روک دیا جائے۔ وہ اس سے اوپر نہیں جاسکتے۔ اب ذرا ان کا مکمل جائزہ لیا جائے کہ دنیاوی اسباب و اموال سے وہ کیا کچھ ہمراہ لئے جا رہے ہیں۔

جب دیکھا گیا تو ان کے پیرا ہن کے گریبان میں لگی ہوئی ایک سوئی برآمد ہوئی۔

ان سے پوچھا گیا: آپ یہ سوئی اپنے ہمراہ کیوں لے آئے ہیں؟

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: میں جب اس سفر پر روانہ ہو رہا تھا تو مجھے خیال گزرا کہیں ایسا نہ ہو کہ راستہ میں میرا لباس کی جگہ سے پھٹ جائے اور میں پھٹے لباس کے ساتھ درگاہِ عالمی میں حاضری دوں۔ اسی لیے سوئی ساتھ لایا ہوں۔

خداوندِ تعالیٰ کی جانب سے خطاب ہوا: میرے پیغمبر نے چونکہ ایک سوئی برآمد ہی

دینا پر بھروسہ کیا ہے، اس لیے آگے بلندی کی طرف جانے سے روک دیے گئے ہیں اور اسی آسمان چہارم پر ہی باقی رہیں گے۔ اگر وہ یہ سوئی ساتھنہ لائے ہوتے تو ان کی منزل و مقام عرش الہی ہوتا۔ (موضوعی داستانیں ص ۱۸۳)

jabir.abbas@yahoo.com

(۲۹)

ذکر

آیات:

ا۔ ذکرِ خدا:

﴿فَادْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاسْكُرُوا إِلَى وَلَا تَكُفُّرُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۵۲)

اب تم ہم کو یاد کرو تا کہ ہم تمہیں یاد رکھیں اور ہمارا شکر ادا کرو اور کفر ان فحخت نہ کرو۔

۲۔ صحیح و شام ذکرِ خدا:

﴿بِأَيْهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ☆ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (سورہ احزاب، آیات ۳۱، ۳۲)

ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو اور صحیح و شام اُس کی شیع کیا کرو۔

۳۔ اطمینان قلب:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ الْأَكْبَرِ ذِكْرُ اللَّهِ تَطْمَئِنُ الْقُلُوبُ﴾ (سورہ رعد، آیت ۲۸)

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور ان کے دلوں کو یادِ خدا ہی سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یادِ خدا ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ عظیم ذکر:

﴿وَلِذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ﴾ (سورہ عکبوت، آیت ۲۵)

اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ تھمارے کار و بار سے خوب باخبر ہے۔

۵۔ ذکرِ خدا توہیر اور توجیہ کا سبب:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أُولَئِكَ الظَّالِمُونَ أَنفَسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصْرُرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۵)

وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاوہ کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کے اصرائیلیں کرتے۔

روايات:

۱۔ عقل کی روشنی:

قال امیر المؤمنین: الْذِكْرُ نُورُ الْعُقْلِ وَ حَيَاةُ النُّفُوسِ وَ جَلَاءُ الصُّدُورِ (غراجم الحکم ج ۱ ص ۵۷)

حضرت امام علیؑ نے فرمایا: ذکرِ خدا عقل کی آگئی، نعمتوں کی حیات اور سینوں کی جلاء ہے۔

۲۔ بصیرتوں کی روشنی:

قال علی بن ابی طالبؑ: الْذِكْرُ جَلَاءُ الْبَصَائِرِ وَ نُورُ السَّرَائِرِ (غرا الحکم ج ۱، ص ۵۳۹)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: خدا بصیرتوں کی جلاء اور باطن کا نور ہے۔

۳۔ ذکرِ خدا اور رحمت کے نزول کا سبب:

قال امیر المؤمنینؑ: يَذْكُرُ اللَّهُ تُسْتَرَّ إِلَيْهِ الرَّحْمَةُ (غرا الحکم ج ۱، ص ۵۵۰)

امام علیؑ نے فرمایا: ذکرِ خدا سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

۴۔ شیطان سے تحفظ:

قال علی بن ابی طالبؑ: ذِكْرُ اللَّهِ دِعَامَةُ الإِيمَانِ وَ عِصْمَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ (غرا الحکم ج ۱، ص ۵۵۱)

مولائے کائناتؐ نے فرمایا: ذکرِ خدا دین کا ستون اور شیطان سے تحفظ و سلامتی ہے۔

۵۔ خدا یاد کرتا ہے:

قال امیر المؤمنینؑ: مَنْ ذَكَرَ اللَّهَ ذَكَرَهُ (غرا الحکم ج ۱، ص ۵۵۲)

امام علیؑ نے فرمایا: جو خدا کو یاد کرتا ہے خدا اسے یاد کرتا ہے۔

تشریح:

آج کل کے دور میں ہر شخص کسی نہ کسی پریشانی میں بنتا ہے اور ہر ایک کی کوشش ہے کہ اس کو سکون و آرام مل جائے۔ اس سکون والطینان کی تلاش میں نہ جانے کہاں سے کہاں چلا جاتا ہے لیکن پھر بھی سکون نہیں ملتا لیکن قرآن و روایات نے ہمیں بتایا کہ ذکرِ خدا ہی کے ذریعہ سکون والطینان حاصل ہو سکتا ہے لیکن انسان چونکہ یادِ خدا سے غافل ہے، گناہ و محضیت، مال و دولت کی رقبابت، لمبی امیدوں نے انسان کو ذکرِ خدا سے روک رکھا ہے۔ جب ہم اس کو بھول گئے تو اس نے ہمیں نہیں بھلایا۔ وہ اتنارحم و کریم ہے کہ ہم اس کا ذکر نہیں کرتے اس کے باوجود وہ ہمیں نعمتیں دے رہا ہے اور ذکرِ خدا سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہ کرے ہر حال میں خدا کو یاد رکھے، جب ہم اس کو یاد رکھیں گے تو وہ ہمیں یاد رکھے گا۔ دلن کے سکون کا واحد راستہ یادِ خدا ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق اسیر ان کریباً ہمیں ذکرِ خدا کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ ایک تسبیح حضرت سلیمانؑ کی حکومت سے بہتر ہے:
 کتاب عدۃ الداعی میں ذکر ہے کہ: ایک مرتبہ جب حضرت سلیمانؑ بن داؤخت شاہی پر بیٹھے محو پرواز تھے تو ان کے کانوں میں کسی دیہاتی کے تسبیح کرنے کی آواز

آئی =

حضرت سلیمان کا تخت تین میل چوڑا اور تین میل لمبا تھا اور تخت پر بچھے ہوئے فرش پر جوں نے سونے سے کشیدہ کاری کی تھی۔ اس تخت پر چھہ ہزار کر سیاں لگی ہوئی تھیں اور حضرت سلیمان اس کے پیچوں نیچ شان و شوکت سے تشریف فرماتھے۔ ان کے قریب پہلی صاف میں علماء، دوسری میں وزراء اور تیسرا میں لشکر کے سردار اور اس کے بعد دوسرے صاف در صاف موجود تھے۔ اس کے بعد جنات تھے اور سر پر پرندوں نے سایہ کر رکھا تھا۔

ہوا اس تخت کو جہاں کہیں بھی حضرت سلیمان جانا چاہتے، اڑا کر لے جایا کرتی تھی۔

ایسے ہی ایک سفر میں جب اس دیہاتی کسان کی آواز حضرت سلیمان کی توجہ کا مرکز بن گئی جو کہہ رہا تھا:

”سُجَانَ اللَّهِ! كَيْا شَانٌ هُوَ أُسْ خَدَادِ ذُوالْجَالَ كَيْ جَنَّ نَعَّـلَ دَاؤَ دَـوَّـلَ كَيْ شَانَ دَارَ حُكْمَتَ عَطَا كَيْ هِيَ؟“

ہوانے دیہاتی کا کلام حضرت سلیمان کے کانوں تک پہنچایا حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ تخت شاہی کو نیچے اٹا را جائے۔ ہوانے تخت زمین پر اتا را، حضرت سلیمان اس دیہاتی کے قریب گئے اور فرمایا:

”تَسْبِيْحَةٌ وَاحِدَةٌ يَقْبَلُهَا اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا أُوتَىٰ مِنْ آلِ دَاؤَ دَـوَّـلَ“

جب کوئی بندہ خدا ایک تسبیح (سُجَانَ اللَّهِ ایک بار) کہتا ہے اور اس کی بارگاہ میں

قولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے تو یہ تسبیح الہی بہتر ہے اس حکومت سے جو آلِ داؤد کو عطا کی گئی ہے۔

ایک اور روایت میں ذکر ہوا ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہنا چاندی کے پہاڑ کو راہِ خدا میں اتفاق کرنے سے بہتر ہے۔

مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے تو تمام ملائکہ اس پر صلووات سمجھتے ہیں اور تسبیح کے ثواب کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (آمال الواعظین ج ۱، ج ۳۰۳ اور ۲۰۲، بکھرے موتی ج ۱، ج ۱۱۶)

۲۔ تلاوت قرآن کی لذت:

جن غزدات میں رسول اکرم ﷺ شرکت فرمایا کرتے تھے ان میں سے ایک غزوہ کے موقع پر آپ ﷺ نے شکر کو صحراء میں ٹھہر نے کا حکم دیا۔ شکر کوشب خونی سے محفوظ رکھنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے دو افراد پہرہ دینے کے لیے مقرر فرمادیے۔ ان میں سے ایک عمار بن یاس رضی اللہ عنہ اور دوسرا کوئی اور صحابی۔

سارا شکر سو گیا اور ان دو افراد نے رات کو دو حصے کر لیے اور آپس میں باری باری جاگ کر پہرہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ عمار بن یاس رضی اللہ عنہ ہے تھے اور ان کا ساتھی جاگ رہا تھا اور نماز پڑھنے میں مصروف تھا۔ پہلی رکعت میں سورہ محمد کے بعد سورہ کہف کی تلاوت شروع کر دی۔ اسی اثناء میں یہودیوں کا ایک جاؤں ادھر نکل آیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ شکر والے سور ہے ہیں یا جاگ رہے ہیں ان پر ہم شب خون مار سکتے ہیں یا نہیں!

اس جاسوس نے دور سے دیکھا کہ کوئی چیز ستون کی طرح کھڑی ہوئی لیکن تاریکی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کسی درخت کا تنا ہے یا کوئی انسان ہے۔ یہ جانے کے لیے اس نے اس کی جانب ایک تیر پھینکا۔ تیر عمارت کے ساتھی کو آ کر لگا لیکن ان میں ذرہ برابر بھی جبکہ پیدا نہیں ہوئی۔ دراصل وہ تلاوت قرآن کی لذت میں محو ہو چکا تھا۔ یہودی نے محسوس کیا کہ میرے تیر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ معلوم نہیں یہ تیر شانے پر لگا ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس نے دوسرا تیر پھینکا۔ اس تیر نے بھی آ کر اس نمازی کے جسم میں ایک اور سوراخ کر دیا لیکن پھر بھی ان میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ پھر جب انہیں تیسرا تیر لگا تو انہوں نے عمر بن یاسرؓ کو پاؤں سے جگایا اور اس کے بعد وہ نماز کمل کر کے زمین پر گرد پڑے۔

عمارت نے تمام مسلمان سپاہیوں کو جگایا اور بالآخر وہ یہودی فرار ہو گیا۔

اس کے بعد عمارت نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ جب پہلا تیر لگا تو تم نے مجھے کیوں نہیں بچایا؟

ساتھی نے جواب دیا: ”خدا کی قسم میں سورہ کہف کی تلاوت کرو کرنا نہیں چاہتا تھا البتہ جب مجھے اس بات کا خوف محسوس ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں، میں تمہیں نہ جگا سکوں اور دشمن لشکرِ اسلام پر حملہ کر دے۔ لہذا میں نے تمہیں (تیسرا تیر لگنے کے بعد) جگا دیا۔“ (بکھرے موتی ج ۲، ص ۱۰۵)

(۳۰)

ریا کاری

آیات:

۱۔ ریا کاری سے نفع کیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرَثَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾ (سورہ انفال، آیت ۲۷)

اور ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے نکلے اور راہ خدا سے روکتے رہے کہ اللہ ان کے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۲۔ دکھانے کے لئے عمل کرنے والوں کی تباہی:

﴿فَوَنِيلُ لِلْمُمْصَلِّينَ ☆ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ☆ الَّذِينَ هُمْ يُرَأُونَ﴾ (سورہ ماعون، آیات ۲، ۵)

تو تباہی ہے ان نمازوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں۔

۳۔ ریا کا کمی مدت:

﴿يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لِّيَدًا ☆ أَيْخُسْبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ﴾ (سورہ بلد، آیات ۷، ۶)

کوہ کہتا ہے میں نے بے تھاشا صرف کیا ہے کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔

۴۔ بدترین ساتھی:

﴿وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَةَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنْ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِيبًا فَسَاءَ قَرِيبًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۳۸)

اور جو لوگ اپنے اموال کو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ و آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس کا شیطان ساتھی ہو جائے وہ بدترین ساتھی ہے۔

۵۔ ریا، منافق کی صفت:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُسَرَّأُونَ النَّاسَ وَلَا يَدْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۳۲)

منافقین خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور خدا ان کو دھوکے میں رکھنے والا ہے اور یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو سستی کے ساتھ۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

روايات:

۱۔ عبادت کی آفت:

قال امیر المؤمنین: آفۃ العبادۃ الریاء (غراہکم ج ۱، ص ۵۷۶)

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: عبادت کی آفت ریا کاری ہے۔

۲۔ ریا کاری شرک ہے:

قال علی بن ابی طالب: یسیئر الریاء شرک (غراہکم ج ۱، ص ۵۷۶)

امیر المؤمنین نے فرمایا تھوڑی سی بھی ریا کاری شرک ہے۔

۳۔ ریا کاری کا ظاہر حسین:

قال علی: الْمُرَالِيُّ ظَاهِرُهُ جَمِيلٌ وَبَاطِنُهُ عَلِيلٌ (غراہکم ج ۱، ص

(۵۷۵)

مولالی نے فرمایا: ریا کار کا ظاہر حسین اور اس کا باطن بیمار ہے۔

۴۔ بغیر ریا کے عمل انجام دو:

قال امیر المؤمنین: اعْمَلُوا فِي غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلُ

لِغَيْرِ اللَّهِ يَكْلُلُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ إِلَى مَنْ عَمِلَ لَهُ (غراہکم ج ۱، ص ۵۷۵)

امیر المؤمنین نے فرمایا: ریا کاری اور شہرت طلبی کے بغیر عمل انجام دو کیونکہ جو خدا کے غیر کے لیے عمل کرتا ہے تو خدا اس کو اس کے حوالے کر دیتا ہے جس کے لیے اس نے عمل کیا تھا۔

۵۔ ریا کار کامل باطل:

قال رسول اللہ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبُلُ عَمَلاً فِيهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ رِئَاءِ
(میزان الحکمة ج ۲، ص ۱۰۱)

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خداوند متعال ایسا عمل جس میں ذرہ برابر
ریا ہو قبول نہیں کرتا۔

شرح:

اسلام میں ریا کاری بدر تین صفت ہے، جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ
روز قیامت ریا کار کو اس شخص کے حوالے کر دیا جائے گا جس کے لئے اس نے عمل کیا
ہے اور وہ خدائی اجر سے محروم کر دیا جائے گا بھی حال بخیل کا بھی ہے، جس کے
بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کس قدر بد نصیب بخیل ہے کہ دنیا میں فقراء جیسی
زندگی نظر تھا ہے اور آخرت میں رو ساجیسا حساب دیتا ہے۔

ریا کاری سے جتنا ہو سکتا ہے انسان بچ کیونکہ معمولی سی بھی ریا کاری شرک شمار
ہوتی ہے اور ریا کار کے اعمال باطل ہو جاتے ہیں جن کے لیے اعمال بجالا یا ہے جزا
بھی ان ہی سے ملے گی کیونکہ اعمال خدا کے لیے بجا نہیں لا�ا تھا تو کس طرح اس کو
جز اوپا داش دے۔ روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا:
بروز محشر ایک نمازی شخص کو لایا جائے گا وہ بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا خدا یا

میں نے تیری رضا جلی کے لیے نماز پڑھی تھی۔ جواب میں کہا جائے گا: ایسا نہیں ہے بلکہ تو نے اس لیے پڑھی تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص کی نماز کتنی اچھی ہے۔ پس حکم ہو گا اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔

خداسے دعا کرتے ہیں بحق علی بن ابی طالبؑ ہمیں ریا کاری، خود نمائی، عمل کے دکھاوے سے بچنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ ریا کار شخص:

عبدالاعلیٰ سلمی ریا کار شخص تھا ایک روز اس نے کہا: لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ریا کار ہوں حالانکہ میں نے کل بھی روزہ رکھا تھا اور آج بھی روزے سے ہوں اور کسی کو بھی میں نے نہیں بتایا کہ میں روزے سے ہوں۔ (گنجینہ معارف حجاض ۵۰۵)

شداد بن اوس کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اکرم ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا: آپ گیوں گریہ کر رہے ہیں؟ فرمایا: اپنی امت پر، شرک کے ڈر کی وجہ سے، میری امت کے لوگ بت، چاند، سورج، پتھروں گیرہ کی پرستش نہیں کریں گے بلکہ وہ لوگ اپنے اعمال میں ریا کاری کریں گے۔ (ہزارویک حکایت اخلاقی ص ۲۱۲)

۲۔ ریا کار کے قیامت میں چار نام:

پیغمبر اکرم ﷺ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد نے آنحضرت ﷺ سے ملاقات

کی اور پوچھا: قیامت کے دن نجات کا راستہ کس میں ہے؟
 پیغمبر نے فرمایا: نجات اس شخص کے لئے ہے جو کوئی خدا کو فریب و دھوکہ نہ دے۔
 جو خدا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے خدا بھی اس کو دھوکہ میں رکھنے والا ہے۔ اس کے ذریعہ
 اس سے ایمان کو سلب کرے گا۔ وہ حقیقت اس نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ پوچھا
 یا رسول اللہ! کس طرح خدا کو فریب دیں گے؟ فرمایا: خدا نے جوان کو حکم دیا ہے کہ
 میرے لیے بجالائیں وہ غیر خدا کے لیے بجالائیں۔ ریا کاری سے بچوں کیونکہ ریا شرک
 خدا ہے اور ریا کا شخص کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا:
 ۱۔ اے کافر۔ ۲۔ اے فاجر۔ ۳۔ اے عادر (دھوکہ باز)۔ ۴۔ اے خاسر (نقسان
 اٹھانے والا) تیرے عمل کی کوئی اہمیت نہیں اور تیرے عمل کی جزاً ختم کر دی گئی ہے اور
 آج تجھے کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔ اپنے عمل کی جزا اس سے لو جس کے لیے عمل کیا تھا۔

(گنجینہ معارف ج ۱ ج ۵۰۵)

(۳۱)

زبان

آیات:

۱۔ اہمیت زبان:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلِّ عَلَى مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعُدْلِ وَهُوَ عَلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ﴾ (سورہ حمل، آیت ۲۷)

اور اللہ نے ایک اور مثال ان دو انسانوں کی بیان کی ہے جن میں ایک گونگا ہے اور اس کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے بلکہ وہ خود اپنے مولا کے سر پر اپک بو جھ ہے کہ جس طرف بھی بھیج دے کوئی خیر لے کر نہ آئے گا تو کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو عدل کا حکم دیتا ہے اور سیدھے راستے پر گامزن ہے۔

۲۔ گفتگو میں فصاحت:

﴿وَالْخُلُلُ عُقْدَةٌ مِنْ لِسَانِي ☆ يَفْقَهُو اقْوَلِي ﴾ (سورہ طہ، آیات ۲۷، ۲۸)

اور میری زبان کی گردھ کھول دے کہ یہ میری بات سمجھ سکیں۔

۳۔ بدزبانی:

﴿لَا يَحُبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۲۸)

اللہ مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان برائے کہنے کو پسند نہیں کرتا اور
اللہ ہر بات کا سنتے والا اور تمام حالات کا جانے والا ہے۔

۴۔ قیامت میں گواہ:

﴿يَوْمَ تَشَهَّدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سورہ نور، آیت ۲۲)

قیامت کے دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں سب گواہی
دیں گے کہ یہ کیا کر رہے تھے۔

۵۔ انسان اپنی زبان کا ذمہ دار ہے:

﴿كَلَّا سَنُكُتبُ مَا يَقُولُ وَنَمُذَلَّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثَةً مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ (سورہ مریم، آیات ۷۹، ۸۰)

ہرگز، یہاں نہیں ہے ہم اس کی باتوں کو درج کر رہے ہیں اور اس کے عذاب میں بھی
اور اضافہ کر دیں گے اور اس کے مال و اولاد کے ہم ہی مالک ہوں گے اور یہ ہماری
بارگاہ میں اکیلا حاضر ہو گا۔

روايات:

۱۔ معیار انسان:

قال امیر المؤمنین: اللسان میزان الانسان (غراجم ج ۲، ص ۵۰۷)

امام تفقین علیؑ نے فرمایا: زبان انسان کا پیمانہ اور معیار ہے۔

۲۔ ترجمان عقل:

قال علی بن ابی طالب: اللسان ترجمان العقل (غراجم ج ۲، ص ۵۰۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: زبان عقل کی ترجمان ہے۔

۳۔ زبان کے نیچے:

قال امیر المؤمنین: المرء مخبوع تحت لسانیه (غراجم ج ۲، ص ۵۰۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

۴۔ زبان پر قابو:

قال امیر المؤمنین: قوم لسانک تسلیم (غراجم ج ۲، ص ۵۰۸)

مولانا امیرؒ نے فرمایا: اپنی زبان کو سیدھا اور قابو میں رکھوتا کہ محفوظ رہو۔

۵۔ ہلاکت کا سبب:

قال علی بن ابی طالب: کُمْ مِنْ إِنْسِيَانٍ أَهْلَكَهُ لِسَانٌ (غراجم ج ۲، ص ۵۰۹)

حضرت علیؑ این ابی طالبؓ نے فرمایا: کتنے ہی انسانوں کو زبان نے ہلاک کر دیا۔

شرح:

انسان کو خداوند متعال نے جو نعمتیں دی ہیں ان میں سے ایک نعمت زبان ہے۔ اس زبان کے ذریعہ انسان جنت بھی حاصل کر سکتا ہے اور جہنم بھی۔ اکثر گناہاں کیسرہ جو انجام دیے جاتے ہیں وہ زبان کے ذریعہ سے انجام دیے جاتے ہیں اور یہی زبان انسان کے دلوں کی ترجیحی کرتی ہے گویا دل کچھ اس طرح بات کہتا ہے کہ جسے لوگ سمجھنے ہیں پا تے اس لیے مترجم کی ضرورت ہے اور وہ زبان ہے۔ زبان کو قابو میں رکھیں تا کہ لغزشیں کم سے کم سرزد ہوں۔ زبان ہم سے اس چیز کا تقاضا کرے گی جس کا اس کو ہم نے عادی بنایا ہے اگر گالی دینے کا عادی بنایا ہو گا تو وہ گالی بکے گی اور اگر نیک بات ذکرِ الٰہی کا عادی بنایا ہو گا تو نیک بات اور ذکرِ الٰہی کرے گی۔ تواری کاٹ کا زخم تو بند ہو سکتا ہے لیکن زبان سے جو خم لگایا جاتا ہے وہ کبھی پر نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے مولانا علیؒ نے فرمایا: لغزش زبان سنان سے زیادہ کاری زخم لگاتی ہے اور قیامت کے دن یہی زبان جس سے ہم یہاں پر پھر جاتے ہیں، اب کچھ کہا تھوڑی دیر بعد انکار، ہماری خلاف گواہی دے گی۔ خدا نے ہمیں یہ نعمت، ذکرِ الٰہی کے لیے دی ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ ذکر کریں۔ ہمیشہ اس زبان سے **تسبیحِ الٰہی** کرنی چاہیے۔

خدا سے نعمتیں کرتے ہیں بجز اچھا درہ مخصوصیں ہمیں زبان پر قابو رکھنے اور اس سے ذکرِ الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ بہترین اور بدترین:

لقمان حکیم شروع میں بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے ایک شخص کے غلام تھے۔ ایک دن مالک نے ان کو حکم دیا کہ ایک بھیڑ کو زخم کر کے اس کے جسم کا بہترین حصہ میرے پاس لے کر آؤ۔ لقمان حکیم نے دنبہ کو زخم کیا اور دل زبان اپنے مالک کو لا کر دے دیے۔ پھر چند دنوں کے بعد مالک نے دوبارہ کہا کہ ایک بھیڑ کو زخم کر کے اس کے جسم کا بدترین حصہ مجھے لا کر دو۔ حضرت لقمان نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گوسفند کو زخم کیا اور دل زبان اپنے مالک کو لا کر دے دیے۔ مالک نے کہا: ظاہر ایہ دنوں ایک دوسرے کی خد ہیں (کیونکہ ہمارے معاشرے میں تو یہی ہوتا ہے زبان پر کچھ اور دل میں کچھ) حضرت لقمان حکیم نے فرمایا: اگر دل زبان ایک دوسرے کی تصدیق کریں تو جسم کے بہترین حصے شمار ہوں گے اور اگر مخالفت کریں تو اعضائے بدن کے بدترین حصے شمار ہوں گے۔ جب مالک نے حضرت لقمان کی یہ حکیمانہ گفتگو سنی تو بہت خوش ہوا اور حضرت لقمان کو آزاد کر دیا۔ (ہزار و یک اخلاقی حکایت ص ۵۹۶، انسان ساز واقعات ص ۱۶۱)

۲۔ بدزبانی کا انجام:

موصل کے ایک شیعہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔ اس نے کہا: میں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا تو اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو الادع کہا تو ایک ہمسائے احمد بن

حمدون حارث غروی کے پاس گیا جو موصل کا ایک معزز شخص سمجھا جاتا تھا لیکن حضرت علیؑ کا مخالف تھا۔ میں رسم دنیا بخانے کے لیے اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں اگر تمہیں مکہ و مدینہ سے کوئی چیز منگوانی ہو تو مجھے بتا دو میں تمہارے لیے لیتا آؤں گا۔

یہ سن کر وہ گھر میں گیا اور قرآن مجید لے کر آیا۔ اس نے قرآن مجید میرے ہاتھ پر رکھا اور کہا: مجھ سے وعدہ کرو کہ جو میں کہوں گا اسے پورا کرو گے۔

پھر اس نے کہا: جب تم مدینہ پہنچو اور قبر رسول ﷺ پر جاؤ تو میری طرف سے ان سے یہ کہنا کہ آپؐ کو اپنی صاحبزادی فاطمہ زہراؓ کے لیے علیؑ کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں ملا تھا۔ آپؐ کو علیؑ میں کیا اکھائی دیا تھا کہ آپؐ نے اسے اپنا داد بنا لیا تھا جب کہ علیؑ سر سے گئے تھے؟!

بہرحال میں اپنے شہر سے روانہ ہو کر مکہ آیا جہاں میں نے مناسک حج ادا کیے پھر میں مدینہ منورہ مسجد نبویؐ میں گیا۔ حضور اکرم ﷺ کو میں نے سلام کیا اور آنحضرتؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے یہ پیغام پہنچاتے ہوئے انتہائی شرمندگی ہو رہی ہے لیکن میرے ہمسایے نے مجھ سے قرآن پر حلف لے کر کہا تھا کہ میں آپؐ کی خدمت میں اس کا یہ پیغام پہنچاؤں۔

رات کے وقت جب میں سویا ہوا تھا تو مجھے امیر المؤمنینؑ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور چشم زدن میں موصل میرے ناصی ہمسائے کے گھر لے آئے۔ اس وقت وہ بستر پر پڑا سورا تھا۔ آپؐ نے چھری سے اسے ذبح

کیا جو آپ کے ہاتھ میں تھی اور خون آلود چھری کو اس کے لحاف سے صاف کیا جس کی وجہ سے لحاف پر دلکیریں بن گئیں۔ پھر آپ نے اس کے دروازے کے اوپر والے حصہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور دروازے کے اوپر اس چھری کو رکھ دیا۔ اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے قافلہ والوں کو یہ خواب سنایا اور ایک کاپی میں تاریخ لکھ لی۔

جب میں سفرِ حج سے واپس اپنے شہرِ موصل پہنچا تو میں نے لوگوں سے اپنے اس ناصی ہمسائے کے متعلق پوچھا:

لوگوں نے بتایا کہ وہ قتل ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اس کے قتل کی وہی تاریخ بتائی جسے میں نے اپنی کاپی میں لکھا تھا۔

لوگوں نے بتایا کہ اس کے قاتل کا بھی تکمیلی علم نہیں ہوا، پولیس نے شبہ میں پڑھیوں کو گرفتار کر لیا ہے اور وہ ان سے اس کے قتل کی تفہیش کر رہی ہے۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آؤ ہم پولیس افسر کے پاس چلیں اور اسے اصل قصہ بتلائیں تاکہ بے گناہ افراد آزاد ہو جائیں۔

ہم پولیس افسر کے پاس گئے اور جو میں نے خواب میں دیکھا تھا اس سے بیان کیا، میرے ساتھیوں نے اس کی تصدیق کی اور خواب کی تاریخ کے بارے میں اس کو بتلایا اور انہوں نے کہا: چھلی علامت تو یہ ہے کہ آپ اس کے لحاف پر دوسرا لکیریں پائیں گے اور دوسری یہ کہ چھری چھٹ کے نیچے دروازے پر رکھی ہوئی ہے۔ پس افسر خود آیا اور اس نے دونوں علامتیں دیکھیں۔

حضرت علیؑ کے اس اعجاز سے موصىل کے بہت سے لوگوں نے مذہب شیعہ اختیار کر لیا اور مقتول کے اقرباء نے بھی امیر المؤمنینؑ کی دوستی اختیار کر لی۔
(کشکول دستغیب ص ۵۷ نقل از بخار الانوار ج ۲۲، ص ۱۰)

jabir.abbas@yahoo.com

(۳۲)

سخاوت

آیات:

۱۔ سخاوت کے اثرات:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرٌ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا يَحْوِقُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَغْرُبُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۷۲)
جو لوگ اپنے مال کو راہ خدا میں رات میں، دن میں خاموشی اور علی الاعلان خرچ کرتے ہیں ان کے لیے خدا کے پاس اجر بھی ہے اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن۔

۲۔ سخاوت کرنے پر حرص:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنْقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبُسْطِ فَتَقْعُدْ مَلُوْمًا مَمْسُورًا﴾ (سورہ اسراء، آیت ۲۹)
اور خبردار نہ اپنے ہاتھوں کو گرفتوں سے بندھا ہو اتر اردو اور نہ بالکل پھیلا دو کہ آخر میں قابل ملامت اور خالی ہاتھ بیٹھے رہ جاؤ۔

۳۔ ارش تقسیم کرتے وقت سخاوت:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿۷﴾
وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ (سورہ نساء، آیات ۸، ۷)

مردوں کے لئے ان کے والدین اور اقربا کے ترکے میں ایک حصہ ہے اور عورتوں کے لیے بھی ان کے والدین اور اقربا کے ترکے میں سے ایک حصہ ہے وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصہ بطور فریضہ ہے اور اگر تقسیم کے وقت دیگر قرابتداروں، ایتام، مساکین بھی آجائیں تو انہیں بھی اس میں سے بطور رزق دے دو اور ان سے نرم اور مناسب گنتیگو کرو۔

۴۔ مہر میں سخاوت:

﴿وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فِإِنْ طِبَنَ لَكُنْمَ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفَسًا فَكُلُوْهُ هَنِيئًا مَرِيئًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۲)
عورتوں کا ان کو مہر عطا کر دو، پھر اگر وہ خوش تمہیں دینا چاہیں تو شوق سے کھالو۔

۵۔ سخاوت کرنے میں میانہ روی:

﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْبِرُ﴾ (سورہ مدثر، آیت ۶)
اور اس طرح احسان نہ کرو کہ طلب گار بن جاؤ۔

روايات:

۱۔ مقریبین کی عبادت:

قال امیر المؤمنین: **الْجُوَدُ فِي اللَّهِ عِبَادَةُ الْمُقْرَبِينَ** (غراحكم ج ۱، ص ۱۹۷)

مولائے کائناتؐ نے فرمایا: راہ خدا میں سخاوت کرنا مقریبین کی عبادت ہے۔

۲۔ کمال سخاوت:

قال امیر المؤمنین: **غَايَةُ الْجُوَدِ بَذْلُ الْمَوْجُودِ** (غرا الحكم ج ۱، ص ۲۰۶)

امام علیؑ نے فرمایا: سخاوت کا کمال یہ ہے کہ جو کچھ موجود ہواں کو (راہ خدا میں) خرچ کرو۔

۳۔ سختی میں سخاوت:

قال علی بن ابی طالب: **أَفْضَلُ الْجُوَدِ مَا كَانَ عَنْ خُسْرَةٍ** (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۹۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: سختی میں سخاوت کرنا بڑی سخاوت ہے۔

۴۔ سخاوت کی آفت:

قال امیر المؤمنین: **آفَةُ الْجُوَدِ آثَبِلِيُّر** (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۹۸)

امام علیؑ نے فرمایا: سختی و عطا کی آفت فضول خرچی ہے۔

۵۔ سرفرازی:

قال امیر المؤمنین: أَخْسَنُ الْمَكَارِمِ الْجُودُ (غُرِّ الرَّحْمَنِ ج ۱، ص ۱۹۷)

مولانا نے فرمایا: بہترین سرفرازی و سربلندی بخشش ہے۔

تشریح:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر سخاوت کی جائے اور لوگوں کو اپنا مال دے دیا جائے تو ان کے لیے مال و ثروت بھی جمع نہیں ہو سکتی یہ وہم و خیال باطل و غلط ہے کہ طرح حضرت ابراہیم اتنی بخشش و سخاوت کے باوجود بیشتر مہمان کے لہانہ نہیں کھاتے تھے اور کافی مال ان کے پاس تھا؟ اگر ہم سخاوت کریں تو اس کا فائدہ ہم ہی کو ہے۔ انبیاء اور ائمہ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ وہ لوگ سخاوت کرنے کے باوجود غنی تھے وہ لوگوں کے محتاج نہ تھے، لوگ ان کے محتاج تھے جب بھی ضرورت ہوتی ان کے در پر آتے۔ عدل اور جود و سخاوت میں یہی فرق ہے عدالت یعنی صاحب حق کو اس کا حق مل جائے اور سخاوت یہ ہے کہ اپنا مال را خدا میں خرچ کر دیا جائے۔ کیا جو مال را خدا میں خرچ ہو جاتا ہے، اس کے خرچ کرنے سے انسان خالی ہاتھ ہو جاتا ہے؟ جو مال خدا کی راہ میں چلا جائے اس کو دوام ملتا ہے۔ جو لوگ خدا کی راہ میں مال دیتے ہیں ان کو عزت و سرفرازی اور سربلندی ملتی ہے اور جو لوگ بھل کرتے ہیں وہ ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ اگر انسان خدا کا

قرب چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ سخاوت کرے۔ مال کوفتے سے بچانا چاہتا ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

خداء دعا ہے بحق امام امتحین، مولی الموحدین حضرت علی بن ابی طالبؑ ہمیں سخاوت کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱- سخاوت امام علیؑ

ایک دفعہ امام امتحین علی بن ابی طالبؑ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے دیکھا کہ ایک جوان خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے دعا کر رہا ہے خدا یا! مجھے چار ہزار درہم کی بہت سخت ضرورت ہے۔ ہزار درہم کا مقر وض ہوں، ہزار درہم گھر کے لیے چاہئیں اور ہزار درہم کی، شادی میں خرچ کے لیے ضرورت ہے اور ہزار درہم اپنے روزی کمانے کے لئے۔ حضرت علیؓ نے اس جوان کی آواز کو سننا اور فرمایا: تم نے انصاف سے کام لیا، جب مکہ سے واپس جاؤ تو مدینہ آجانا میں تمہاری ضرورت کو پورا کر دوں گا۔ جوان چند نوں کے بعد مدینہ آیا اور لوگوں سے امام علیؓ کے گھر کا پوچھنے لگا۔ پہلی شخصیت جس سے اُس نے امام علیؓ کا گھر پوچھا وہ امام حسینؑ تھے۔ وہ جوان امام حسینؑ کے ساتھ حضرتؓ کے گھر کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں جوان نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: میں حسینؑ بن علیؑ ہوں، میرے والدگرامی

علیؑ ہیں اور مادر گرامی فاطمہؓ اور جد بزرگوار پیغمبر اکرمؐ اور میرے بھائی حسن مجتبیؑ ہیں۔ اس جوان نے کہا: دنیا کی تمام سعادتیں تمہارے پاس ہیں۔ جب گھر پہنچے، عرب جوان نے امام حسینؑ سے عرض کیا: اپنے بابا سے جا کر کھو، ہی جوان آیا ہے، جس سے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری حاجت کو پورا کروں گا۔ امام حسینؑ نے تمام ماجرا مولائے کائناتؑ کو بتایا۔ امام علیؑ نے اس جوان کو گھر میں بلوایا اور سلمان کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: میرے پاس ایک باغ ہے اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ سلمان لوگوں کے درمیان باغ فروخت کرنے گئے آخر کار بارہ ہزار درہم کا وہ باغ فروخت ہوا۔ امام علیؑ نے پہلے چار ہزار درہم اس جوان کو دیے باقی درہم مدینے کے فقراء میں تقسیم کر دیئے اور خالی ہاتھ گھر واپس آگئے۔ (گنجینہ معارف حج ا، ص ۱۵۵ نقل از روضۃ الاعظین حج ا، ص ۱۲۲)

۲۔ خدا بھی سخاوت مند کو دوست رکھتا ہے:

یمن سے ایک قافلہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس کا روایا میں ایک شخص آنحضرتؐ سے گستاخی سے پیش آیا۔ آنحضرتؐ اس کی اس حرکت سے کافی غصہ میں تھے لیکن علّق عظیم کے مصدق نے تخلی کیا۔ اسی اثناء میں جبراًیل امین خدا کی طرف سے پیغمبر ﷺ کے پاس وحی لے کر آئے کہ یہ شخص سخاوت مند ہے۔ جب رسول خدا ﷺ نے یہ سنا تو غصہ پی گئے اور اس شخص کی طرف رخ کر کے فرمایا: ”اگر جبراًیل مجھے یہ خبر نہ دیتے کہ تو ایک سخاوت مند شخص ہے اور لوگوں کو کھانا پہنچاتا ہے تو میں یقیناً تھہ سے اتنا ناراضی ہوتا کہ لوگ تھہ سے عبرت حاصل کرتے۔

اس شخص نے کہا: کیا تمہارا خدا سخاوت کو پسند کرتا ہے؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک خداوند عالم سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

فوراً اس شخص نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کبھی بھی کسی کو اپنے پاس سے خالی ہاتھ نہیں پٹایا۔ کسی کو اپنے مال و غذا سے دونہ نہیں کیا۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۵۵۲)

(۳۳)

شکر

آیات:

۱۔ شکر عذاب سے دوری کا سبب:

﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۲۷)

خداتم پر عذاب کر کے کیا کرے گا اگر تم ان کے شکر گزار اور صاحبان ایمان بن جاؤ اور وہ توہرا ایک کے شکر یہ کا قبول کرنے والا اور ہر ایک کی نیت کا جانے والا ہے۔

۲۔ شکر کا حکم:

﴿وَأَشْكُرُوا لِي وَلَا تُكْفِرُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۵۶)

اور ہمارا شکر یہ ادا کرو اور کفر ان نعمت نہ کرو۔

۳۔ شکر گزار واقعی بہت کم ہیں:

﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِي الشَّكُورُ﴾ (سورہ سباء، آیت ۱۳)

اور ہمارے بندوں میں سے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔

۴۔ شکر نعمتوں میں اضافہ کا سبب:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ (سورہ ابراہیم، آیت ۷)

اگر تم ہمارا شکر یہ ادا کرو گے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے اور اگر کفر ان نعمت کرو گے تو ہمارا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

۵۔ شکر کرو:

﴿وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيَّابَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ إِيمَانًا تَعْبُدُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۷۲)

صاحبین ایمان جو ہم نے پا کیزہ رزق عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور دینے والے خدا کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

روايات:

۱۔ ہمیشہ شکر:

قال امیر المؤمنین: إِسْتَدِمْ الشُّكْرَ تَدْمُ عَلَيْكَ النِّعْمَةُ (غزال حج، ص ۷۰۹)

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہمیشہ شکر ادا کروتا کہ ہمیشہ نعمت ملتی رہے۔

۲۔ شکر نعمتوں کی افزائش کا سبب:

قال علی بن ابی طالب: **الشکرُ يُدْرِرُ التَّعْمَ** (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۲۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: شکر نعمتوں کو بڑھاتا ہے۔

۳۔ شکر غنیمت:

قال امیر المؤمنین: **الشکرُ مُغْتَمٌ** (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۲۷)

حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شکر غنیمت ہے۔

۴۔ نعمتوں کی زینت:

قال علی بن ابی طالب: **الشکرُ زِينَةُ الْنَّعْمَاءِ** (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۲۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: شکر نعمتوں کی زینت ہے۔

۵۔ شکر عمل سے ظاہر:

قال امیر المؤمنین: **شُكْرُ الْمُؤْمِنِ يَظْهُرُ فِي عَمَلِهِ** (غرا الحكم ج ۱، ص ۱۶۷)

امام علیؑ نے فرمایا: مؤمن کا شکر اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔

تشریح:

شکر کا پہلا مرحلہ احساس و ادراک اعماق خدا اور دوسرا مرحلہ زبانی شکر ہے اور آخری مرحلہ عملی ہے۔ شکر یہ ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ شکر نعمت محمات سے اجتناب کرنے کا نام ہے کہ نعمت خدا کو حرام میں ضرف کرنا شکری ہے شکر نہیں ہے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ انسان نعمتوں کا شکر ادا کر لے تو دیا، ہی میں نعمتوں میں اضافہ ہو جائے گا اور یہ کسی حد تک صحیح بھی ہے لیکن عذاب شدید کا قرینہ آیت میں بتا رہا ہے کہ اضافہ نعمت اور عذاب شدید دونوں آخرت میں ہیں، شکر نعمت اضافہ کا سبب اور کفر ان نعمت عذاب شدید کا سبب ہے۔ انسان کوچاہیے کہ جتنا ہو سکے اس مالک کا شکر ادا کرے جس نے ہمیں اتنی نعمتیں دی ہیں۔ اس کی نعمتیں لا محظوظ ہیں اور ہمارا شکر بہت کم ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ نعمتوں کو دوام رہے تو خدا کا شکر ادا کریں ہر نعمت کے ملنے پر شکر اور اس شکر پر بھی شکر کریں کہ خدا یا تو نے مجھے شکر ادا کرنے کی توفیق دی۔ اگر اس طرح کریں گے تو یقیناً ہم نے شکر ادا کیا اور شکر عملی کا بہترین نمونہ نماز ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحقِ ائمہ طاہرینؑ چمیں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱- حضرت عیسیٰؑ اور نبی پیغمبر ﷺ:

حضرت عیسیٰؑ نے ایک روز سیر و تفریج کرتے ہوئے ایک نایبنا شخص کو دیکھا جو مختلف بیماریوں میں بیٹلا تھا۔ نایبنا کے علاوہ جذام، برص اور دو طرف سے بدن فانج ہے اور زمین گیر بھی ہے اس کے باوجود بار بار یہ کہہ رہا تھا ”خدا یا تیراشکر ہے کہ تو نے مجھے بہت سی بیماریوں سے بچایا ہوا ہے۔“

حضرت عیسیٰ نے اس سے کہا: ”تو ہر بیماری میں بیتلہ ہے، پس کون سی بیماری ایسی ہے جس میں تو بیتلہ نہیں ہے جو تو اس قدر شکر کر رہا ہے؟“
نایبنا نے کہا: ”میں اس سے بہتر ہوں جو میری طرح خدا کی معرفت نہیں رکھتا، اس وجہ سے میں خدا کا شکر ادا کر رہا ہوں۔“

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ”تو نے سچ کہا، اپنے ساتھ مجھے دو! اس نایبنا نے اپنا ساتھ حضرت عیسیٰ کو تھایا، اچانک حضرت عیسیٰ کو ساتھ تھما تے ہی وہ شخص بے اعجاز عیسیٰ تمام بیماریوں سے بخات پا گیا اور حسین و حمیل صورت پیدا کر لی۔ اس کے بعد وہ شخص حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں میں سے ہو گیا۔

اس میں کوئی شہر نہیں شکرِ نعمت، نعمتوں میں اضافہ کا سبب ہے۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۵۸۱ نقل از شکول شیخ بھائی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۹۹)

۲۔ شکرِ نعمت:

معمر بن خلود امام علی رضاؑ سے روایت نقل کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا: نبی اسرائیل میں سے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: تیری عمر میں آدھی زندگی آرام و سکون اور خوشی میں گزرے گی اور آدھی زندگی پریشانی و تنگستی میں۔ اب تیری مرثی ہے جس کا چاہے پہلے انتخاب کر لے۔ اس شخص نے کہا: میرے ساتھ میری شریک حیات زوجہ بھی ہے ضروری ہے کہ پہلے اس سے مشورہ کرلوں۔ جب صحیح ہوئی تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: رات میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا، جس نے مجھ سے کہا: تیری آدھی زندگی میں خوشیاں اور

آدمی زندگی میں پریشانیاں ہیں۔ اب تیری سرخی جس کو بھی پہلے انتخاب کر۔ اس کی بیوی نے کہا: پہلے آرام و سکون اور خوشی کی زندگی کو انتخاب کر۔ اس نے اپنی زوجہ کی بات پر عمل کیا اور خوشیوں کی زندگی کو منتخب کیا۔ جب اس نے یہ کام کیا اور دنیا اس کی طرف آئی اور نعمتیں ملتا شروع ہوئیں تو اس کی بیوی اس سے کہتی، دیکھتا ہارا فلاں رشتہ دار نیاز مند ہے اس کی مدد کر، اس طرح اس کو جو بھی نعمت ملتی وہ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتا اور ہر نعمت کے ملنے پر خدا کا شکر کردا کرتا۔

اس طرح اس کی آدمی زندگی خوشیوں میں گزر گئی جب دوسری آدمی زندگی شروع ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا:

”قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَشَكَرْنَا وَاللَّهُ أَوْلَى بِالْوَفَاءِ“ خدا نے ہمیں نعمت دی اور ہم نے اس کا شکر کردا کیا اور خدا اپنے وعدے پر بہترین وفا کرنے والا ہے۔

یہی شکر نعمت، غریبوں اور محتاجوں، عزیز و اقارب کی مدد کرنا سبب بنا کر اس کی دوسری آدمی زندگی بھی خوشیوں اور وسعتِ رزق میں گزری۔ (چهل حدیث حج، ص ۲۹، شرح زیارت امین اللہ ص ۳۱۵، انسان ساز واقعات ص ۷۹)

(۳۲)

صبر

آیات:

۱۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ خدا:

﴿وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (سورہ انفال، آیت ۳۶)

صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۲۔ صبر خدا کے لئے:

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾ (سورہ غل، آیت ۱۲۷)

اور آپ صبر ہی کریں کہ آپ کا صبر بھی اللہ ہی کی مدد سے ہو گا۔

۳۔ دین کی تبلیغ میں صبر:

﴿وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا﴾ (سورہ مزمل،

آیت ۱۰)

اور یہ لوگ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں اس پر صبر کریں اور انہیں خوبصورتی کے ساتھ
ان پرے سے الگ کر دیں۔

۳۔ صبر، استحکام کا سبب:

﴿وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأَمْوَارِ﴾ (سورہ آل عمران، آیت ۱۸۶)

اور اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یہی امور میں استحکام کا سبب ہے۔

۴۔ بشارت اور رحمت اللہی:

﴿وَبَشِّرُ الصَّابِرِينَ ☆ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ☆ أَوْلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیات ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵)

اور صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں جو مصیبت پڑنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اُس کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں کہ ان کے لیے پور دگار کی طرف سے صلوٽ اور رحمت ہے۔

روايات:

۱۔ ایمان کا سر:

قال الصادق: الصَّبْرُ رَأْسُ الْإِيمَانِ (کتاب الشافعی ج ۳، ص ۲۷۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: صبر ایمان کا سر ہے۔

۲۔ ہزار شہید کا ثواب:

قال الصادق: مَنِ ابْتُلَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بِبَلَاءٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِ كَانَ لَهُ مِثْلٌ
أَجْرٍ أَلِفٌ شَهِيدٌ (كتاب الشافعي ج ۳، ص ۳۸۰)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو مون کسی مصیبت میں بٹلا ہوا اور اس پر صبر کرے تو
اس کو ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے۔

۳۔ کامیابی:

قال امیر المؤمنین: إِصْبِرْ تَطَّهَّرْ (غراحكم، ج ۱، ص ۳۹۷)

مولاناؑ نے فرمایا: صبر کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔

۴۔ صبر کی قسمیں:

قال علیؑ: الْصَّبْرُ صَبْرَانْ: صَبْرٌ فِي الْبَلَاءِ حَسَنٌ وَ جَمِيلٌ وَ أَحْسَنُ
مِنْهُ الْصَّبْرُ عَنِ الْمُعَارِمْ (غرا الحكم، ج ۱، ص ۳۹۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: صبر کی دو قسمیں ہیں: مصیبت و بلا پر صبر بہت اچھا ہے اور
حرام چیزوں سے بچنے کے لیے صبر کرنا اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

۵۔ مضبوط لباس:

قال امیر المؤمنین: الْصَّبْرُ أَقْوَى لِيَاسِ (غرا الحكم، ج ۱، ص ۷۵۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: صبر مضبوط ترین لباس ہے۔

شرط:

صبر اور شکریابی ایک الہی، اخلاقی اور انسانی مسئلہ ہے جس کو خداوند عالم پسند کرتا ہے، عظیم اجر و ثواب کا باعث ہے۔ صبر حافظ دین ایمان کا بہترین لباس، آدمی کی جنت، بہترین سپر و ذخیرہ، ایمان کا سر، یقین کا پھل، کامیابی کا ضامن، مومن کا لشکر ہے۔ صبر انسان کو حق و حقیقت کی نسبت بے توجہ ہونے سے روکتا ہے۔ صبر کے ذریعہ انسان کے دل و جان میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ نیز صبر انسان کو شیاطین جن و انس سے حفاظت کرنے والا ہے جو شخص صبر سے کام لے تو خداوند عالم اس کو صبر کی توفیق عطا کرتا ہے۔ صبر بہترین اور خوبصورت زینت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو صبر سے مزین کرے تاکہ شیاطینی خیالات و دسوار سے محفوظ رہ سکے۔ صابر کا مرتبہ و مقام بلند ہے۔ صبر کا ثواب مصیبت کی تکلیف کو زائل کر دیتا ہے اور صبر کے ذریعے بذرستے کھل جاتے ہیں۔

آخر میں دعا کرتے ہیں بحق سید سجاد و سید الشہداءؑ و اسیر ان کو فد و شام ہمیں صبر کرنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ صبر اور استقامت:

حاجیوں کا قافلہ بیباں سے گزرتا ہوا ایک خیمہ کے قریب پہنچا۔ قافلے والوں نے

قریب پہنچ کر اجازت طلب کی تو صحراء میں رہنے والی خاتون نے کہا:
خوش آمدید اے خالہ خدا کے زائر! میرے اونٹ چراگاہ میں گئے ہوئے ہیں
جب واپس آئیں گے تو میں تمہاری مہمان نوازی کروں گی۔

قالے والے وہاں آرام کرنے لگے، خاتون باہر نکلی اس نے قریب آکر خاتون کو
ہتایا: اونٹ جب کنوئیں کے قریب پہنچ جو وہ ایک دوسرے سے لڑپڑے ان کو چھڑاتے
ہوئے تمہارا بیٹا کنوئیں میں گر گیا۔

چرواہے نے آہ وزاری کرتے ہوئے مزید کہا: خاتون آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ
کنواں کتنا گھر اہے اور اس میں کافی مقدار میں پانی موجود ہے، اس کے اندر گرنے
کے بعد کسی کے زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں لگائی جاسکتی۔

خاتون فوراً آگے بڑھی تاکہ اونٹوں کی دلکشی ہمال کرنے والے کو خاموش کرائے۔
خاتون نے اس سے کہا: اس وقت ہمارے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں، زور زور
سے گریمت کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ مہمانوں کے آرام میں خلل پڑے! مہمان نوازی تو
ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ ایک دنبہ ذبح کیا جائے تاکہ مسلمانوں کی خاطر
مدارات کی جاسکے۔ جب وہ خاتون خیمے میں آئی تو حاجیوں نے اس سے کہا: ہمیں
بہت افسوس ہے کہ ایسے موقع پر ہم آپ کو زحمت دے رہے ہیں جب کہ اس قسم کا
سانحہ آپ کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

خاتون نے کہا: جماں کرام! میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ کو اس واقعے کا علم ہوا اور

آپ لوگ اس سے متاثر ہوں لیکن جب آپ لوگوں کو علم ہو، تھا پچکا ہے تو مجھے اجازت دیجیے کہ میں دور کھٹ نماز پڑھوں۔

حاجیوں نے پوچھا: کیوں؟

خاتون نے کہا: اس لیے کہ قرآن مجید میں ارشادِ رب العزت ہے:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّابِرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵)

صبر اور نماز کے فریضے مدد طلب کرو۔

میں چاہتی ہوں کہ اس مصیبت اور آزمائش میں نماز کے ذریعہ مدد طلب کروں۔

بعد میں اس نے پوچھا: تم میں سے کوئی قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے؟

حاجیوں میں سے ایک نے مصیبت کے موقع پر پڑھی جانے والی اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالشَّمَرَاتِ وَبَشِّرُ الصَّابِرِينَ ☆ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ☆ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیات ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۵) اور ہم تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک سے، مالوں اور جانوروں اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول) ایسے صبر کرنے والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تو خدا ہی کے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں خوشخبری دے دو کہ انہی لوگوں پر خدا کی طرف سے عنایت اور رحمت ہے۔

خاتون نے کہا: خداوند! اگر اس دنیا میں کوئی شخص ہمیشہ باقی رہ سکتا تو اس کے

سب سے زیادہ مستحق تیرے جبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ انہیں باقی مرہنا چاہیے تھا، پروردگارا! تو نے قرآن مجید میں صبر کا حکم دیا ہے اور صابر کو جزا دینے کا وعدہ فرمایا ہے، میں اپنے جوان بیٹے پر صبر کرتی ہوں تو اس کے بد لے مجھے اجر و ثواب عطا فرماؤ۔ میرے بیٹے کی مغفرت فرم۔

یہ کہنے کے بعد وہ خاتون اپنے کام کا ج میں اس طرح مشغول ہو گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ (بکھرے موتی ج ۱، ص ۵۵، گنجینہ معارف ج ۱، ص ۶۱۶ کچھ اختلاف و اختصار کے ساتھ نقل از نقیر نمونہ ج ۱، ص ۵۳۵)

۲۔ صبر و ایمان:

ہارون رشید کا وزیر "اصمعی" شکار کے لیے ساتھیوں کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ شکار کرتے کرتے اس کے ساتھی پیچھے رہ گئے اور آخر کار وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ کہتے ہیں اس حال میں یک ونہا پیاس کا غالباً، ہوا گرم تھی، صحرائیں اس نے دور سے ایک خیمہ دیکھا، اپنے آپ سے کہا: چلو اس خیمہ میں جا کر آرام کرنا ہوں، بعد میں ہم ساتھیوں کو ڈھونڈ لوں گا۔ وہ آدھے جہاں کا وزیر تھا، کہتا تھا جب میں قریب پہنچا تو ایک حسین و جیل جوان اُن عورت کو دیکھا جو خیمہ میں تھا بیٹھی ہوئی ہے۔ عرب لوگ مہماںوں کو بہت دوست رکھتے ہیں جیسے ہی اس عورت نے مجھے دیکھا تو سلام کیا اور کہا: اندر تشریف لے آئیں۔ میں خیمہ کے اندر چلا گیا۔ اس عورت نے مجھے بیٹھنے کے لیے کہا میں جب خیمہ میں بیٹھ گیا تو میں نے اس سے کہا: مجھے بہت پیاس لگی ہے۔ اس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور کہا: کیا کروں مجھے میرے شوہر کی اجازت نہیں ہے

کہ میں تم کو پائی دے سکوں لیکن میرے پاس دوپہر کے کھانے کے لیے دو دھر کھا ہوا ہے تم دودھ پی لو، میں دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤں گی! صمیعی کہتا ہے: میں نے دودھ پیا، وہ عورت مجھ سے باقی نہیں کر رہی تھی، اچانک میں نے دیکھا کہ اس کی حالت غیر ہورہی ہے، کیا دیکھا کہ دوز سے ایک کالے رنگ والا شخص آر رہا ہے۔ عورت نے کہا: میرا شوہر آر رہا ہے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ عورت نے جو مجھے پانی نہیں دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا شوہر پانی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس عورت نے اس بدل اخلاق کالے مرد کو اونٹ سے اتارا اور اس کے ہاتھ پر ڈھلوائے اور عزت و احترام کے ساتھ خیمه میں لا لی۔ اس بدل اخلاق مرد نے میری کچھ پروانہ کی اور عورت سے تیز لبجھ میں گنتگو کر رہا تھا۔ صمیعی کہتا ہے: مجھے اس مرد سے نفرت ہوئی اور میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس بات کی پروانہ کی کہ باہر گرمی ہے۔ میں خیمے سے باہر نکل گیا پھر بھی اس مرد نے میری پروانہ کی لیکن اس عورت نے میرا ساتھ دیا۔ میں نے اس سے کہا: اے عورت حیف ہے کہ تو اس جوانی کے ہوتے ہوئے اس مرد سے کس وجہ سے دل لگائے ہوئے ہے؟ پیسوں کی خاطر؟ معلوم ہے کہ اس کے مالی حالات بہتر نہیں ہیں، اس نے تجھے بیابان میں ڈالا ہوا ہے۔ اخلاق کی وجہ سے؟ یہ بھی مجھے پتا چل گیا ہے اس کا اخلاق کتنا عجیب ہے۔ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے؟ یہ بڑھا اور رنگ دروپ کا اچھا نہیں ہے۔ پس کس وجہ سے اس کے ساتھ رہ رہی ہو؟ کہتا ہے میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ عورت کا رنگ تبدیل ہوا اور بولی: اے صمیعی! تجھ پر حیف ہے، میں نہیں سمجھتی تھی کہ تو ہارون رشید کا وزیر ہوتے ہوئے اس طرح کی باقیں کرے گا اور

میرے دل سے میرے شوہر کی محبت کو کم کرے گا۔ اے اسمعی تو جانتا ہے کہ میں کیوں اس طرح کر رہی ہوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے پیغمبر اکرم ﷺ کا فریان سنائے کہ آپ نے فرمایا: "الْإِيمَانُ نِصْفُهُ الصَّابُرُ وَ نِصْفُهُ الشُّكْرُ" یعنی ایمان کے دو حصے ہیں آدھا صابر، آدھا شکر۔ میں خدا کا اس بات پر شکر کرتی ہوں کہ اس نے مجھے حُسن دیا، جوانی دی اور اچھا اخلاق دیا اور اس کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ اپنے ایمان کو کامل کرنے کے لئے اس مرد کی بد اخلاقی پر صبر کروں۔ دنیا ختم ہو جائے گی اور میں چاہتی ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے اور کامل ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چلی جاؤں اس لئے میں نے شکر و صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۷۱۶)

(۳۵)

صدقہ

آیات:

- خدا کی راہ میں:

﴿وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لِكُنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لِصَدَقَةٍ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (سورہ توبہ، آیت ۷۵)

اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا کہ اگر وہ اپنے فضل و کرم سے عطا کر دے گا تو اس کی راہ میں صدقہ دیں گے اور نیک بندوں میں شامل ہو جائیں گے۔

۲۔ صدقہ خدا وصول کرتا ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبِلُ التُّوْبَةَ عَنِ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (سورہ توبہ، آیت ۱۰۲)

کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور زکوٰۃ و خیرات کو وصول کرتا ہے اور وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

۳۔ مخفی صدقہ و دینا:

﴿إِنْ تُبَدِّلُوا الصَّدَقَاتِ فَعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفَّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۷۱)

اگر تم صدقہ علی الاعلان دو گے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر چھپا کر فقراء کے حوالے کر دو گے تو یہ بھی بہت بہتر ہے اور اس کے ذریعہ تمہارے بہت سے گناہ معاف ہو جائیں گے اور خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

۴۔ مال کے پاک ہونے کا ذریعہ:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزْكِيْهُمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (سورہ توبہ، آیت ۱۰۳)

پیغمبر ﷺ آپ ان کے اموال میں سے زکوٰۃ لے لیجئے کہ اس کے ذریعہ یہ پاک و پاکیزہ ہو جائیں اور انہیں دعا میں دیجئے کہ آپ کی دعا ان کے لئے تسلیم قلب کا باعث ہوگی اور خدا سب کا سنبھالا اور جانے والا ہے۔

۵۔ صدقہ برپا نہ کرو:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنْ وَالْأَذْيَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۶۲)

اے ایمان لانے والو اپنے صدقات کو منت گزاری اور اذیت سے برپا نہ کرو۔

روايات:

۱۔ بہترین صدقہ:

قال رسول اللہ: أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمُرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمِ (منتخب میزان الحکمة ص ۳۸)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان شخص علم کو سیکھے پھر اسکے بعد اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

۲۔ مال کی برکت:

قال امیر المؤمنین: بَرَكَةُ الْمَالِ فِي الصَّدَقَةِ (غرا حکم ج ۱ ص ۲۸)

مولانا علیؑ نے فرمایا: مال کی برکت صدقے میں ہے۔

۳۔ خزانہ:

قال علیؑ: الصَّدَقَةُ كَنْزٌ (غرا حکم ج ۱ ص ۲۹)

حضرت علیؑ نے فرمایا: صدقہ خزانہ کی مانند ہے۔

۴۔ بہترین نیکی:

قال امیر المؤمنین: الصَّدَقَةُ أَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ (غرا حکم ج ۱ ص ۲۷۰)

حضرت علیؑ نے فرمایا: صدقہ بہترین نیکی ہے۔

۵۔ صدقہ کے ذریعہ علاج:

قال امیر المؤمنین: سُوْسُوا اَنْفَسَكُم بِالْوَرْعِ وَذَلُّوا اَهْرَاضَكُم
بِالصَّدَقَةِ (غُرِّ الْحُكْمِ ج ۱، ص ۲۹)

مولائے کائنات علیؑ نے فرمایا: اپنے نفس کو ورع و پاکدا منی کے ذریعہ کامل کرو
اور اپنے مرضیوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ کرو۔

شرح:

صدقہ دینا ایک عظیم عبادت ہے، صدقہ دینے سے بلا کمیں مل جاتی ہیں، نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے مال و دولت جو ہم خرچ کرتے ہیں ختم ہو جاتی ہے لیکن جو مال صدقہ کے عنوان سے دیا جاتا ہے وہ باقی رہتا ہے۔ جس شخص نے راہ خدا میں صدقہ دیا تو اس کے ہر در ہم کے بد لے جنت میں کو واحد کے برابر نعمتیں ملیں گی۔

حضرت امام زین العابدینؑ جب بھی کسی غریب کو کوئی چیز دیتے تھے تو اپنے ہاتھ چوٹتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ سائل کے ہاتھ کا بوسہ لیتے تھے۔ جب کسی نے امام سے اس کا سبب پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کیا قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی: ﴿وَهُوَ يَاخْذُ الصَّدَقَاتِ﴾ اور وہ (اللہ) صدقات کو وصول کرتا ہے۔ روایت میں بھی ہے۔ ”انها (الصدقۃ) تقع فی يد الله قبل ان تقع فی يد السائل“۔ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے یہ دراصل خدا ہے جو ہم سے صدقات لے رہا ہے، ظاہر میں تو یہ سائل ہے یا مانگنے

وائلے کا ہاتھ ہے لیکن حقیقت میں خدا صول کر رہا ہے، اس اعتبار سے سائل کا ہاتھ متبرک ہو گیا ہے۔ لہذا اس وجہ سے میں اپنے ہاتھ کا یوسہ لیتا ہوں کہ اس ہاتھ سے ایک نیک کام صادر ہوا ہے۔ صدقہ دیجئے اور یاں کوفنا ہونے سے بچائیے اور اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ کیجئے۔

آخر میں دعا کرتے ہیں بحق چہار ده معصومینؐ ہمیں صدقہ دینے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ صدقہ دینے والا جوان:

ایک روز ایک جوان حضرت داؤدؑ کے پاس آیا۔ فرشتہ موت وہاں پر موجود تھا اس نے حضرت داؤدؑ کو بتایا کہ یہ جوان سات روز کے بعد مرجائے گا اور میں سات روز بعد اس کی روح قبض کرلوں گا۔ وہ جوان اس مجلس سے اٹھ کر باہر گیا۔ راستے میں ایک فقیر اس کے پاس آیا اور مدد کی درخواست کی۔ اس جوان نے صدقہ اس فقیر کو دیا۔ ساتویں دن جب پہنچا تو وہ جوان دوبارہ حضرت داؤدؑ کے پاس آیا حضرت داؤدؑ نے حیرت سے عزرا میل سے پوچھا: کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ سات دن بعد مرجائے گا؟ ملک الموت نے جواب دیا: بالکل اسی طرح ہے لیکن اس نے صدقہ دیا تھا خدا و قدیم عالم نے اس کی عمر ستر سال بڑھا دی ہے۔ (گنجینہ معارف نجاح، ص ۲۰۸)

۲۔ شیاطین کی ماں:

کتاب انوارِ جزاً زی میں ہے کہ قحط کے زمانے میں کسی مسجد کے واعظ نے منبر سے کہا: ”جب کوئی شخص صدقہ دینا چاہتا ہے تو ستر شیطان اس کے ہاتھوں سے چٹ جاتے ہیں اور اسے ایسا نہیں کرنے دیتے!“

ایک مومن نے منبر سے جب یہ بات سنی تو اُسے بڑا تجھب ہوا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا: ”صدقہ دینے میں ایسی تو کوئی بات نہیں ہوتی۔ میرے پاس کچھ گندم ہے میں جاتا ہوں اور ابھی مستحقین کے لیے مسجد میں لے آتا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور گھر پہنچا۔ اُس کی بیوی اپنے شوہر کے ارادے سے آگاہ ہوئی تو اسے برا بھلا کہنے لگی یہاں تک کہ شدید حکمی آمیز انداز میں بولی: ”تمہیں اس قحط کے زمانے میں اپنے بیوی بھوک کا کوئی خیال نہیں ہے؟ ہو سکتا ہے قحط سالی کا یہ سلسلہ طویل ہو جائے اور اس وقت ہم لوگ بھوک سے مر جائیں!“ اس کے علاوہ اور نہ جانے وہ کیا کیا کہتی رہی۔ بس مختصر یہ کہ بیوی نے اس کے دل میں اتنا خوب سہ پیدا کر دیا کہ وہ بے چارہ خالی ہاتھ مسجد آگیا۔

اس کے دوستوں نے پوچھا: ”کیا ہوا؟ تم نے دیکھا کہ ستر شیطان تمہارے ہاتھوں سے چٹ گئے اور تمہیں صدقہ نہیں دینے دیا!“

اس شخص نے جواب دیا: ”میں نے شیطانوں کو تو نہیں دیکھا، البتہ شیطانوں کی ماں کو دیکھا ہے جو کہ ایسا نہیں کرنے دیتی ہے!“

(۳۶)

صلہ رحم

آیات:
ا- حکم الٰہی:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى﴾ (سورہ نحل، آیت ۹۰)

بے شک اللہ عدل و احسان اور قربات داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔

۲- صلہ رحم مؤمنین کی صفت:

﴿الَّذِينَ يُؤْفَوْنَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيَثَاقَ ☆ وَالَّذِينَ يَصْلُونَ مَا أَمْرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَحْافَوْنَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾ (سورہ رعد، آیات ۲۰، ۲۱)

جو عہد خدا کو پورا کرتے ہیں اور عہد شخصی نہیں کرتے ہیں اور جو ان تعلقات کو قائم رکھتے ہیں جنہیں خدا نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور

بدرین حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

۳۔ قطعِ رحم سے پرہیز:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْأَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۱)

اور اس خدا سے بھی ڈروجس کے ذریعے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور
قرابتاروں کی بے تعلقی سے بھی۔ اللہ تم سب کے اعمال کا انگرال ہے۔

۴۔ قطع تعلق کرنے والا رحمتِ الہی سے دور:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيقَاتِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمْرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَعْنَاءُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارٍ﴾
(سورہ رعد، آیت ۲۵)

اور جو لوگ عہدِ خدا کو توڑ دیتے ہیں اور جن سے تعلقات کا حکم دیا گیا ہے ان سے
قطع تعلقات کر لیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کے لئے لعنت اور
بدرین گھر ہے۔

۵۔ قطعِ رحم کرنے والے پر خدا کی لعنت:

﴿فَهُلْ عَسِيْتُمْ إِنْ تَوَلَّتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقْطِعُوا أَرْحَامَكُمْ ☆ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعْنَهُمُ اللَّهُ فَأَصْمَمَهُمْ وَأَغْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾
(سورہ محمد، آیات ۲۲، ۲۳)

تو کیا تم سے کچھ بعید ہے کہ تم صاحبِ اقتدار بن جاؤ تو زمین میں فساد برپا کرو اور

قرابداروں سے قطع تعلقات کرلو، یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کے کانوں کو بہرا کر دیا ہے۔

روايات:

۱۔ صلہ رحم کا فائدہ:

قال الباقرؑ: صلۃ الارحام ترکی الاعمال و تنمی الاموال و تدفع البلوی و تیسر الحساب و تنمیء فی الأجل (بحارج، ص ۱۱۱، کتاب الشافی ج ۲، ص ۳۱)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: صلہ رحم اعمال کو پاک کرتا ہے اور مال کو زیادہ کرتا ہے اور بلاوں کو دور کرتا ہے اور حساب میں آسانی کرتا ہے اور موت میں تاخیر کرتا ہے۔

۲۔ آثار صلہ رحم:

قال رسول اللہؐ: صلۃ الرحم تزیند فی العمر و تنفی الفقر (بحارج، ص ۱۰۳)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: صلہ رحم عمر کی زیادتی کا باعث ہے اور فقر کو دور کرتا ہے۔

۳۔ قطع رحم رحمت الہی سے دور:

قال رسول اللہؐ: إِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تُنْزَلُ عَلَى قَوْمٍ فِيهَا قَاطِعُ رَحْمٍ (کنز

(العمل ح ۳، ص ۳۶۷)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: اس قوم پر رحمت الہی نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحم کرنے والا موجود ہو۔

۲۔ بہترین خلقت:

قال علیؓ: أَفْضَلُ الشَّيْءِ صَلَةُ الْأَرْحَامِ (غرا حکم ح ۱، ص ۵۸۶)

حضرت علیؓ نے فرمایا: صلة رحم اعلیٰ ترین خصلت ہے۔

۵۔ صلة رحم کا حکم:

قال علیؓ: صُلُّوا أَرْحَامَكُمْ وَ لَوْ قَطَعُوكُمْ (اماں طوسی ۲۰۸)

حضرت علیؓ نے فرمایا: اپنے قربات داروں سے صلة رحمی کرو، اگرچہ انہوں نے تم سے قطع تعلق کیا ہو۔

تشریح:

قرآن و احادیث میں صلة رحم کا حکم دیا گیا ہے جو رشتہ دار رحم ہیں جیسے والدین، بہن، بھائی وغیرہ ان سے صلة رحم کرنا بہت ضروری ہے اگرچہ یہ لوگ ہم سے نہ ملتے ہوں اور نہ ہی ملنا چاہتے ہوں ہمیں اپنے فرض کو پورا کرنے کے لئے ان سے صلة رحم کرنا چاہیے، چاہے صلة رحم سلام کے ذریعے سے ہی کریں۔ ہم یہ کہہ کر کہ وہ تو ہم سے ملنا پسند نہیں کرتے تو ہم کیوں ملیں، ان کا فعل ان کے ساتھ ہمارا فعل ہمارے

ساتھ۔ ہر ایک نے اپنی قبر اور حساب و کتاب کے دن جواب دہ ہوتا ہے۔ صلہ رحم، عمر میں زیادتی کا باعث ہے، اخلاق کو اچھا کرتا ہے، ہاتھ کو صاحبِ کرم بناتا ہے، نفس کو پاک کرتا ہے صلہ رحم کرنے والے سے لوگ محبت کرتے ہیں اور بے تعلقی، قطع رحم کرنے والا رحمت الہی سے دور ہے اور یہ خدا کی لعنت کا حق دار ہے۔ خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو صلہ رحم کرتے ہیں اور ان کو معظم و محترم قرار دیتا ہے۔ اب آپ فیصلہ کریں خدا کی رحمت سے قریب ہونا چاہتے ہیں یا دور۔ اگر قریب ہونا چاہتے ہیں تو آج ہی بھنوں نے آپ سے بے تعلقی کی ہے یا آپ نے کسی سے قطع رحم کیا ہے فون کے ذریعہ ہی کہیں، ان سے صلہ رحم کریں تاکہ عمر میں اضافہ ہو اور رحمت الہی آپ کے قریب ہو۔

خدا سے دعا کرتے ہیں مجتیٰ محمد و آل محمد ہمیں صلہ رحم کرنے کی توفیق عطا فrama۔ (آمین)

واقعات:

ا۔ صلہ رحم کرنے کا حکم:

ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: میرے رشتہ دار ہیں اور میں ان سے صلہ رحم کرتا ہوں لیکن وہ لوگ مجھے اذیت دیتے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے میں بھی ان سے بے تعلقی اختیار کروں، کیا میرا یہ ارادہ کرنا صحیح ہے؟ پسغیر اکرم ﷺ نے فرمایا: اس صورت میں خداوند متعال تم سب کو چھوڑ دے گا۔ اس

شخص نے پوچھا: پس میرا وظیفہ کیا ہے: پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:
 ”تَصِّلُ مَنْ قَطَعَكَ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِّلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتَغْفِلُ
 عَمْنُ ظَلَمَكَ فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ عَلَيْهِمْ
 ظَهِيرًا“

جس نے قطع رحم کیا ہے اس سے صلة رحم کرو، جس نے تھے حق سے محروم کیا ہے اس پر بخشش کرو اور جس نے تھے پر ظلم کیا ہے اس کو معاف کر، اگر تو نے ایسا کیا تو خدا کی طرف سے تیرے لیے ان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ (بخاری ج ۲، ص ۱۰۰، گنجینہ معارف ج ۱، ص ۵۹۸، کتاب الشانی ج ۲، ص ۲۷ کچھ اختصار کے ساتھ)۔

۲۔ صلة رحم اور برکت:

بنی اسرائیل میں دو جوان بھائی زندگی گزار رہے تھے وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے اور ایک دوسرے سے بہت مہربان تھے اور دونوں ایک زمین میں کاشتکاری کرتے۔ ایک بھائی شادی شدہ اور پچھدار تھا وہ سر ابھائی فقر و تنگستی کی وجہ سے شادی نہ کر سکا۔ جس وقت گندم کاٹنے کا وقت آیا تو گندم کاٹنے کے بعد ہر ایک نے اپنے اپنے حصے کی گندم علیحدہ کی۔ اس کے بعد ہر ایک نے اپنا حصہ گھر لے جانے کا رادہ کیا۔ غروب کے وقت بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا: مجھے ذرا کام ہے میں ابھی گھر سے ہو کر آرہا ہوں تم گندم کی دیکھ بھال کرو۔ جس وقت بڑا بھائی گھر گیا تو چھوٹے بھائی نے اپنے آپ سے کہا: میں اکیلا ہوں یہوی بچے تو ہیں نہیں اور میرا خرچہ بھی کم ہے لیکن میرا بھائی شادی شدہ ہے اور اس کے یہوی بچے بھی

ہیں، اس گندم کے علاوہ اس کے پاس کچھ اور ہے بھی نہیں۔ بہتر ہے کہ جب تک وہ نہیں آتا میں اپنے حصے کی کچھ گندم اس کی گندم میں ڈال دیتا ہوں تاکہ یہ یوں بچوں کے لیے گزر سر کر سکے۔ اس کے بعد اس چھوٹے بھائی نے اپنے حصے کی گندم بڑے بھائی کے حصے میں ڈال دی۔ جس وقت بد ابھائی واپس آیا تو رات ہو چکی تھی۔ ساری گندم اٹھا کے بڑے بھائی کے گھر رکھ دی اور چھوٹے بھائی اپنے گھر چلا گیا۔ بڑے بھائی نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا: الحمد للہ میں گھر والا اور یوں بچے والا ہوں لیکن میرا چھوٹا بھائی فقر و تنگی سی کی وجہ سے شادی نہیں کر سکا۔ بہتر ہے ابھی وہ یہاں موجود بھی نہیں ہے کیوں نہ میں اپنے حصے کی گندم اس کے حصے میں ڈال دوں تاکہ اس کی گندم زیادہ ہو جائے اور شادی کے لیے رقم یہاں ہو جائے۔ اس نیت سے اس نے اپنی گندم چھوٹے بھائی کے حصے میں ڈال دی۔ جب خداوند تعالیٰ نے ان دونوں بھائیوں کے رزق میں اضافہ کیا میں خیر خواہی، مساوات، صلہ رحمی کو دیکھا تو دونوں بھائیوں نے اپنی اپنی گندم اٹھائی تو دیکھا کہ گز شتر سال کی نسبت اس سال گندم دگنی ہے۔ بہت تعجب کرنے لگے اور ہر ایک یہ خیال کرنے لگا کہ گندم کے زیادہ ہونے کا سبب میں ہوں کہ میں نے اپنے حصے کی گندم اس کے حصے میں ڈال دی ہے لیکن یہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ بھائی چارہ، ایک دوسرے سے نیکی اور صلہ رحم کرنے کی وجہ سے خداوند تعالیٰ نے ان دونوں کی گندم میں برکت عطا فرمائی ہے۔ (گنجینہ معارف راجا، ص ۵۹۹)

(۳۷)

ظن اور گمان

آیات:

ا۔ ظن و گمان سے اجتناب کا حکم:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظُّنُونِ إِنَّ بَعْضَ الظُّنُونِ إِنْ هُمْ﴾
(سورہ حجرات، آیت ۱۲)

ایمان والو! اکثر گمانوں سے اجتناب کرو کہ بعض گمان گناہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

۲۔ ظن و گمان بلاست کا باعث:

﴿بَلْ ظَنَنتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقِلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيَّهُمْ أَبَدًا وَرَبِّنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظُنُونَ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا﴾
(سورہ فتح، آیت ۱۲)

اصل میں تمہارا خیال یہ تھا کہ رسول اور صاحبان ایمان اب اپنے گھر والوں تک پلٹ کر نہیں آسکتے اور اس بات کو تمہارے دلوں میں خوب سجادیا گیا اور تم نے بدگمانی سے کام لیا اور تم پلاک ہو جانے والی قوم ہو۔

۳۔ بے خیالات سے منع:

﴿وَتَظُنُونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَ﴾ (سورہ احزاب، آیت ۱۰)

اور تم خدا کے بارے میں طرح طرح کے خیالات میں بنتا ہو گئے۔

۴۔ بے ظن کی سزا:

﴿وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ
الظَّانِينَ بِاللّٰهِ طَنَ السُّوءِ عَلَيْهِمْ ذَائرَةُ السُّوءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَائِئَتْ مَصِيرًا﴾ (سورہ فتح، آیت ۶)

اور منافق مرد، منافق عورتیں اور مشرک مرد و عورت جو خدا کے بارے میں بے
برے خیالات رکھتے ہیں ان سب پر عذاب نازل کر کے ان کے سر عذاب کی گردش
ہے اور ان پر اللہ کا غضب ہے خدا نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم کو مہیا
کیا ہے جو بدترین انجام ہے۔

۵۔ خیر کا گمان کرنا چاہیے:

﴿لَوْلَا إِذْ سِمِعْتُمُوهُ طَنَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا
وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ﴾ (سورہ نور، آیت ۱۲)

آخر ایسا کیوں نہ ہو کہ جب تم لوگوں نے اس تہمت کو ساختا تو مومنین و مومنات
اپنے بارے میں خیر کا گمان کرتے اور کہتے کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔

روايات:

۱۔ نیک خیال کی تصدیق کرو:

قال امیر المؤمنین: مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهُ (غراحكم ج ۲، ص ۳)

(۵۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو شخص تمہارے بارے میں نیک خیال (حسن ظن) رکھتا ہے اس کے حسن ظن کی تصدیق کرو۔

۲۔ حسن ظن کے اثرات:

قال علی بن ابی طالب: حُسْنُ الظَّنِ رَاحَةُ الْقُلُبِ وَ سَلَامَةُ الدِّينِ (غرا الحكم ج ۲، ص ۴)

امام علیؑ نے فرمایا: حسن ظن دل کے سکون اور دین کی حفاظت کا سبب ہے۔

۳۔ ایمان نہیں:

قال علیؑ: لَا إِيمَانٌ مَعَ السُّوءِ (غرا الحكم ج ۲، ص ۵)

مولانا علیؑ نے فرمایا: بدگمانی (سوء ظن) کے ساتھ کوئی دین نہیں ہے۔

۴۔ سوئے ظن سے بچو:

قال امیر المؤمنین: إِيَّاكَ أَنْ تُسْرِيَ الظَّنَّ فَإِنْ سُوَءَ الظَّنُّ يُفْسِدُ الْعِبَادَةَ وَ يُعَظِّمُ الْوُرَزَ (غرا الحكم ج ۲، ص ۶)

امام امتیقین علیؑ نے فرمایا: خبردار سوئے ظن نہ کرنا بے شک سوئے ظن عبادت کو

برباد کر دیتا ہے اور گناہ کو بڑا بینا دیتا ہے۔

۵۔ حسن ظن کرو:

قال علی بن ابی طالب **حُسْنُ الظَّنِ يُحَفَّظُ الْهَمْ وَيُنْجِي مِنْ تَقْلُدِ الْأَثْمِ**: (غرا الحکم ج ۲، ص ۵۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا: حسن ظن غم کو ہلاک کر دیتا ہے اور گناہ کی پیروی سے نجات دلاتا ہے۔

شرط:

ظن و مگان یعنی خیال، وہم، وسوس، شک و شہزادی کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اب انسان اچھے خیالات (حسن ظن) بھی رکھ سکتا ہے اور بُرے خیالات (سوء ظن) بھی رکھ سکتا ہے لیکن قرآن و روایات میں حسن ظن کو بہتر قرار دیا ہے اور حسن ظن کے بارے میں ہے کہ بہترین عادت اور بہت بڑا فرع ہے، بڑی عطا ہے جس کا مگان نیک ہوتا ہے وہ بہشت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور قرآن و روایات میں بُرے خیالات کی نہت کی گئی ہے جو سوء ظن رکھتا ہے، وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے اور ایسے شخص کا باطن بھی اچھا نہیں ہوتا۔ ایسے شخص پر لوگ اعتماد نہیں کرتے، اس کو امانت دار نہیں سمجھتے۔ جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہمارے بارے میں اچھے خیالات (حسن ظن) رکھیں اس طرح ہمیں بھی

بچاں موضوعات پر سو ایکس

دوسروں کے بارے میں حُسنِ ظُن رکھنا چاہیے۔ حُسنِ ظُن ایمان کی ایک نشانی ہے اور سوئے ظُن بے ایمان کی ایک علامت ہے۔ سوئے ظُن ایمان کو ختم کر دیتا ہے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحثِ اہل بیتِ اطہار[ؑ] ہم سب کو اچھے خیالات (حُسنِ ظُن) رکھنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ حُسنِ ظُن کی پاداش:

کہتے ہیں: کچھ راہ زن، ڈاکورات کو اپنے گھر سے اس خیال سے باہر نکلے کہ کسی کارواں کا راستہ روک کر ان کے مال کو بتاہ و بر باد کریں گے لیکن اتفاق سے اس رات کوئی کارواں ان سے نہ نکلا ریا۔ رات گئے جب کوئی نہ ملا تو ہوٹل میں چلے گئے اور ہوٹل کے دروازے کو کھلکھلایا۔ صاحب ہوٹل نے پوچھا کون، تو کہا: ہم چند مجاهد رواح حق ہیں، چاہتے ہیں کہ آج رات یہاں پر آرام کریں۔ صاحب ہوٹل نے کافی عزت و احترام کے ساتھ ان کو اندر بلایا اور اچھی خاصی مہمان نوازی کی۔ صاحب ہوٹل نے قربیۃ ال اللہ ان کی اچھی خاطر مدارات کی کہ یہ لوگ مجاهدوں میں خدا ہیں، ان کی جتنی خدمت کروں اتنا ہی کم ہے۔ اس کا ایک مغلوق بیٹا تھا۔ ان مجاهدوں کو کھانا پینے دینے کے بعد اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا آج مجاهد خدا ہمارے ہوٹل میں آئے ہیں ان کا رتبہ و مقام بہت بلند ہے، کھانا کھا رہے ہیں۔ جب کھانا کھا چکیں گے تو

میں ان کے آگے سے بچا ہوا کھانا اور پانی لے کر آؤں گام ایسا کرنا کھانا بچے کو کھلانا اور پانی اس کے بدن پر ملنا ہو سکتا ہے خداوند متعال ان مجاہدوں کے ذریعہ میرے بیٹے کو شفادے دے۔ بیوی نے شوہر کی باتوں کو بڑے غور سے سنा اور اس پر عمل بھی کیا۔ صحیح کے وقت راہ زن، ڈاکو ہوٹل سے باہر نکلے اور راستہ میں ایک کارروائی کا راستہ روک کر ان کا مال لوٹا اور رات برس کرنے کے لیے دوبارہ ہوٹل میں آگئے لیکن انہوں نے تعجب سے دیکھا کہ جو لڑکا کل رات چل نہیں سکتا تھا وہ آج رات چل رہا ہے۔ صاحب ہوٹل سے کہا: ہم نے کل رات اس بچے کو زمین گیر، مفلوج دیکھا تھا لیکن آج رات یہ بالکل صحیح و سالم ہے! صاحب ہوٹل نے کہا: جی ہاں آپ لوگوں کی برکت سے اس کو شفافیتی ہے۔ کل رات آپ کا بچا ہوا کھانا اور پانی اس کے بدن پر مکلا تو یہ صحت مندوں تدرست ہو گیا۔

راہ زنوں، ڈاکوؤں نے جب یہ سنا تو گریہ کرنے لگے اور کہا: ہم مجاہدین راہ خدا نہیں ہیں بلکہ ڈاکو ہیں۔ خداوند متعال نے تیرے بیٹے کو تیرے حُسن ظن اور نیک نیتی کی وجہ سے شفادی ہے۔ ہم بھی خدا کی پارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ ان تمام ڈاکوؤں نے توبہ کی اور اس کے بعد آخر عمر تک مجاہدین خدا کے راستے پر قائم رہے۔

(گنجینہ معارف نجاح، ص ۳۳۳)

۲۔ سوئے ظن کا انجام:

ایک شخص اپنے بچے کو بسٹر پر لٹا کر باہر چلا گیا۔ گھر میں ایک پالتو کتابی خاچب وہ واپس گھر آیا تو کیا دیکھا کہ دروازے پر کتابخون آلود بیٹھا ہے، اس نے بدگمانی کی اور

سوچا کہ کتنے نے اس کے بچے کو کھالیا ہے۔ فوراً اس نے پستول نکال کر کتے کو مار دیا۔ جب گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ بچھج و سالم جھولے میں پڑا ہوا ہے اور بچے کے جھولے کے پاس ایک درندہ مراپڑا ہے۔ گویا درندہ بچے کو کھانا چاہتا تھا لیکن کتنے نے اس پر حملہ کر کے اس درندہ کو ہلاک کر دیا اور بچے کی جان بچالی۔ اس وجہ سے کتنے کے منہ سے خون ٹپک رہا تھا اور جسم پر خون لگا ہوا تھا۔ یہ شخص کافی غمگین ہوا اور دوڑتا ہوا کتنے کے پاس آیا دیکھا کہ کتنے کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں اور اپنی بے زبانی میں کہہ رہا ہے ”میں نے تیرے بچے کی جان کی حفاظت کی لیکن اے انسان! تو نے جلد بازی اور سوئے ظن کی وجہ سے مجھے یہ انعام دیا ہے۔“ (گنجینہ

معارف ج ۱، ص ۳۳۲)

(۳۸)

عبدات

آیات:

۱۔ خلقت کا مقصد:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَنَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (سورہ زارا، آیت ۵۶)

اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

۲۔ راہ مستقیم:

﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ (سورہ آل عمران، آیت ۱۵)

اللہ میر اور تھارا دنوں کا رب ہے لہذا اس کی عبادت کرو کہ یہی راہ مستقیم ہے۔

۳۔ حکم عبادت:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۱)

اے انسانو! پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے والوں کو

بھی خلق کیا ہے شاید تم اس طرح تھی اور پر ہیز گار بن جاؤ۔

۴۔ عبادت انسان کی پاکیزگی کا سبب:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهُكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُуْسُكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطْهَرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَا مَسْتُمُ السَّيَّاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَيَمْمِمُوا صَعِيدًا طَيْبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلَيُسْتَمِعَ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾
(سورہ مائدہ، آیت ۶)

ایمان والواجب بھی نماز کے لیے انہوں پہلے اپنے چہروں کو اور کہیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سر اور گٹے تک پیروں کا مسح کرو اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو اور اگر مریض ہو یا سفر کے عالم میں ہو یا پیجائنا وغیرہ تکل آیا ہے یا عورتوں کو باہم لمس کیا ہے اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تمیم کرو اس طرح اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرو کہ خدا تمہارے لئے کسی طرح کی زحمت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک و پاکیزہ بنا دے اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دے شاید تم اس طرح اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔

۵۔ عبادت کی راہ میں صبر:

﴿فَاغْبُدُهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ (سورہ مریم، آیت ۲۵)

اس کی عبادت کرو اور عبادت کی راہ میں صبر کرو۔

روايات:

۱۔ عبادت کا طریقہ:

قال رسول اللہ: اُبْدِ اللَّهَ كَانَكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ (کنز العمال ج ۱۹، ص ۱۲۸)

رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: خدا کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اُس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

۲۔ عابدترین شخص:

قال علی بن الحسین: مَنْ عَمِلَ بِمَا أَفْرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَعْبَدِ النَّاسِ (کافی ج ۲، ص ۱۸۳)

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا: جس نے عمل کیا اس چیز پر جو اللہ نے ان پر فرض کی ہے تو وہ سب سے زیادہ عبادت کرنے والا ہے۔

۳۔ عبادت کی زیست:

قال امیر المؤمنین: زَيْنُ الْعِبَادَةِ الْخُشُوعُ (غر راحم ج ۲، ص ۶۱)

حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: عبادت کی زیست خشوع و خنثوں ہے۔

۴۔ عبادت کی غرض و مقایت:

قال علی بن ابی طالبؑ: غایة العبادة الطاعة (غیر راجح ج ۲، ص ۶۱)

حضرت علیؑ نے فرمایا: عبادت کی غرض و غایت اطاعت ہے۔

۵۔ تین طرح کی عبادت:

قال الصادقؑ: (ان) العبادة ثلاثة: قوم عبدوا الله عزوجل خوفاً
فتلك عبادة العبيد، و قوم عبدوا الله تبارك و تعالى طلب الثواب
فتلك عبادة الاجرار، و قوم عبدوا الله عزوجل حبّاً له فتلك عبادة
الاحرار و هي افضل العبادة (كتاب الشافي ج ۳، ص ۳۶۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: عبادت تین طرح کی ہے: بے شک کچھ لوگ جہنم کے
خوف سے خدا کی عبادت کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے اور کچھ لوگ ثواب
(جنت کے شوق) کی خاطر عبادت کرتے ہیں یہ عبادت تاجردوں کی ہے اور کچھ لوگ
صرف خدا کی محبت کی خاطر اس کی عبادت کرتے ہیں یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے
اور یہ افضل عبادت ہے۔

تشریح:

عبادت الہی خدا کے تقرب کے لیے ایک ذریعہ ہے اور ہر شخص کو اس کے عمل کا اجر
اس کی نیت کے مطابق دیا جائے گا۔ ہر وہ کام جو خداوند متعال کی خوشنودی کے لیے
کیا جائے عبادت ہے، اس لیے ہم ہر عبادت میں نیت کے وقت یہ کہتے ہیں قریبۃ الی

اللہ۔ یعنی ہمارا عمل اللہ کے لیے ہے۔ انسان اس قدر عبادت سے کیوں دور ہے۔ کیا خالق کائنات نے ہمیں صحیح و سالم اعضاء و جوارخ نہیں دیے؟ کیا ہمیں نعمات نہیں دیں؟ کیا ہم ان نعمتوں کے شکر بجالانے کے لیے اس کی عبادت نہیں کر سکتے۔ اگر ہم خدا کے بندے ہیں اور اس نے ہمیں عبادت کے لیے خلق کیا ہے تو آج ہی سے بلکہ ابھی سے ہم خدا کی عبادت کریں جب ہم اس کی عبادت کریں گے تو وہ ہمیں ہر چیز سے غنی کر دے گا اور خالص عبادت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہ کے علاوہ کسی چیز سے نہ ڈرے۔ اس شخص کو عبادت کی لذت کیے محسوس ہو سکتی ہے جو خواہش پوری کرنے سے باز نہیں رہتا۔ عبادت کی لذت وہی محسوس کر سکتا ہے جو اللہ کے لیے عبادت کرے اور اس کا بندہ رہ کر زندگی گزارے۔ خدا نے ہر چیز کو ہمارے لیے خلق کیا اور ہمیں اپنے لیے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بھی امام زین العابدینؑ ہمیں عبادت کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

ا۔ نبویہ عبادت:

حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ میرے والد نے فرمایا: ایک دن میں اپنے والد گرامی علیؑ بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ عبادت

نے آپ میں بہت تاثیر کر لکھی ہے اور بیداری شب کی وجہ سے آپ کا رنگ مبارک زرد ہو چکا ہے اور زیادہ گریہ کی وجہ سے آپ کی آنکھیں زخی ہو چکی ہیں اور جدہ زیادہ کرنے کی وجہ سے آپ کی نورانی پیشانی پر گلاب بن چکا ہے اور نماز میں زیادہ کھڑے رہنے کی وجہ سے آپ کے قدموں پر درم آ گیا ہے۔ جب میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو میں اپنا گریہ نہ روک سکا اور میں بہت روایا آپ تفراہی کی طرف متوجہ تھے کچھ دری کے بعد آپ نے میری طرف دیکھا تو فرمایا: امیر المؤمنینؑ کی عبادت کی کتاب لے آؤ کہ جن میں آپ کی عبادت لکھی ہوئی ہے۔ جب میں لے آیا ان میں سے کچھ کام طالعہ فرمانے کے بعد انہیں زمین پر رکھ دیا اور فرمایا: کس شخص میں یہ طاقت و قوت ہے کہ علی بن ابی طالبؑ کی طرح عبادت کر سکے۔ (احسن المقال ج ۱، ص ۵۷۹)

۲۔ حضرت علیؓ اور نماز:

امیر المؤمنین حضرت علیؓ صفين کے معرکہ میں تھے۔ جنگ پورے زورو شور سے جاری تھی۔ دشمن کا شکر مقابلے پر ڈٹا ہوا تھا ایسے ہی موقع پر ایک مرتبہ آپؓ نے سورج کی جانب نگاہ کی۔ این عباس نے پوچھا: آپ سورج کی جانب کیوں متوجہ ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں زوال کا وقت شاخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ نمازِ ظہر پڑھ سکوں۔

این عباس نے کہا: کیا ایسی گھسان کی جنگ کے موقع پر نماز پڑھی جائے گی۔ امامؐ نے فرمایا: ہم ان لوگوں سے کس بات پر جنگ کر رہے ہیں؟ ہم ان سے اسی

لیے تو برس پر یکار ہیں تاکہ نمازِ قائم ہو سکے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے کبھی نمازِ شب نہیں چھوڑی یہاں تک کہ جنگِ صفین میں سخت ترین موقع پر یعنی لیلۃ الحمراء میں بھی آپؐ نے نمازِ شب ادا کی اور نمازِ ظہر تو پھر بھی واجب تھی مولانا اس کو کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ (بکھرے موتی

ج ۱، ج ۲۳۰)

jabir.abbas@yahoo.com

(۳۹)

علم

آیات:

۱۔ اہمیت علم:

﴿الَّذِي عَلِمَ بِالْقَلْمَنْ★ عَلِمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (سورہ علق، آیات ۲۴، ۲۵)

جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے اور انسان کو وہ سب کچھ بتادیا ہے جو اسے
نہیں معلوم تھا۔

۲۔ انسان کی اہمیت علم کے ساتھ:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسَلِيمَانَ عِلْمًا وَقَالَا لَهُمْ حَمْدٌ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا
عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورہ نمل، آیت ۱۵)
اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا تو دونوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس
نے ہمیں بہت سے بندوں پر فضیلت عطا کی ہے۔

۳۔ علم انسان کسی ہے:

﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْشَدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (سورة نحل، آیت ۷۸)

اور اللہ ہی نے تمہیں شکم مادر سے اس طرح نکالا ہے کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اسی نے تمہارے لیے کان، آنکھ اور دل قرار دیے ہیں تاکہ شاید تم شکرگزار بن جاؤ۔

۴۔ علم کے حصول کی دعا:

﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (سورة طہ، آیت ۱۱۲)

اور یہ کہتے رہیں کہ پروردگار میرے علم میں اضافہ فرم۔

۵۔ کیا عالم اور جاہل برابر ہیں؟

﴿فَلْ هُلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سورة زمر، آیت ۹)

کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ان کے برابر ہو جائیں گے جو نہیں جانتے ہیں۔

روايات:

۱۔ علم حاصل کرنا واجب ہے:

قال رسول الله: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَلَا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ بُغَاةَ الْعِلْمِ (کافی راج، ص ۳۰)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے بے شک خداوند علم حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔ بہترین وزیر:

قال رسول اللہ: نَعَمْ وَزِيرُ الْإِيمَانِ الْعِلْمُ (کتاب الشافی ج ۱ ص ۱۰۵)
حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان کا بہترین وزیر علم ہے۔

۳۔ علم کی زکات:

قال الباقيٌ: زَكَاةُ الْعِلْمِ أَنْ تَعْلَمَهُ عِبَادُ اللّٰهِ (کتاب الشافی ج ۱ ص ۹۱)
امام محمد باقرؑ نے فرمایا: علم کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اس کی لوگوں کو تعلیم دو۔
۴۔ عظیم خزانہ:

قال علیٰ: الْعِلْمُ كَنْزٌ عَظِيمٌ لَا يَفْنَى (غواہ حکم ج ۲ ص ۱۸۷)
حضرت علیؑ نے فرمایا: علم ایسا خزانہ ہے جو کہی فنا نہیں ہو سکتا۔

۵۔ علم بغیر عمل:

قال امیر المؤمنین: الْعِلْمُ يَلَا عَمَلٌ وَبَالٌ (غواہ حکم ج ۲ ص ۱۸۷)
حضرت علیؑ نے فرمایا: علم بغیر عمل کے وبال ہے۔

تشریح:

مالک کائنات نے انسان کو دو اجزاء سے مرکب بنایا ہے: جسم و روح اور دلوں

اپنی حیات و بقاء کے لیے غذا کے محتاج ہیں۔ جسم کی غذا کا نام ہے مال اور روح کی غذا کا نام ہے علم۔

جسم مادی ہے لہذا اس کی غذا بھی مادی ہے۔ روح مجرد ہے لہذا اس کی غذا بھی مجرد ہے۔ جسم خاک میں مل جانے والا ہے لہذا اس کی غذا بھی فانی ہے روح عالم ارواح سے ملختی ہوئے والی ہے لہذا اس کی غذا بھی باقی رہنے والی شیخے ہے۔ لہذا بہترین انسان وہ ہے جو فانی مال دے کر جاودا نی علم حاصل کر لے اور بدترین صاحب علم وہ ہے جو باقی علم کو دے کر مال لینے کی کوشش کرے۔ علم صرف اور صرف خدا کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ مال و دولت کے حصول کے لیے۔ علم کو کھانے پینے کا ذریعہ بنانے والا ملعون قرار دیا گیا ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے اور علم کی رو حاصلیت کا اثر یہ ہے کہ صرف کرنے سے مسلسل بیوحتا رہتا ہے۔ تجربہ بہترین ثبوت ہے۔ مال یا ربے وفا ہے اور علم ناصراً بادفا۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بختی بابِ مددۃ العلم ہمیں تادم آخر علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

ا) حضور اکرم ﷺ کا انتخاب:

ایک دن رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں مسجد میں داخل ہوئے آپؐ نے دو

گروہ گود دیکھا جو دو ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے ارد گرد دائرے کی شکل میں بیٹھے کسی کام میں مشغول نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ عبادت اور ذکرِ خدا میں مشغول تھا۔ دوسرا گروہ تعلیم و تعلم میں مصروف تھا۔ یعنی کچھ سیکھ رہے تھے تو دوسرے سکھا رہے تھے۔

آپ نے دونوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: خوش بخت ہیں لیکن مجھے سکھانے کے لیے بھیجا گیا ہے اور میرا کام تعلیم و تربیت ہے۔ پھر تعلیم و تعلم کے کام میں مشغول گروہ کی طرف بڑھے اور ان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔ (موضوعی داستانیں ص ۲۶۳)

۲۔ ہمیشہ ساتھ رہنے والی دولت:

عالم رباني اور مرد روحاني حضرت آیت اللہ العظامی میرزا قویٰ کی ایک مرتبہ اتفاق سے ایک حمام میں بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ آقائے میرزا قویٰ نے بادشاہ فتح علی قاچار سے فرمایا: لشکر کدھر ہے، جاہ و حشم، ثروت و دولت، تخت و تاج کہاں ہے، اکیلے کیسے آگئے؟

بادشاہ فتح علی شاہ نے کہا: قبلہ صاحبِ مال و دولت اور جاہ و حشم ایسی شے تو نہیں جو حمام میں ساتھ آئے۔

میرزا صاحب نے فرمایا: میں جس دولت و سرمایہ کا مالک ہوں وہ اس وقت میرے ساتھ ہے۔ میرا علم حمام میں بھی میرے ساتھ ہوتا ہے چونکہ میرے سینہ میں ہے اور قیامت تک ہر جگہ میرے ہمراہ ہوگا۔ قبر میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ حشر میں بھی میرے ہمراہ ہوگا۔ (موضوعی داستانیں ص ۲۶۵)

(۲۰)

غُصَب و غُصَّه

آیات:

۱۔ متقین کی صفت:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْغَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾
(سورہ آل عمران، آیت ۱۳۲)

اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۔ غصہ کو پی جانا:

﴿وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسْفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَثْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾
(سورہ یوسف، آیت ۸۲)

یہ کہہ کر انہوں (یعقوب) نے سب سے منه بچیر لیا اور کہا کہ افسوس ہے یوسف کے حال پر استماروئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں اور غم کے گھوٹ پیتے رہے۔

۳۔ غصہ کے وقت معاف کرنا:

﴿وَإِذَا مَا غَضِيُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ (سورہ شوری، آیت ۳۷)

اور جب غصہ آجاتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

۴۔ حضرت یونسؑ کا غصہ:

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَطَمَّ أَنْ لَنْ تَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ سورہ انبیاء، آیت ۸۷

اور یونسؑ کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔

۵۔ اخلاقِ اسلامی:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا الْلُّغُوْ أَغْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْغِي الْجَاهِلِيَّةِ﴾ (سورہ قصص، آیت ۵۵)

اور جب لغوبات سنتے ہیں تو کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں تم پر ہمارا سلام کہ ہم جاہلوں کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں۔

روايات:

۱- ہر برائی کی چابی:

قال الصادق: الغضب مفتاحُ كُلِّ شَرٍ (کافی ج ۲، ص ۳۰۳)

امام صادقؑ نے فرمایا: غضب و غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

۲- غصہ کو ضبط کرنے کا ثواب:

قال الباقر: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِمْضَايِهِ حَشَّا اللَّهُ قَلْبَهُ أَمْنًا وَ إِيمَانًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (کتاب الشافی ج ۲، ص ۲۱۰)

امام باقرؑ نے فرمایا: جس نے غصہ کو ضبط کیا حالانکہ وہ اس کو ظاہر کر سکتا تھا تو خدا اس کے دل کو روزِ قیامت امن و ایمان سے پُر کر دے گا۔

۳- ایمان کی تباہی کا سبب:

قال رسول الله: الغضب يفسد الإيمان كما يفسد الخل العسل (کافی ج ۲، ص ۳۰۲)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے سر کہ شہد کو۔

۴- عذاب سے دوری کا سبب:

قال الباقر: مَنْ كَفَّ غَصَبَهُ عَنِ النَّاسِ كَفَ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (کتاب الشافی ج ۲، ص ۲۹۵)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جو اپنے غصہ و غضب کو لوگوں سے روکتا ہے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نہیں کرتا۔

۵۔ غصہ عقل کو ختم کر دیتا ہے:

قال الصادقؑ: مَنْ لَمْ يَمْلِكْ غَضَبَهُ لَمْ يَمْلِكْ عَقْلَهُ (کتاب الشافی)

(ج ۲، ص ۲۶۵)

امام صادقؑ نے فرمایا: جو اپنے غصے پر قابو نہیں رکھتا وہ اپنی عقل پر قابو نہیں رکھتا۔

تشریح:

بلاؤ جہے غیظ و غضب سے کام لینا، بے جا غصہ ہونا یا اہل و عیال اور رشتہ داروں کی غلطی کی بناء پر یادیں بھائیوں کی غفلت و جہالت کی وجہ سے غصہ اختیار کرنا واقعاً ایک شیطانی حالت، اہلیسی منصوبہ اور ناپسند عمل ہے۔

لہذا غضب و غصہ سے پرہیز کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم و ضروری ہے کیونکہ غصہ کی حالت میں انسان اپنی عقل پر قابو نہیں رکھتا اور جو کچھ شیطان اس سے کھلوانا چاہتا ہے، انسان کہہ دیتا ہے بعد میں پشیمان ہوتا ہے اور بعض اوقات غصہ کی حالت میں انسان ایسے گناہوں کا مرتكب ہو جاتا ہے جس کی تلافی ناممکن اور محال ہے۔

غضے کو پی چانا انبیاء، اولیاء اور ائمہ طاہرینؑ کی صفات میں سے ایک ہے، ہمیں بھی اس صفت کو اپنا ناچاہیے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں تھیں امام موسیٰ کاظم " ہمیں غصہ پر قابو کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آئین)

واقعات:

۱۔ غصہ نہ کرنا:

ایک شخص رسول خدا ﷺ سے کہنے لگا مجھے کچھ تعلیم دیجئے آپ نے فرمایا: اور غصہ نہ کرو اس نے کہا میرے لیے آپ کا یہ حکم کافی ہے اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا وہاں معلوم ہوا کہ اس کی قوم جنگ کے لیے آمادہ ہے صفت بندی ہو چکی ہے اور لوگوں نے ہتھیار بدن پر اٹھالیے ہیں، یہ حال دیکھ کر اس نے بھی اپنے بدن پر ہتھیار ڈالے اور لڑنے کے لیے آمادہ ہوا تب اس کو رسول اللہ ﷺ کا قول یاد آیا۔ غصہ نہ کرنا۔ فوراً اپنے بدن سے ہتھیار اتارے اور ان کے پاس گیا جن سے دشی تھی اور کہا: لوگو! اتم میں سے کسی کو زخم لگا ہے یا کوئی قتل ہوا ہے یا چوت وغیرہ کھائی جس کا اثر اب نہ ہو تو میں اپنے مال میں سے تم لوگوں کو دیت دینے کے لیے تیار ہوں۔ میری قوم سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا میں خود یہ وعدہ پورا کروں گا۔ انہوں نے کہا: جو تم کہہ رہے ہو یہم اپنے پاس رکھو، ہم تم سے زیادہ جوانمردی دکھانے کے اہل ہیں۔ پس اس کے بعد ان میں صلح ہو گئی اور غصہ دور ہو گیا۔ (آپ نے دیکھا غصہ کو پی جانے کی وجہ سے دو قویں ایک ہو گئیں) (کتاب الشافی ج ۲، ص ۲۶۳)

۲۔ شرطِ نبوت و جائشی:

پنیزبروں میں سے ایک پیغمبر حضرت یسعؑ کی عمر مبارک کے آخری ایام تھے انہوں نے اپنی جائشی کے بارے میں سوچا۔ لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: جو بھی مجھ سے تین کاموں کا وعدہ کرے گا میں اس کو اپنا جانشین منتخب کروں گا۔ ا۔ دن کو روزہ رکھے۔ ۲۔ رات کو بیدار رہے۔ ۳۔ غصہ نہ کرے۔

لوگوں میں سے ایک جوان جس کی کوئی اہمیت نہ تھی درمیان سے اٹھا اور کہا کہ میں ان شرائط پر عمل کروں گا۔ دوسرے دن پھر حضرت یسعؑ نے لوگوں کے سامنے اس بات کو دہرا�ا۔ اس جوان کے علاوہ کسی نے جواب نہیں دیا۔ حضرت یسعؑ نے اس جوان کو اپنا جانشین مقرر کیا یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ خداوند متعال نے اس جوان کو جو حضرت ذوالکفل تھے نبوت پر فائز کیا۔ شیطان نے سوچا کیوں نہ اس جوان کو غصہ دلواؤں، اس کے وعدے کو توڑواتا ہوں۔

ابیض نے اپنے ایک ساتھی جس کا نام ابیض تھا کو لہا جاؤ اور اس جوان (ذوالکفل) کو غصہ میں لاو! حضرت ذوالکفل رات کوش بیداری کرتے اور دن میں بہت کم سوتے۔ ابیض نامی شیطان نے صبر کیا کہ وہ دن میں سوچا گیں۔ جب وہ دن میں سوئے تو یہاں کے قریب آیا اور زور سے چلانے لگا کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے میرا حق ظالم سے دلوائیں۔ حضرت نے فرمایا: جاؤ اس کو میرے پاس لے کر آؤ! ابیض نے کہا: میں یہاں سے نہیں جاؤں گا! ذوالکفل نے اس کو اپنی انگوٹھی دی کہ یہ ظالم کو دکھانا وہ تمہارے ساتھ میرے پاس آجائے گا۔ ابیض نے انگوٹھی لی اور فوراً

جا کر واپس آگیا اور فریاد کرنے لگا: میں مظلوم ہوں! ظالم نے انکوٹھی کی طرف توجہ ہی نہ کی اور میرے ساتھ آنے سے انکار کر دیا۔ دوبارہ ذوالکفل نے اس سے فرمایا: اچھا مجھے کچھ دیر سونے دو! گزشتہ رات بھی نہیں سویا! ابیض نے کہا: مجھ پر ظلم ہوا ہے اور تم آرام کرنا چاہتے ہو! حضرت ذوالکفل نے کچھ لکھ کر اس کو دیا کہ یہ اس ظالم کو جا کر دو اور اس کو میرے پاس لے کر آؤ۔

تیرے دن جب آرام کرنے لگے تو ابیض نامی شیطان نے ان کو بیدار کیا: ذوالکفل نے ابیض کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ چل پڑے لیکن غصہ نہیں کیا۔ ابیض نے جب یہ دیکھا کہ ان کو غصہ نہیں آ رہا ہے تو اپنا ہاتھ ذوالکفل سے چھڑوا کر بھاگ گیا۔ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۶۵۵)

(۲۱)

غیبت

آیات:

۱۔ غیبت کرنا منع ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيْحُبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهُتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابُ رَحِيمٌ﴾ (سورہ حجرات، آیت ۱۲)
اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اپنے مردہ بھائی
کا گوشت کھاؤ یقیناً تم برا سمجھو گے تو اللہ سے ذرود کہے شک اللہ توبہ قول کرنے والا
اور مہربان ہے۔

۲۔ روزِ قیامت زبان کی گواہی:

﴿يَوْمَ تَشَهَّدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلَهُمْ بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ﴾ (سورہ نور، آیت ۲۲)

قیامت کے دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں سب گواہی دیں گے
کہ کیا کر رہے تھے؟

۳۔ برائی کرنے سے پرہیز:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ (سورہ حج، آیت ۳۴)

تم ناپاک بتوں سے پرہیز کرتے رہو اور لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب کرتے رہو۔
۴۔ مظلوم کی فریاد:

﴿لَا يَسْبِحُ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشُّوَءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۲۸)

الله مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان برا کرنے کو پسند نہیں کرتا۔
۵۔ اپنے لفڑار کا جواب دہ:

﴿كَلَّا سَنُكُتبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾ (سورہ مریم، آیت ۷۹)
ہرگز ایسا نہیں ہے، اس کی باتوں کو درج کر رہے ہیں اور اس کے عذاب میں اور
بھی اضافہ کر دیں گے۔

روایات:

۱۔ عجز و ناتوانی کی نشانی:

قال علی بن ابی طالب: **الْغَيْبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ** (نیج البالائد حکمت ۲۶۱)
مولانا علیؒ نے فرمایا: غیبت کرنا عاجز و ناتوانی کی کوشش ہے۔

۲۔ منافق کی علامت:

قال علی بن ابی طالب: **الْغِيَّبَةُ آئِهُ الْمُنَافِقِ** (غیر الحکم ج ۲، ص ۳۱۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: غیبت منافق کی علامت دیکھان ہے۔

۳۔ غیبت سنتے والا:

قال امیر المؤمنین: **السَّامِعُ لِلْغِيَّبِ كَالْمُغَنِّطِ** (غیر الحکم ج ۲، ص ۳۱۸)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: غیبت سنتے والا غیبت کرنے والے کی مانند ہے۔

۴۔ غیبت کا کفارہ:

قال رسول اللہ: **كَفَّارَةُ الْأَغْيَابِ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَهُ** (امانی طوی ص

(۱۹۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی قسم نے غیبت کی
ہے اس کے لیے استغفار کرو۔

۵۔ غیبت سے پرہیز:

قال علی بن ابی طالب: **إِجْتَسِبُ الْغِيَّبَةَ فَإِنَّهَا إِدَمْ كَلَابُ النَّارِ ثُمَّ قَالَ يَا
نُوفْ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ وُلْدَ مِنْ حَلَالٍ وَ هُوَ يَا مُكَلَّ لُحُومُ النَّاسِ بِالْغِيَّبَةِ**
(وسائل الشیعہ ج ۱۲، ص ۲۸۳)

حضرت علیؑ نے نوف بکالی سے فرمایا: غیبت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ جہنم
کے کتوں کی غذا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: اے نوف! ادھر شخص جھوٹا ہے جو یہ گمان کرتا
ہے کہ وہ حلال زادہ ہے حالانکہ وہ لوگوں کا غیبت کے ذریعہ گوشت کھاتا ہے۔

تشریح:

غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس سے بچنا آج کل کے معاشرے میں بہت مشکل ہے اگر انسان کو شش کرے تو اس سے بچ سکتا ہے۔ غیبت یعنی ایسی برائی اپنے برادر مون کی پس پشت بیان کرنا جو لوگوں میں مشہور ہو اور اگر ایسی برائی جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ اور اگر پس پشت ایسی برائی بیان کرے جو لوگوں میں مشہور ہو تو یہ غیبت نہیں ہے مثلاً فلاں شخص داڑھی منڈ واتا ہے۔ کہنے والا بھی جانتا ہے اور سننے والا بھی جانتا ہے اب اگر بیان کیا جائے کہ فلاں داڑھی منڈ واتا ہے تو سامع اور مسموع کے لیے گناہ نہیں ہے۔ غیبت کرنا ایسا ہے جیسا انسان اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ غیبت جہنم کے کتوں کی خذاب ہے۔ واضح ہوا کہ غیبت کرنا زبان پر مخصوص نہیں بلکہ جس طریقے سے بھی غیر کا نقش سمجھ میں آجائے وہ غیبت ہے خواہ وہ قول یا فعل یا اشارہ یا تحریر سے کی جائے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم پس پشت اپنے برادر دینی کی عزت کریں اگر کوئی غیبت کرے تو اسے روکیں، اگر کوئی ایسا کرے گا تو خداوند متعال دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔ کہاں پر غیبت کرنا جائز ہے، اس کے لیے فقد کی کتابوں میں رجوع کریں۔ جب خداوند متعال نے اس کا عیب چھپایا ہے تو ہم کون ہوتے ہیں کہ اس کے عیوب کو عیاں کریں۔ ہم اپنے گریباں میں دیکھیں ہمارے اندر کتنے عیوب ہیں اور ستار العیوب نے ہمارے عیبوں پر کس طرح پردہ ڈالا ہوا ہے۔ ہم اس بات کو

پسند کرتے ہیں کہ ہمارے عیب دوسروں کو پتہ چلیں۔ ہرگز ہم پسند نہیں کرتے جب ہم پسند نہیں کرتے تو ہمیں چاہیے کہ ہم بھی دوسرے کے عیبوں پر پرده ڈالیں اگر اس طرح ہر ایک مومن کرنے لگے تو معاشرہ سے فساد اور برائی ختم ہو سکتی ہے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق محمد و آل محمد ہمیں اس برائی سے بچنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمين)

واقعات:

۱۔ عصا نے موسیٰؑ

ایک دن حضرت موسیٰؑ سور ہے تھے کہ بنی اسرائیل کے کسی شخص نے آپؐ کا عصا چرا لیا۔ اسے درمیان سے کاٹ کر دو ٹکڑے زمین میں دفن کر دیے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی آنکھ کھلی تو آپؐ نے اپنا عصا غائب پایا۔ اسی وقت اپنے رب ذوالجلال کے حضور شکایت کی۔

خدا یا! میرا عصا کہاں گیا، میرا عصا کیا ہوا؟ نہ آئی: اے موسیٰ! آپ کے عصا کو کسی نے دوٹکڑے کر کے زمین میں دفن کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: خدا یا وہ کون ہے، کس نے یہ کام کیا، کہاں پر میرے عصا کو چھپایا ہے؟

جواب ملا: اے موسیٰ! آپ کو تو معلوم ہے میرا حکم ہے کہ میرے بندوں کے عیبوں پر پرده ڈالا جائے، ان کی پرده پوشی کی جائے۔ آپ جس جگہ کھڑے ہیں اسی جگہ پر

اپنے عصا کو آواز دیں۔ میں آپ کے عصا کو سننے کی قدرت عطا کروں گا۔ وہ آپ کی آواز سن کر آپ کا جواب دے گا۔

حضرت موسیؑ نے اپنے عصا کو آواز دی۔ عصا نے خدا کی قدرت سے جواب دیا اور زمین سے دلکشی سے برا آمد ہوئے۔ آپؑ نے اپنے عصا کے دونوں حصوں کو اٹھایا اور پھر آپؑ میں ملا دیا۔ (موضوعی داستانیں ص ۲۷۳)

۲۔ حقیقتِ نیت:

انس کہتے ہیں: پیغمبر کرم ﷺ نے ایک روز لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: میری اجازت کے بغیر کوئی اظہار نہ کرے۔ لوگوں نے روزہ رکھا جب افطار کا وقت ہوا تو ایک شخص آیا اور کہا: اے رسول خدا ﷺ میرا روزہ تھا اگر اجازت دیں تو افطار کرلو۔ پیغمبر کرم ﷺ نے اس کو افطار کی دعوت دی۔

اسی طرح لوگ آتے رہے اور پیغمبر ﷺ سے اجازت لیتے رہے اور افطار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا: میرے گھر والوں میں سے دو بچیوں نے روزہ رکھا تھا اور وہ آپ کے پاس آتی ہوئی شرماتی ہیں۔ آپ ان کو اجازت دیں کہ وہ افطار کر لیں۔ پیغمبر ﷺ نے اس شخص سے اپنا منہ پھیر لیا۔ اس نے دوبارہ کہا پھر پیغمبر ﷺ نے منہ موڑ لیا۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو پیغمبر کرمؐ نے فرمایا: ان کا روزہ کہا پھر پیغمبر ﷺ نے منہ موڑ لیا۔ جب تیسرا مرتبہ کہا تو پیغمبر کرمؐ نے کوشت کھایا؟ جاؤ اور ان دونوں کو حکم دو کہ قتے کریں۔

وہ مرد گھر والپس آیا اور ان دونوں کو آکر بتایا اور حکم دیا کہ قتے کریں۔ جب ان

دونوں نے قے کی تو گوشت کے ٹکڑے باہر نکلے، وہ شخص پیغمبر ﷺ کی خدمت میں واپس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی تم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر یہ گوشت کے ٹکڑے ان کے شکم میں باقی رہتے تو جہنم کی آگ ان کو کھا جاتی۔ (گنجینہ معارف ج ۲، ص ۶۳۲ نقل از مجتبی البیهائی عج ۵، ص ۲۵۲)

(۲۲)

فقرونا داری

آیات:

۱۔ شادی کے وقت فقر سے مت ڈرو:

﴿إِنْ يَكُونُوا فَقَرَاءٌ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ﴾ (سورہ نور، آیت ۳۲)

اگر وہ فقیر بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں مال دار ہنادے گا خدا بڑی وسعت والا اور صاحب علم ہے۔

۲۔ اوصافِ متقین:

﴿وَأَتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُجَّةٍ ذُو الْفُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۷۷)

اور محبتِ خدا میں قرابینداروں، تیکیوں، مسکینوں، غربت زدہ مسافروں، سوال کرنے والوں کو مال دیتے ہیں۔

۳۔ فقراء کی مدنه کرنے کا انجام:

﴿مَا سَلَكْتُمْ فِي سَقَرَ☆ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلَّينَ☆ وَلَمْ نَكُ نُطْعَمُ الْمِسْكِينَ﴾ (سورہ مدثر، آیات ۲۲، ۲۳، ۲۴)

آخر تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز گزارنہیں تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے۔

۴۔ سائل سے سلوک:

﴿وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَهُ﴾ (سورہ ضحیٰ، آیت ۱۰)

اور سائل کو جھڑک مت دینا۔

۵۔ خوف غربت:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيُكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (سورہ توبہ، آیت ۲۸)

اور اگر تم کو غربت کا خوف ہے تو عقریب خدا چاہے گا تو اپنے فضل و کرم سے تمہیں غنی بنا دے گا وہ صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔

روايات:

۱۔ میانہ روی:

قال الصادق: ضمیث لمن اقصىه اَنْ لَا يَفْتَقِرَ (کافی ج ۲ ص ۵۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: میں ضمانت دیتا ہوں کہ جو شخص بھی میانہ روی اختیار کرے

گاہہ بھی فقیر نہیں ہو گا۔

۲- فقراء کے پاس بیٹھنے کا حکم:

قال علی بن ابی طالب: جَالِسُ الْفُقَرَاءِ تَرْدَدْ شُكْرًا (غراہم ج ۲، ص ۳۵۱)

مولائے کائنات علیؑ نے فرمایا: فقیروں کے پاس بیٹھوتا کہ تم شکر میں اضافہ کر سکو۔

۳- ایمان کی زینت:

قال امیر المؤمنین: الْفَقْرُ زِينَةُ الْإِيمَانِ (غراہم ج ۲، ص ۳۲۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: فقر (صبر و رضا کے ساتھ) ایمان کی زینت ہے۔

۴- فقر کا اظہار مت کرو:

قال علی بن ابی طالب: مَنْ أَظْهَرَ فَقْرَهُ أَدَلَّ قَدْرَهُ (غراہم ج ۲، ص ۳۲۹)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: جس نے اپنے فقر کا اظہار کیا اس نے اپنی قدر و منزلت کو گھٹادیا۔

۵- سب سے بڑا فقیر:

قال امیر المؤمنین: أَفْقَرَ النَّاسِ مَنْ قَتَرَ عَلَى نَفْسِهِ مَعَ الْغَنَى وَ السَّعَةِ وَ خَلَفَهُ لِغَيْرِهِ (غراہم ج ۲، ص ۳۵۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: سب سے بڑا فقیر وہ ہے جو فراخی و ثروت مندی کے باوجود خود کو شگی میں رکھ کر اس کو غیر کے لیے چھوڑ جائے۔

تشریح:

فقر یعنی محتاج و مفلسی کوئی بری چیز نہیں ہے، اگر یہی فقر صبر و رضا کے ساتھ ہو تو ایمان ہے اور اگر فقر پر صبر نہیں ہے تو اس سے بہتر موت ہے۔ شیطان انسان کو فقر سے ڈراتا ہے جبکہ خداوند اپنے فضل و کرم سے دینے کا وعدہ کرتا ہے، فقیروں سے محبت و درع و پرہیز گاری کو کسب کرتا ہے۔ انسان کو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں، فقط اس کے آگے ہاتھ پھیلائے جس کے سامنے ہر ایک ہاتھ پھیلانا ہے، ہر ایک اس سے سوال کرتا ہے۔ ہم سب فقیر ہیں اور خداوند غنی مطلق ہے۔ بہت سے فقیر غنی ہیں اور بہت سے غنی فقیر ہیں، بہت سے فقیر ایسے ہیں کہ لوگ ان کے نیاز مند ہوتے ہیں۔ جس پر فقر و ناداری غالب آجائی ہے اسے چاہیے کہ ”لا حoul ولا قوة الا بالله العلي العظيم“ زیادہ سے زیادہ پڑھے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بھتی محمد و آل محمد ہمیں فقر میں صبر و رضا عطا فرماء اور مال کو راو خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

ا۔ حقیقی شیعہ:

کافی دور سے ایک امام صادقؑ کا شیعہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے احوال پری کے دوران اس سے پوچھا: تمہارے ہم شہری کیسے ہیں؟ اس نے کہا:

سب خیریت سے ہیں اور صراطِ مستقیم اور آپ کے خاندانی رسالت کی پیروی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

امام صادقؑ نے پوچھا: صاحبانِ ثروت کا برتابا و فقیروں کے ساتھ کس طرح ہے؟ اس نے عرض کیا: اس بارے میں ان کا برتابا اتنا اچانکیں ہے۔ حضرت نے فرمایا: کیا ثروت مند افراد فقیروں کی مدد کرتے ہیں اور معاشِ زندگی کے بارے میں ان کا خیال رکھتے ہیں۔

اس شخص نے جواب دیا: بہت ہی افسوس کے ساتھ اس طرح کا اخلاق و کردار ہمارے درمیان بہت کم دیکھا جاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اگر اس طرح ہے، تو پھر وہ لوگ کس طرح ہمارے پیروکار اور شیعہ ہیں؟ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۱۷۶ نقشِ از الجیج البیهاعرج ۲، ص ۹۰)

۲۔ امام حسینؑ اور سائل:

مقتل خوارزم اور جامع الاخبار سے روایت ہوئی ہے کہ ایک اعرابی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فرزند رسول ﷺ میں پوری دیت (خونہا) کا خاص من ہوا ہوں اور اس کے ادا کرنے کی قدرت مجھ میں نہیں ہے لہذا میں نے دل میں خیال کیا کہ سب سے زیادہ کریم شخص سے سوال کروں اور کوئی شخص اہل بیت رسالت سے زیادہ کریم میرے خیال میں نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے عرب بھائی میں تین مسئلے تھے سے پوچھتا ہوں اگر ایک کا جواب دیا تو دوست دیت کا تیرسا حصہ تجھے دون گا اور اگر دو سوالوں کا جواب دیا تو دونتہ دیت کا تجھے ملے گا اور اگر تینوں سوالات

سب خیریت سے ہیں اور صراطِ مستقیم اور آپ کے خاندانی رسالت کی پیروی میں زندگی بس رکر رہے ہیں۔

امام صادقؑ نے پوچھا: صاحبانِ ثروت کا برتاو فقیروں کے ساتھ کس طرح ہے؟ اس نے عرض کیا: اس بارے میں ان کا برتاو اتنا چھانبھیں ہے۔ حضرت نے فرمایا: کیا ثروت مندا فراد فقیروں کی مدد کرتے ہیں اور معاشِ زندگی کے بارے میں ان کا خیال رکھتے ہیں۔

اس شخص نے جواب دیا: بہت ہی افسوس کے ساتھ اس طرح کا اخلاق و کردار ہمارے درمیان بہت کم دیکھا جاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اگر اس طرح ہے، تو پھر وہ لوگ کس طرح ہمارے بیرون کار اور شیعہ ہیں؟ (گنجینہ معارف ج ۱، ص ۱۷۶ نقل از الحجۃ البیضاء ج ۲، ص ۹۰)

۲۔ امام حسینؑ اور سائل:

مقتل خوارزم اور جامع الاخبار سے روایت ہوئی ہے کہ ایک اعرابی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فرزند رسول ﷺ میں پوری دیت (خوبیہ) کا ضامن ہوا ہوں اور اس کے ادا کرنے کی قدرت مجھ میں نہیں ہے لہذا میں نے دل میں خیال کیا کہ سب سے زیادہ کریم شخص سے سوال کروں اور کوئی شخص اہل بیت رسالت سے زیادہ کریم میرے خیال میں نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے عرب بھائی میں تین مسئلے تھے سے پوچھتا ہوں اگر ایک کا جواب دیا تو دو تھے کا تیرا حصہ تھے دون گا اور اگر دو والوں کا جواب دیا تو دونوں دیت کا تھے ملے گا اور اگر تینوں سوالات

کے جواب بتائے تو وہ سارا مال تجھے دے دوں گا۔ اعرابی نے فرمایا: اے فرزند رسول ﷺ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ ؐ جیسی ہستی جو صاحب علم و شرف ہے، اس ندوی سے جو بدو عرب ہے سوال کرے۔ حضرت نے فرمایا: میں نے اپنے جدہ بزرگوار رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا: **الْمَعْرُوفُ بِقَدْرِ الْمَعْرُوفِ** یعنی سیکل و بخشش کا دروازہ لوگوں کی معرفت کے اندازے کے مطابق ان پر کھولا جائے۔

اعرابی نے عرض کیا کہ آپ ؐ جو چاہیں سوال کیجئے اگر معلوم ہوا تو جواب دوں گا ورنہ آپ ؐ سے پوچھلوں گا اور قوت و طاقت صرف خدا کے لیے ہے۔ حضرت نے فرمایا: تمام اعمال سے افضل کون سائل ہے؟ عرض کیا: اللہ پر ايمان لے آنا۔

حضرت نے فرمایا: کون ہی چیز لوگوں کو ہلاکتوں سے بچا سکتی ہے؟ عرض کیا: اللہ پر اعتماد اور تو کل کرنا۔

حضرت نے فرمایا: مرد کی زینت کیا چیز ہے؟ اعرابی نے کہا: علم کہ جس کے ساتھ حلم ہو۔

حضرت نے فرمایا: اگر اس شرف پر اس کی دستزی نہ ہوتا، عرض کیا پھر مال کہ جس کے ساتھ مروءت و جوانہ رہی ہو۔ فرمایا: اگر یہ بھی اس کے پاس نہ ہوتا کہنے لگا، فقر و فاقہ جس کے ساتھ صبر و تحمل ہو۔

حضرت نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہوتا، اعرابی نے کہا کہ آسمان سے بجلی گرے اور

اس کو جلا دے کیونکہ وہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مستحق نہیں۔

پس آپ مسکرائے اور ایک تھیلی جس میں ہزار دینار سرخ تھے اس کو عطا کی اور اپنی انگوٹھی بھی اسے عطا فرمائی کہ جس کے نگینے کی قیمت دو ہزار درہم تھی۔ فرمایا: اس زرو مال سے تم خون بہا ادا کرو اور یہ انگوٹھی اپنے اخراجات میں صرف کرو۔ اعرابی نے زر و مال اٹھایا اور اس آیت مبارکہ کی حلاوت کی ﴿اللّهُ أَعْلَمُ حِيثُ يَجْعَلُ رسالتہ﴾ خدا ازیادہ علم رکھتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دیتا ہے۔ (احسن المقال ج ۱، ص ۳۲۲)

(۲۳)

قرآن

آیات:

۱۔ قرآن سننے کے آداب:

﴿وَإِذَا قْرَأْتُ الْقُرْآنَ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لِعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (سورہ

اعراف، آیت ۲۰۲)

اور جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو خاموش ہو کر غور سے سنو کہ شاید تم پر رحمت نازل ہو جائے۔

۲۔ جاودا نی مجزہ:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِثْلِهِ

وَادْعُوا شُهَدَاءِنَّكُمْ مِنْ ذُو نِعْلَمِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳)

اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کا جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مدگار ہیں سب کو بلالو اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں چے ہو۔

۳۔ قرآن میں اختلاف نہیں:

﴿أَفَلَا يَتَبَرُّونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ
اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۸۲)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے ہیں کہ اگر وہ غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو
اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔

۲۔ قرآن میں تحریف نہیں:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (سورہ ججر، آیت ۹)

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۵۔ نصیحت، شفاء، ہدایت، رحمت:

﴿إِنَّمَا أَعْلَمُ بِالنَّاسٍ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةً مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءً لِمَا فِي
الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورہ یونس، آیت ۷۵)

اے لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفاء کا سامان
اور ہدایت اور صاحبانِ ایمان کے لیے رحمت "قرآن" آچکا ہے۔

روايات:

۱۔ قرآن کو دیکھنا عبادت:

قال الامام الصادق: النَّظرُ فِي الْمُصَحَّفِ عِبَادَةٌ (وسائل الشیعہ ج ۲، ص ۸۵۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: قرآن مجید کو دیکھنا عبادت ہے۔

۲۔ گھروں کو متور کرو:

قال رسول اللہ: فَوَرُوا بِيُوْتَكُمْ بِتَلَاقِ الْقُرْآنِ (کافی ج ۲، ص ۲۱)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو تلاوت قرآن سے روشن اور نورانی کرو۔

۳۔ قرآن اچھائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے:

قال الصادق: أَنَّ الْقُرْآنَ زَاجِرٌ وَ آمِرٌ يَأْمُرُ بِالْجَنَّةِ وَ يَنْهَا عَنِ النَّارِ (کتاب الشانی ج ۵، ص ۳۰۰)

امام صادقؑ نے فرمایا: شک قرآن برے کاموں سے منع کرتا ہے اور اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور وہ جنت کا حکم دیتا ہے اور دوزخ سے روکتا ہے۔

۴۔ غنی:

قال الصادق: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَهُوَ غَنِيٌّ وَ لَا فَقْرَ بَعْدَهُ (کتاب الشانی ج ۵، ص ۳۰۸)

امام صادقؑ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا وہ غنی ہے اس کے بعد کوئی فقیری نہیں۔

۵۔ تلاوت قرآن عذاب الہی میں تخفیف کا سبب:

قال الصادق: قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي الْمُصَحَّفِ تُخَفَّفُ الْعَذَابُ عَنِ الْوَالِدَيْنِ وَ لَوْ كَانَ كَافِرِيْنَ (کتاب الشانی ترجمہ اصول کافی ج ۵، ص ۳۲۱)

امام صادقؑ نے فرمایا: قرآن کو دیکھ کر پڑھنا والدین کے عذاب میں تخفیف کرتا

ہے، اگرچہ وہ کافر ہوں۔

تشریح:

یہ رب العالمین کی طرف سے عظمتِ قرآن کا اعلان ہے کہ اسے ہم نے ہی نازل کیا ہے اور اس میں کسی بندے کا ایک حرف یا ایک آیت کے برابر حصہ نہیں ہے اور پھر ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں کہ اس میں باطل کی آمیزش یا اس کی تباہی اور بربادی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ واضح اعلان ہے کہ قرآن میں کسی طرح کی تحریف ممکن نہیں ہے، نہ اس میں کوئی آیت کم ہو سکتی ہے اور نہ زیادہ۔ واضح رہے کہ تحریف قرآن کی اکثر روایتیں احمد بن محمد سیاری سے نقل ہوتی ہیں اور یہ شخص فاسد المذہب تھا لہذا اس کا اعتبار نہیں ہے۔ حضرت امیر المؤمنینؑ کے جمع کردہ قرآن میں ناخ و منسوخ، شان نزول اور تشریح و تفسیر کا اضافہ تھا، آیات کا کوئی اضافہ نہیں تھا اور نہ اس کا تحریف سے کوئی تعلق ہے۔

قرآن اپنے پروردگار سے گفتگو کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ قرآن رحمت، ہدایت، نصیحت، شفاء، نور بن کر ہمارے پاس آیا ہے۔ اس میں خشک و تراکاذ کر موجود ہے۔ جس طرح ہم دوسری کتابوں کو غور سے پڑھتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید کو بھی اسی طرح غور و فکر کے ساتھ پڑھیں تاکہ ہمیں ہدایت مل سکے۔ یہی قرآن ہمیں اچھائی کی طرف لے کر جائے گا اور برائی سے روکے گا اور بیماریوں کی دوا اس میں

موجود ہے۔ تھائی کا بہترین ساتھی یا ورودگار، پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ، رزق میں وسعت کا وسیلہ، خدا تک پہنچنے کا بہترین راستہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی قرآن پڑھیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔

خداسے دعا کرتے ہیں بحق حسینؑ ابن علیؑ ہمیں قرآن سے متسک رہنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ قرآن کا دعویٰ:

﴿فُلْ لَيْنَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَاهِرًا﴾ (سورہ بنی اسرائیل، آیت ۸۸)

(اے رسول ﷺ! کہہ دو کہ اگر (ساری دنیا کے) انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہوں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو (غیر ممکن) ہے اس کے برائیوں لاسکتے اگر (اس کوشش میں) یا ایک دوسرے کی مدد کریں۔

جب منکروں کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تو قرآن کی طرف سے دوسراءعلان ہوا:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأُتُوا بِعَشْرِ سُورٍ مِثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ وَادْعُوا مَنْ أَسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (سورہ ہود، آیت ۱۳)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس قرآن کو اپنی طرف سے گھڑایا ہے تو تم ان سے صاف صاف کہہ دو کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو زیادہ نہیں ابھی بھی وہ سورتیں اپنی طرف سے گھڑ کے لے آؤ اور خدا کے سوا جس جس کو تم چاہو مدد کے لیے بلا لواز۔

مُنْكِرُوْنَ نَلَمْ بُغْلَيْسَ بِجَاهِ مَيْسَ، لَوَابَ تُوبَارَ هَلَّا كَهُوَ گَيَا اپنے فصاحت و بلاغت کے سرتاجوں سے کہا کس فکر میں ہواب تو کافی وزن کم ہو گیا ہے انھو اور عرب کے کمال کی لاج رکھ لو، وعدے ہوئے اور بڑے بڑے وعدے ہوئے لیکن سب کو سانپ سونگھ گیا، بات جہاں تھی وہیں رہی۔

قرآن نے پھر اعلان کیا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأُتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِثْلِهِ وَأَذْعُوا شُهَدَاءِ أُكُمْ مِنْ ذُوْنِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳)

اور اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کا جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تھے اسے مددگار ہیں سب کو بلا لو اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں سچے ہو۔

اس اعلان کے بعد مُنْكِرُوْنَ کی لاڑی کھل گئی، اچھنے کو نے لگے لواب کیا مشکل ہے؟ یہ مسئلہ تو چکلی بجا تے ہی حل ہو جائے گا، ہمارے فصحاء ایسے گئے گزرے تو نہیں ہیں کہ ایک سورے کی مثل بھی نہ بناسکیں! موسم حج آیا تو اس زمانے کے چار ناموں فتح البیان: (۱) ابن ابی العوجا (۲) ابو شاکر دیسانی (۳) ابن مقتح (۴) عبد الملک

صری -

جن کی قادر الکلامی کے سارے میں ملک میں ڈنگنگ رہے تھے وہ بھی آئے،
ساری قوم نے ان کا احاطہ کیا اور ان کی غیر توں کو جوش دلانا شروع کیا، ہر طرف سے
جن طعن کی بوچھار ہونے لگی: تم اب تک کس خواب میں ہو، محمد ﷺ کی طرف سے
آسانیوں پر آسانیاں دی جائی ہیں اور تمہارے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی، اگر بے
حسی کا یہی عالم رہا تو پھر ہماری ناک کٹ جائے گی، عکاظ کے میلوں پر تو بڑی بڑی
ینگیں مارتے ہو، سینہ تاں کرہ آتے ہو کہ ہے کوئی مانی کا لعل جو ہمارے مقابل آئے
وریہاں تمہاری غیرت و محیت پر اپنے پتھر پڑے ہیں کہ سانس تک نہیں لیتے؟!
چاروں نے وعدہ کیا کہ اگلے سال جب ہم آئیں گے تو اس دعوائے قرآنی کی
ردید لے کر آئیں گے۔

سال بھر چاروں اپنی دماغی صلاحیتوں کا تسلی پٹکاتے رہے اور فصاحت و بلاغت
لی رگ سے پیشہ نجوڑتے رہے لیکن ایک آیت کا جواب بھی نہ بن پڑا۔ اگلے سال
نب اداں پتھرے لیے پتھر ج کرنے آئے تو چاروں نے بیک زبان کہا: ہمارا فیصلہ
یہ ہے:

مَا هَذَا كَلَامُ الْبَشَرِ
یہ (قرآن) بشر کا کلام نہیں ہے۔

۱۔ ابن مقتضی نے کہا: جب میں اس آیت پر کہنا:

﴿وَقِيلَ يَا أَرْضُ الْبَلْعَى مَائِكٌ وَيَاسَمَاءُ أَقْلَعِي وَغِيَضَ الْمَاءُ وَقُضَى
الْأَمْرُ وَاسْتَوْثَ عَلَى الْجُودِي وَقِيلَ بُعْدًا لِلنَّقْوَمِ الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ ہود،
آیت ۲۲)

اور جب خدا کی طرف سے حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی جذب کر لے اور اے
آسمان (برنے سے ھم جا اور پانی گھٹ گیا اور (لوگوں کا) کام تمام کر دیا گیا اور کشتی
بُودی پھاڑی پر جا ٹھہری اور ہر (چار) طرف پکار دیا گیا کہ ظالم لوگوں کو (خدا کی
رحمت سے) دوری ہے۔

تو سمجھ گیا فاصحاتِ قرآن سے مقابلہ میرے بس کی بات نہیں۔

۲۔ ابوالوعجا کھڑا ہوا اور کہا: میں اس وقت سمجھا کہ مقابلہ میری توانائی سے باہر
ہے جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَلَمَّا اسْتَيَّسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا﴾ (سورہ یوسف، آیت ۸۰)

پھر جب یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہوئے تو باہم مشورہ کرنے کے لیے الگ
کھڑے ہو گئے۔

۳۔ عبد الملک مصری منہ بنائے ہوئے کھڑا ہوا اور کہتا ہے: سال بھر میں اس آیت
پر غور و فکر کرتا رہا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ﴾
سورہ حج، آیت ۷۳)

جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ لوگ اگرچہ سب کے سب اس کام کے لیے اکٹھے بھی

ہو جائیں تو بھی ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے۔

آخر خود کو قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عاجز پا کر تھک ہا کر بیٹھ گیا۔

۳۔ ابو شاکر دیسانی نے اپنے عجز و ناتوانی کو اس طرح بیان کیا: سال بھر جو آیت

میرے زیر غور تھی، وہ یہ ہے:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (سورہ انبیاء، آیت ۲۲)

اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا چند معبد ہوتے تو دونوں کب کے بر باد ہو گئے ہوتے۔

آخر میں تمام اپنی اپنی عاجزی و ناتوانی کا اعلان کر کے محفل سے باہر چلے گئے۔

(قرآنی لطیفہ ص ۱۸۲ سے لے کر ۱۸۸ تک)

۲۔ آیت پڑھتا گیا کھجور ملتی گئی:

بغداد کے کسی شہر میں ایک شخص جو صاحب حیثیت، کھجور کھانے میں مشغول تھا کہ

اسی دوران ایک خوش مزاج چپکلے باز شخص وارد ہوا اور کھجور کی طرف اشارہ کر کے کہنے

لگا! اے امیر، یہ کیا ہے؟

امیر نے ایک کھجور اس کی طرف پھیک دی،

اس شخص نے بہت ہی ظرافت اور لطافت کے ساتھ گفتگو کرنا شروع کی اور موقع

کی مناسب سے آیت پڑھتا ہا اور امیر اسے کھجور دیتا رہا،

جب ایک کھجور لے لی تو اس شخص نے کہا:

﴿إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ اثْنَيْنِ﴾ (سورہ سس، آیت ۱۷)

جب ہم نے ان کے پاس دو رسولوں کو بھیجا۔

امیر نے ایک اور کھجور اس کی طرف پھینک دی،

جب دو ہو گئے تو اس شخص نے کہا:

﴿فَعَزَّزْنَا بِشَالِثٍ﴾ (سورہ یس، آیت ۱۲)

تب ہم نے ان کی مدد کے لیے تیر ارسوں بھی بھیجا۔

امیر نے ایک اور کھجور اس کی طرف بڑھا دی۔

جب تین ہو گئے تو اس نے کہا:

﴿فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنْ الطَّيْرِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۶۰)

چار پرنڈے لے لو۔

امیر نے پھر ایک کھجور اس کو عطا کی،

جب چار ہو گئے تو پانچوں کے لیے کہا:

﴿وَيَقُولُونَ خَمْسَةً سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾ (سورہ کہف، آیت ۲۲)

اور لوگ کہتے ہیں کہ پانچ آدمی تھے، چھٹا ان کا کتنا ہے۔

امیر نے دوبارہ اس کی طرف ایک کھجور پھینک دی۔

جب پانچ ہو گئے تو چھٹے باز نے کہا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا يَنْهَمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ (سورہ

ق، آیت ۳۸)

اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات کو چھوپنے میں پیدا کیا

ہے۔

امیر نے ایک اور کھجور اس کی طرف بڑھا دی۔

جب چھپ ہو گئے تو دوبارہ اس شخص نے کہا:

﴿إِنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ (سورہ طلاق، آیت ۱۲)

اللہ وہی ہے جس نے ساتوں آسمانوں کو خلق کیا۔

امیر نے پھر ایک کھجور اس کی طرف بڑھا دی۔

اس نے پھر کہا:

﴿وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنِ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةً أَزْوَاجٍ﴾ (سورہ زمر، آیت ۶)

اور تمہارے لیے آٹھ قسم کے چوپائے نازل کیے ہیں۔

امیر نے دوبارہ ایک اور کھجور اس کو عنایت کی۔

اس شخص نے کہا:

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي﴾ (سورہ نمل، آیت ۲۸)

اور اس شہر میں نو افراد تھے جو زمین میں فساد برپا کرتے تھے۔

امیر نے پھر ایک کھجور سے دی،

جب تو کھجور ہو گئیں تو اس شخص نے کہا:

﴿تِلْكَ عَشَرَةً كَامِلَةً﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۹۶)

اس طرح دس پورے ہو جائیں۔

امیر نے ایک اور کھجور اس کی طرف بڑھا دی،

پھر اس شخص نے کہا:

﴿إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً﴾ (سورہ یوسف، آیت ۲)

میں نے خواب میں گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے۔

امیر نے ایک کھجور اور اس کو عطا کی۔

دوبارہ وہ شخص بولا:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشَّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ أَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾ (سورہ توبہ، آیت ۳۶)

بے شک اللہ کے نزدیک کتاب خدا میں ہمینوں کی تعداد بارہ ہے۔

امیر نے ایک اور کھجور اس کی طرف بڑھا دی۔

جب بارہ ہوئے تو اس شخص کہا:

﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ﴾ (سورہ انفال، آیت ۶۵)

اگر ان میں میں بھی صبر کرنے والے ہوں گے۔

امیر نے آیت کے مطابق آٹھ کھجور دے دیں تاکہ سب کو ملا کر بیس ہو جائیں۔

جب بیس ہو گئے تو کہا:

﴿يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ (سورہ انفال، آیت ۶۵)

تو وہ دوسو پر بھی غالب آجائیں گے۔

اس بارا امیر نے حکم دیا کہ کھجور کی پوری سینی اسے دے دی جائے ورنہ اب یہ کہہ دے گا۔

﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مَائِةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ (سورہ صافات، آیت ۱۲۷)

اور انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ کی قوم کی طرف نمائندہ بنانے کر بھیج جائے۔ (قرآنی
لطیفہ ص ۱۱۹ سے لے کر ۱۲۳ تک)

jabir.abbas@yahoo.com

(۲۳)

فنا عن特

آیات:

۱۔ دنیا فریب و ہندہ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا مَوْلَانَا هُنَّا نَحْنُ نَعْلَمُ حَقَّ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا يَعْلَمُونَا﴾
﴿بِاللَّهِ الْغَرُورُ﴾ (سورہ قاطر، آیت ۵)

اے لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے لہذا زندگانی دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور دھوکا دینے والا تمہیں دھوکا نہ دیدے۔

۲۔ دنیا کھیل تماشہ:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعْبٌ وَلَهْوٌ﴾ (سورہ انعام، آیت ۳۲)

اور یہ زندگانی دنیا صرف کھیل تماشہ ہے۔

۳۔ دنیا و آخرت کے لیے نیکی کی دعا کرو:

﴿رَبَّنَا آتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾
(سورہ بقرہ، آیت ۲۰)

پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرم اور آخرت میں بھی اور ہم کو عذاب جہنم سے

محفوظ فرمائے

۳۔ دنیا کا سرمایہ قلیل ہے:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنْ أتَقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيَّلًا﴾
(سورہ نساء، آیت ۷۷)

دنیا کا سرمایہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت صاحبانِ تقویٰ کے لیے بہترین جگہ ہے اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ آخرت کی قدر:

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتاكَ اللَّهُ الْدَّارُ الْآخِرَةُ وَلَا تَنْسَ نَصِيبِكَ مِنَ الدُّنْيَاٰ وَأَخْسِنْ كَمَا أَخْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يِحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ (سورہ قصص، آیت ۷۷)

اور جو کچھ خدا نے دیا ہے اس سے آخرت کے گھر کا انتظام کرو اور دنیا میں اپنا حصہ بھول نہ جاؤ اور نیکی کرو جس طرح کہ خدا نے تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو کہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوسرا نہیں رکھتا ہے۔

روايات:

اے سب سے زیادہ غنی:

قال الیاقوٰ: مَنْ فَقَعَ بِمَا رَزَقَهُ اللَّهُ فَهُوَ مِنْ أَغْنَى النَّاسِ (کافی ج ۲، ص ۱۳۹)

امام باقرؑ نے فرمایا: جس نے اپنے رزق پر قیامت کی وہ سب سے زیادہ غنی ہے۔

۲۔ صاحبِ عزت:

قال امیر المؤمنین: اَفْنُعْ تَعَزْ (غور الحکم ج ۲، ص ۲۰۰)

مولاناؑ نے فرمایا: قیامت کرو عزت پاؤ گے۔

۳۔ قیامت پسندی:

قال الصادقؑ: مَنْ رَضِيَ مِنَ اللَّهِ بِالْيَسِيرِ مِنَ الْمَعَاشِ رَضِيَ اللَّهُ مِنْهُ
بِالْيَسِيرِ مِنَ الْعَمَلِ (کتاب الشانی ج ۲، ص ۲۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: جو خواص سے رزق پر اللہ سے راضی ہو ا تو خدا اس کے
خواص سے عمل پر راضی ہو جائے گا۔

۴۔ ثروت کا تاب:

قال علی بن ابی طالب: الْقَنَاعَةُ رَأْسُ الْغِنَى (غور الحکم ج ۲، ص ۲۰۱)

امام علیؑ نے فرمایا: قیامت ثروت مندی کا سر (اساس) ہے۔

۵۔ نعمت:

قال علیؑ: الْقَنَاعَةُ نِعْمَةٌ (غور الحکم ج ۲، ص ۲۰۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: قیامت ایک نعمت ہے۔

تشریح:

قناعت یعنی ہوڑی چیز پر خوش رہنا، جو مل جائے اس پر راضی رہنا۔ جو کچھ خدا نے انسان کو عطا کیا ہے اس پر راضی رہے۔ لوگوں میں غنی ترین اور سب سے مالدار ترین انسان وہ ہے جو قناعت کرتا ہے۔ حسن قناعت کا تعلق پاک دامنی سے ہے۔ قناعت کے ذریعہ انسان کو عزت ملتی ہے۔ قناعت زحمت کو ختم کرتی ہے اور حرص زحمت کو بڑھاتی ہے۔ قناعت جیسا کوئی خزانہ نہیں۔ جو شخص اس پر قناعت نہیں کرتا، جو اس کے لیے مقدر ہوا ہے وہ رنج اٹھاتا ہے۔ پس انسان کی تقدیر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے یا جو کچھ اس کو خدا نے عطا کیا ہے اس پر قناعت کرے۔ حرص ولائقہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ قناعت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان اپنے اندر سے حرص ختم نہ کرے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق اہل بیت الہمار ہمیں قناعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ قناعت پسندی:

اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک شخص نگ دستی میں بتلا تھا۔ اس کی زوجہ نے کہا: کیا اچھا ہوتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر سوال کرتے۔ وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا، حضرتؐ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا: جس نے ہم سے سوال کیا ہم نے اس کو عطا کر دیا اور جس نے طلب میں بے نیازی چاہی تو خدا نے اسے بے نیاز

کر دیا۔ اس نے دل میں کہا: یہ حضرت نے میرے ہی لیے گہا ہے۔ پس اپنی بیوی کے پاس آیا اور حال بیان کیا۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ بشر ہیں (انہیں ہمارے حالات کا علم نہیں) تم دوبارہ اپنا حال جا کر بیان کرو۔ وہ شخص پھر آیا۔ حضرت نے اسے دیکھ کر پھر وہی فرمایا۔ یہاں تک کہ تین بار ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد اس شخص نے ایک کلہاڑی عاریٰ لی اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر سوکھی لکڑیاں کاٹیں اور بازار میں لا کر ایک مٹھی آئی کے عوض ان کو بیچا اور کھانا کھایا۔ دوسرے روز پھر گیا اور پہلے سے زیادہ لکڑیاں جمع کر کے لایا۔ چند دنوں تک یوں ہی کرتا رہا۔ آخر اس نے کلہاڑی خریدی اور پھر پیسہ جمع کر کے دوانٹ خریدے اور ایک غلام۔ یہاں تک کہ وہ مالدار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اپنے سوال کے لیے آنے اور حضرتؐ کے سنت کا ذکر کیا۔ آپؐ نے پھر وہی فرمایا۔ جس نے ہم سے ماں گاہم نے اس کو عطا کیا اور جس نے خدا سے بے نیازی اور ترک طلب کو چاہا خدا نے اسے بے نیاز بنا دیا۔ (کتاب الشافی ج ۲، ص ۲۵)

۳۔ قیامت نہ کرنے کا انجام:

ایک شخص کا گزر ایک تعلیمی ادارے کے سامنے ہے ہوا۔ اسے دوڑ کے نظر آئے جو آپس میں بات کر رہے تھے۔ وہ کچھ دیر کے لیے ڈک کر ان کی باتیں سننے لگا۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ بچ کھانا کھانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن درمیان میں ایک عجیب مسئلہ ہے۔ ایک کے پاس روٹی اور سالن دنوں چیزیں ہیں، جب کہ دوسرے کے پاس صرف خشک روٹی ہے۔ سالن روٹی والے بچے نے پورے شوق کے ساتھ کھانا

شروع کر دیا۔ جب کہ دوسرے بچے کی روئی خشک اور خالی ہونے کے باعث اس کے گلے سے نہیں اتر رہی تھی۔ اس نے سالن روئی والے بچے سے درخواست کی کہ مہربانی کر کے مجھے بھی روئی کے لیے سالن دے دو۔

اس نے جواب میں کہا کہ سالن تو دیتا ہوں لیکن آپ کو میرے لیے ایک کام انجام دینا ہو گا۔ آپ اگر میرا کتابن کر میرے پیچھے پیچھے دوڑیں تو میں آپ کو سالن دے دوں گا۔

دوسرے بچے نے اس کا مطالبہ مان لیا اور کتنے کی طرح اسی انداز میں اس کے ارد گرد گھومنے لگا اور عاجزی دکھانے لگا۔

کافی دیر تک وہ شخص کھڑا یہ ماجرا دیکھتا رہا کہ بچہ اپنے ساتھی کے ارد گرد کتے کی طرح گھوم رہا ہے اور سالن کے لامبے میں اس نے یہ کام قبول کیا ہے۔

وہ شخص یہ دیکھتا رہا اس منظر نے اس کے دل پر گہرائی چھوٹا وہ آگے بڑھا اور کتنے کی طرح گھومنے والے بچے سے کہا:

اے بیٹا! تو نے اپنی سوکھی روئی پر قناعت کیوں نہیں کی؟ تو خراک کے ایک لقہ کی خاطر اپنے آپ کو اس طرح ذمیل کر کے کتاب بننے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ تو نے ایک لذیذ لقہ کی خاطر اپنے لیے یہ کام قبول کر لیا ہے۔

اے بیٹا! اگر انسان قناعت پسند ہو تو اسے ہمیشہ کے لیے عزّت و وقار ملتا ہے۔

(موضوعی داستانیں ص ۲۸۸)

(۲۵)

گناہ

آیات:

۱۔ ذلت و بچارگی:

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الدَّلَةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَأْتُوَا بِغَضَبٍ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۶۱)

اب ان پر ذلت اور حیاتی کی مار پڑ گئی اور وہ غصبِ الہی میں گرفتار ہو گئے یہ سب اس لئے ہوا کہ یہ لوگ آیاتِ الہی کا اٹکار کرتے تھے اور ناجی انبیاء کو قتل کر دیا کرتے تھے اس لئے کہ یہ سب نافرمان تھے اور ظلم کیا کرتے تھے۔

۲۔ گرفتاری و مصیبت:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (سورہ شوری، آیت ۳۰)

اور تم تک جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

۳۔ ہلاکت:

﴿فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ﴾ (سورہ انعام، آیت ۶)

پھر ہم نے ان کے گناہوں کی بنابرائیں ہلاک کر دیا۔

۳۔ آخرت میں عذاب الٰہی:

﴿وَمَنْ يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾

(سورہ جن، آیت ۲۳)

اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لیے جہنم ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہنے والا ہے۔

۵۔ گناہ سے پرہیز کرنے کا احری:

﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَانَ عَنْهُ نُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُنْذِلُكُمْ مُذَخَّلًا كَرِيمًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۳۱)

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے پرہیز کرو گے تو ہم دوسرے گناہوں کی پردہ پوشی کر دیں گے اور تمہیں باعزت منزل تک پہنچا دیں گے۔

روایات:

ا۔ رزق میں کی کا سبب:

قال الباقرؑ: إِنَّ الْعَبْدَ لِيُلْدِنَ الدَّنْبَ فَيَزُوِّي عَنْهُ الرِّزْقَ (کتاب شافعی حج ۲۸، ص ۲۱۸)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا رزق کم ہو جاتا ہے۔

۲۔ سیاہ فکر:

قال الصادق : إِذَا أَذْنَبَ الرَّجُلُ خَرَاجَ فِي قَلْبِهِ نَكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِنْ تَابَ إِنْمَاحَتْ وَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَعْلَبَ عَلَى قَلْبِهِ فَلَا يُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا (كتاب شافعی ج ۲، ص ۲۱۹)

امام صادقؑ نے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک کالا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اگر اس نے توبہ کر لی تو مٹ جاتا ہے اگر زیادتی ہوئی تو وہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ سارے دل پر بھیل جاتا ہے اس کے بعد وہ کبھی بھی فلاح (کامیابی) نہیں پاسکتا۔

۳۔ نماز شب سے محرومیت:

قال الصادق : إِنَّ الْوَجْهَ يَذْنِبُ الذَّنْبَ فَيُحْرَمُ صَلَةَ اللَّيْلِ (كتاب شافعی ج ۲، ص ۲۲۱)

امام صادقؑ نے فرمایا: بے شک جب انسان گناہ انجام دیتا ہے تو وہ نماز شب سے محروم ہو جاتا ہے۔

۴۔ گرفتاری میں پیٹلا ہونے کا سبب:

قال الباقي : مَا مِنْ نَكْبَةٍ تُصِيبُ الْعَبْدَ إِلَّا بِذَنْبٍ (كتاب شافعی ج ۲، ص ۲۱۷)

امام باقرؑ نے فرمایا: بندہ پر جو مصیبت آتی ہے وہ اس کے گناہ کے باعث آتی ہے۔

۵۔ دعا قبول نہ ہونے کی وجہ:

قال امیر المؤمنین: **الْمَعْصِيَّةُ تَمْنَعُ الْإِجَابَةَ** (غیر الحکم ح ۱، ص ۵۵۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: گناہ و نافرمانی دعا کی قبولیت میں مانع ہوتی ہیں۔

تشریح:

ما دی غذاوں کی فکر انسانی زندگی کا سب سے بڑا الیہ ہے جو شخص خدائی عطا یہ پر اکتفا نہیں کرتا اور ہوں میں پڑھتا ہے اور رنگ برنگ کی غذاوں پر جان دیتا ہے اور پھر ان غذاوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اس کے حصے میں ذلت اور محنتی کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ ان ہی ما دی غذاوں اور ہوں نے انسان کو اس چیز پر ایجاد ہے کہ وہ اپنے خالق والک کی نافرمانی کرے نیجتاً انسان خدا سے قریب ہونے کے بجائے دور ہوتا چلا گیا اور اپنے رب حقیقی کو بھول گیا اور اس کی معصیت کی۔ گناہ کو آسان سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ شہوت و غفلت نے اس پر غلبہ پیدا کر لیا ہے۔ بہر حال کوئی عقلمند چند لمحوں کی لذت کے عوض بہشت اور اس کی نعمتوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ گناہ سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں کیونکہ ہر گناہ کے لئے ایک عقاب و عذاب ہے۔ گناہوں پر خوش ہونا گناہوں کے ارتکاب سے بدتر ہے کیونکہ زیادہ تر گناہ شہوت کے غلبہ کی وجہ سے ہوتے ہیں لیکن انہیں معمولی سمجھنا اور ان پر خوش ہونا، دین کو ہلکا سمجھنے کا باعث ہے۔ معصیت کا رکٹھکانہ جنم ہے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بھقِ محمد و آل محمدؐ ہمیں اپنے احکام کی تاخیر مانی، معصیت و گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

اچھوٹے گناہ:

حضرت رسول اکرم ﷺ ایک سفر کے موقع پر ایک بے آب و گیاہ مقام پر کچھ دیر کے لئے تھہرے۔ آپ نے اپنے ہمراہ صحابہ کو حکم دیا کہ اس وادی سے جا کر لکڑیاں اکٹھی کر کے لے آؤ تاکہ آگ جلا میں۔

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس جگہ پر تو صحراء ہے، پانی ہے نہ بزرہ، نہ درخت۔ یہاں ایندھن کی لکڑیاں تو نہیں مل سکتیں۔

آپ نے فرمایا: آپ جائیں جسے جتنی مقدار میں ملے لے آئے۔

آپ کے اصحاب صحراء کی جانب روانہ ہوئے ہر کسی نے جتنا ہوس کا چھوٹی بڑی لکڑی جوٹی لا کر آپ کے سامنے جمع کر دیں۔ کافی مقدار میں لکڑیاں جمع ہو گئیں۔

آپ نے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا: دیکھو چھوٹے گناہ بھی اس قسم کی چھوٹی لکڑیوں کی مانند ہیں۔ نگاہ اول میں نظر نہیں آتے لیکن جب غور سے دیکھا جائے اور شمار کیا جائے تو بہت سارے بن جاتے ہیں اور ان کا انبار لگ جاتا ہے۔

پھر فرمایا: دوستود یکھوا! چھوٹے گناہ سے بھی پر ہیز کیا کرو کیونکہ چھوٹے گناہ زیادہ

محسوس نہیں ہوتے لیکن یاد رکھو ہر شے کو کوئی نہ کوئی تلاش کرنے والا ہوتا ہے۔ آپ پر بھی ایسے انتظام کے تحت آپ کی نظارت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں، جو آپ کی زندگی اور موت کے بعد آپ کے سارے آثار و اعمال لکھتے ہیں۔ ایک دن آپ کو جب تحریر شدہ حساب و کتاب نظر آئے گا تو دیکھو گے کہ انہی چھوٹے گناہوں کا انبار لگا نظر آئے گا۔ (موضوعی داستانیں ص ۳۱۲، گنجینہ معارف ج ۱، ص ۲۹۳، عبرت انگلیز

واقعات ص ۱۹۲)

۲۔ گناہ گاری کی نصیحت:

ایک شخص حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

عرض کیا: میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ مجھے شرعی سزا دے کر پا کیزہ بنا لیں۔
حضرت عیسیٰ نے منادی کرائی کہ گناہ گاری تطہیر کے لئے جمع ہو جائیں۔ سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے گڑھا کھونے کا حکم دیا۔ جب گڑھا تیار ہو گیا اور لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے اُسے گڑھے میں اتارا۔ وہ شخص اتر گیا اور جوم کی طرف دیکھا اور کہا: اے لوگو! مجھے سزا بھگتی سے کوئی گرینہ نہیں لیکن میری گزارش ہے کہ مجھے صرف وہ شخص پھر مارے جو خود گناہ میں آلودہ نہ ہو اور سزا کا مستحق نہ ہو لیکن جو خود مستوجب سزا ہو، اسے مجھے پھر مارنے کا حق نہیں ہے۔

اس کی یہ بات سنتے ہی جمع شدہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ نجع گئے۔

حضرت یحیٰ اس شخص کے قریب آئے اور فرمایا: تو نے سب کو نصیحت کر دی،

اب ذرا مجھے اپنی نصیحت والی باتیں سناؤ۔

اس نے کہا: خیال رہے کبھی اپنے آپ کو خواہشاتِ نفسانی کے حوالے نہ کرنا اور نہ بدجنت ہو جاؤ گے۔

حضرت یحیٰؑ نے فرمایا: کچھ اور باتیں کرو۔

اس نے کہا: کسی خطا کار کو اس کی لغزش پر ملامت نہ کرو بلکہ اسے نجات دینے کی کوشش کرو۔

حضرت یحیٰؑ نے فرمایا: اور بتاؤ۔

اس نے کہا: غصہ پر عمل کرنے سے پرہیز کرو۔

حضرت یحیٰؑ نے فرمایا:

آپ کی باتیں بہت ہی قیمتی اور قابلِ عمل ہیں۔ (موضوعی داستانیں ص ۳۱۷ نقل از مکتبۃ الفقیہ ج ۲، ص ۳۲)

(۳۶)

محبت

آیات:

۱۔ اگر محبوب بننا چاہتے ہو:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَانُ وُدًّا﴾

(سورہ مریم، آیت ۹۶)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے، عنقریب رحمٰن
لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا۔

۲۔ والدین سے محبت:

﴿وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الدُّلُّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا﴾ (سورہ اسراء، آیت ۴۲)

اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کامندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں
دعا کرتے رہنا کہ پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرمائ جس طرح کہ
انہوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے۔

۳۔ صاحبان ایمان کی محبت:

محبت

۳۳۳

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُ حُبًا لِلَّهِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱۶۵)

ایمان والوں کی تمام تر محبت خدا سے ہوتی ہے۔

۴۔ محبت خدا رسول کی اطاعت کی بدولت:

﴿فُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّبُكُمُ اللَّهُ﴾ (سورہ آل عمران،

آیت ۳۱)

اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ خدا سے محبت کرتے ہو تو میری بیروی کرو خدا
بھی تم سے محبت کرے گا۔

۵۔ مومن سے خدا کی محبت:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (سورہ مائدہ، آیت ۵۲)

ایمان والوں تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا تو عنقریب خدا ایک
قوم لے آئے گا جو اس کی محبوب اور اس سے محبت کرنے والی ہوگی۔

روایات:

اے دین کی اساس:

قال الصادق: هَلِ الَّذِينَ إِلَّا الْحُبُّ (بحار الانوار، ج ۲۹، ص ۲۳۸،
�性 ص ۲۱)

امام صادقؑ نے فرمایا: کیا دین محبت کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے۔

۲۔ قلب محبت الٰہی کی جگہ:

قال الصادقؑ: الْقَلْبُ حَرَمَ اللَّهُ فَلَا تَسْكُنْ حَرَمَ اللَّهِ غَيْرُ اللَّهِ (بخار
الأنوار، ج ۲۷، ص ۲۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: قلب حرم خدا ہے پس حرم خدامیں غیر خدا کو ساکن نہ
کرو۔

۳۔ ریائی سے روکنا:

قال امیر المؤمنینؑ: مَنْ أَحَبَّكَ نَهَاكَ (غرض الحکم ج ۱، ص ۲۲۸)
حضرت علیؑ نے فرمایا: جو تم سے محبت کرے گا وہ تمھیں بُرے کاموں سے روکے
گا۔

۴۔ دعا:

قال علیؑ: أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْأَرْضِ الدُّعَاءُ
(بخاری ج ۹۰، ص ۲۹۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا: خدا کے نزدیک روئے زمین پر سب سے محبوب ترین عمل
دعا کرنا ہے۔

۵۔ موت کی یاد:

قال رسول الله ﷺ: مَنْ أَكْثَرَ ذِكْرَ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَسِيرِ
(بخاری ج ۱۰۰، ص ۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی موت کو زیادہ یاد کرے گا وہ دنیا کی کم چیزوں پر

بھی راضی ہو جائے گا۔

تشریح:

عمل کے بغیر دعوائے محبت کی کوئی قیمت نہیں ہے اور عمل اور اتباع کا اثر خدا کی محبوبیت اور گناہوں کی مغفرت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اتباع رسول ﷺ بغير محبت و مغفرت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن مجید تو اتباع نہ کرنے والوں کو لفظ کافر سے تعبیر کرتا ہے جو بد مختی کی سب سے بدترین منزل ہے۔ اتباع رسول محبت خدا کا سبب ہے اور جو لوگ صاحبان ایمان ہیں اور یہیک اعمال بجالاتے ہیں تو پروردگار عالم ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ محبوب خدا سب کا محبوب ہوتا ہے اور مغضوب خدا سب کا مغضوب ہوتا ہے۔ ایمان اور عمل صالح کو مشکم رکھیں تاکہ محبوب خدا اور محبوب بندگان خدا بننے رہیں۔ ایسے اعمال بجا نہ لائیں کہ خدا کے غصب کا شکار ہو جائیں۔ جب ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو اس دعوائے محبت پر قائم رہیں اور اپنے عمل سے واضح کر دیں کہ ہم صرف اور صرف خدا کے بندے ہیں نہ کہ شیطان کے۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے دلوں میں روز بروز محبت خدا کا اضافہ فرماء۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ اچھا دوست:

حضرت یوسفؐ جب عزیز مصر ہو گئے اور زیخ ایمان لا میں تو آپ کی اس سے شادی ہو گئی وہ آپ کی بیوی ہوئیں لیکن اس دوران حضرت یوسفؐ کو احساس ہوا کہ زیخ آپ سے دوری کو پسند کرتی ہیں اور کنارہ ش ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ آپ اگر اسے دن میں بلا تے تو وہ وعدہ شب سے ٹال دیتی تھیں اور جب آپ رات کو انہیں بلا تے تو وہ وعدہ روز سے بہلا دیتی تھیں۔

ایک دن حضرت یوسفؐ نے اس سے حیرت زدہ ہو کر پوچھا: زیخ تیری ان والہانہ شوق بھری محبتوں اور شعلہ و عشق کا کیا ہوا؟

جناب زیخ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے جب تک تیرے رب کی معرفت نہ تھی اور میں اپنے پروردگار کی محبت سے آشناز تھی تو مجھے آپ سے محبت و دوستی تھی، لیکن جس دن سے میں نے اپنے رب ذوالجلال کو پہچانا ہے تو اب اس کے علاوہ سب چیزوں کی محبت کو دل سے نکال دیا ہے۔ مجھے اس ذات کے مقابل کچھ اچھا ہی نہیں نظر آتا۔ (موضوعی داستانیں، ص ۱۹۹)

۲۔ محبت اہل بیتؐ کرنے والا اہل بہشت ہے:

معاذ بن وہب کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں چند لوگوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوا، ایک بوڑھا شخص بھی ہمارے ساتھ تھا جو بہت زیادہ عبادت کرتا تھا لیکن ہماری طرح اہل بیتؐ کی ولایت اور حضرت امیر المؤمنین علیؑ کو بلا فصل خلیفہ نہیں مانتا تھا، اسی وجہ سے اپنے خلفاء کے مذہب کے مطابق سفر میں بھی نماز پوری چار رکعتی

پڑھتا تھا۔

اس کا ایک بھتیجا بھی ہمارے قافلہ میں تھا لیکن اس کا عقیدہ ہماری طرح صراط مستقیم پر تھا، وہ بوڑھا شخص راستے میں بیمار ہو گیا، اس نے اپنے بھتیجے سے کہا: اگر اپنے چچا کے پاس آتا اور اس کو ولایت کے سلسلے میں بتاتا تو ہتر ہوتا، شاید خداوند عالم اس کو آخری وقت میں ہدایت فرمادیتا اور گمراہی و ضلالت سے نجات عطا کر دیتا۔

اہل قافلہ نے کہا: اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیکن اس کا بھتیجا اس کی طرف دوڑا اور کہا: پچا جان! لوگوں نے سوائے چند افراد کے رسول خدا ﷺ کے بعد حق سے روگروانی کی لیکن حضرت علی بن ابی طالب + رسول اکرم ﷺ کی طرح واجب الاطاعت ہیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد حق علیؑ کے ساتھ ہے اور آپؐ کی اطاعت تمام امت پر واجب ہے۔ اس پیر مرد نے ایک چینی ماری اور کہا: میں بھی اسی عقیدے پر ہوں، یہ کہہ کر اس دنیا سے چل بسا۔

ہم لوگ جیسے ہی سفر سے واپس آئے تو امام صادقؑ کی خدمت میں شرف زیارت ہوئے، علی بن سریری نے اس بوڑھے شخص کا واقعہ بیان کیا، اُس وقت امامؑ نے فرمایا: وہ شخص جنتی ہے۔ اس نے عرض کیا: وہ شخص آخری لمحات میں اس عقیدہ پر پہنچا ہے، صرف اس گھٹری اس کا عقیدہ صحیح ہوا تھا، کیا وہ بھی جنتی اور اہل نجات ہے۔ اس وقت امامؑ نے فرمایا: تم اس سے او، کیا چاہتے ہو، بخدا وہ شخص اہل بہشت ہے۔
(توبہ آن غوش رحمت، ص ۱۹۳)

(۲۷)

مہمان نوازی

آیات:

۱- مہمانی کے آداب:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَذْهَلُوا بِيُونَةٍ غَيْرِ يُوْتُكُمْ حَتَّى تَسْتَأْسِفُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (سورہ نور، آیت ۲۷)
ایمان والو! خبردار اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا جب تک
کہ صاحب خانہ سے اجازت نہ لے اور انہیں سلام نہ کرو یہی تہارے حق میں بہتر
ہے کہ شاید تم اس سے نصیحت حاصل کر سکو۔

۲- مہمان کے لیے دعا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تِرِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارَأً﴾ (سورہ نوح، آیت ۲۸)
پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں داخل
ہو جائیں اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے اور ظالمون کے لئے ہلاکت کے
علاوہ کسی شے میں اضافہ نہ کرنا۔

۴۔ حضرت ابراہیم - کی مہمان نوازی:

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلًا إِنْرَاهِيمَ بِالشَّرِّي قَالُوا سَلَامٌ مَا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيدٍ﴾ (سورہ ہود، آیت ۴۹)

اور ابراہیم کے پاس ہمارے نمائندے بشارت لے کے آئے اور آکر سلام کیا تو ابراہیم نے بھی سلام کیا اور تھوڑی دیرنہ گزی تھی کہ بھنا ہوا پھر اے آئے۔

۵۔ حضرت لوط - کی مہمان نوازی:

﴿وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةَ يَسْتَبَشِرُونَ ☆ قَالَ إِنَّ هُؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِي ☆ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُنُونِ﴾ (سورہ حجر، آیات ۲۷، ۲۸، ۲۹)

اور ادھر شہروالے نئے مسلمانوں کو دیکھ کر خوشیاں مناتے ہوئے آگئے لوط نے کہا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں خبردار ہمیں بدنام نہ کرنا اور اللہ سے ڈرو اور رسولی کا سامان نہ کرو۔

۶۔ مہمان نوازی:

﴿وَلَمَّا جَهَزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ الْأَنْتَرُونَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزَلِينَ﴾ (سورہ یوسف، آیت ۵۹)

اور جب ان کا سامان تیار کر دیا تو ان سے کہا کہ تمہارا ایک بھائی اور بھی ہے اسے بھی لے آؤ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں سامان کی ناپ توں میں برابر کھتا ہوں اور مہمان نوازی بھی کرنے والا ہوں۔

روايات:

۱۔ مہمان پر خرچ کرنے کی فضیلت:

قال رسول اللہ: مَنْ أَكْرَمَ الضَّيْفَ فَقَدْ أَوْكَرَمَ سَبْعِينَ نَبِيًّا وَ مَنْ آنْفَقَ عَلَى الضَّيْفِ دِرْهَمًا فَكَانَمَا آنْفَقَ الْفَ الْفَ دِينَارٍ فِي سَبِّيفِ اللَّهِ
تعالیٰ (ارشاد القلوب ج ۱، ص ۱۳۸)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مہمان کا اکرام کیا گویا اس نے ستر تباویں کا
اکرام کیا اور جس نے مہمان کے لیے ایک درہم خرچ کیا گویا اس نے اللہ کی راہ میں
ہزار ہزار دینار خرچ کئے۔

۲۔ مہمان کا اکرام:

قال امیر المؤمنین: أَكْرَمَ ضَيْفَكَ وَ إِنْ كَانَ حَقِيرًا (غور الحکم ج ۱،
ص ۸۰۲)

حضرت علیؑ نے فرمایا: مہمان کا اکرام و عزت کرو اگرچہ حقیر ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ مومن کا اکرام خدا کا اکرام:

قال الصادق: مَنْ اتَاهُ اخْوَهُ الْمُسْلِمَ فَأَكْرَمَهُ فَإِنَّمَا أَكْرَمَ اللَّهُ
عَزَّوَجَلَ (کافی ج ۲، ص ۲۰۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان برادر کا اکرام کیا گویا اس نے خدا
عَزَّوَجَلَ کا اکرام کیا۔

۴۔ کھانا کھلانا:

قال الصادقؑ: مَا أَرَى شَيْئًا يَعُدُّ لِرِيَاضَةِ الْمُؤْمِنِ إِلَّا إِطْعَامُهُ وَحَقُّ
عَلَى اللَّهِ أَنْ يُطْعِمَ مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا مِنْ طَعَامِ الْجَنَّةِ (كتاب الشافعی ج ۲، ص ۱۲۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: سوائے مومن کو کھانا کھلانے کے کوئی اور چیز ثواب میں
زیارت مومن کے برادر نبی اللہ کے لیے سزاوار ہے کہ وہ جنت کا کھانا اس شخص کو
دے جو کسی مومن کو کھانا کھلائے۔

۵۔ ضیافت:

قال امیر المؤمنین: الْضِيَافَةُ رَأْنُ الْمُرْوَةِ (غراجم ح ۱، ص ۸۰۲)
مولاناؒ نے فرمایا: ضیافت و مہمان نوازی مرتوت و مرداگی کا کی اساس ہے۔

ترجمہ:

مہمان نوازی کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔ آپ کو روایت پڑھ کر اندازہ ہو گیا ہوگا
کہ مہمان نوازی کا کتنا اجر ہے۔ مہمان درحقیقت خدا کا دوست ہوتا ہے جب مہمان
گھر میں آتا ہے تو اپنے ساتھ رحمتیں و برکتیں لے کر آتا ہے اور جب مہمان گھر سے
جاتا ہے تو میرہ ان اور اس کے گھر والوں کے گناہ لے جاتا ہے۔

مہمان کے لیے ضروری ہے کہ جب کسی کے یہاں جائے تو پہلے اجازت طلب

کرے اگر اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے سلام کرنے اور میز بان کو چاہیے کہ مہمان کا احترام و اکرام کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق مہمان نوازی کرے اور دستخوان پر بیٹھے تو پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب سے آخر میں ختم کرے اور مہمان کو چاہیے کہ میز بان کے حق میں دعا کرے اور اس کی وسعت رزق کے لیے خصوصاً دعا کرے۔

خدا سے دعا ہے بحق چهاروہ مخصوصین ۴ ہمیں مہمان نوازی کرنے کی توفیق عطا فرماء۔ (آمین)

واقعات:

۱- حضرت ابراہیم ۵ کی ضیافت:

حضرت ابراہیم ۵ اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز تھے، آپ اسکلے کھانا کھانے کے عادی نہیں تھے اگر ان کے ہاں کوئی مہمان نہ آتا تو آپ خود استول، چورا ہوں پر کھڑے ہو جاتے تھے اور مسافروں کو کھانا کھانے کی دعوت دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ مہمان تلاش کرنے کے لیے ایک شاہراہ پر گئے وہاں انہیں ایک ایسا مہمان ملا جو کافر تھا۔ آپ نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دی اور اس نے دعوت قبول کر لی۔ آپ اسے اپنے مہمان خانہ لے آئے اور اس کے ہاتھ دھلانے اور پھر اس کے سامنے روٹی رکھی۔

مہمان نے جیسے ہی لقمه توڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اس سے فرمایا:
دوسٹ! کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھو۔ مہمان جو کافر تھا
اس نے کہا: میں کسی کورب نہیں مانتا اور میں کسی کا نام لے کر ابتداء کرنے کا قائل نہیں
ہوں۔

ابراہیمؑ نے بڑا اصرار کیا کہ بسم اللہ پڑھ لیکن مہمان اپنی ضد پر قائم رہا۔ اس پر
حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: پھر تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ہمارے پاس تمہارے لیے
کوئی کھانا نہیں ہے۔ مہمان اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس وقت ابراہیمؑ پر اللہ کی وحی
نازال ہوئی:

”اے ابراہیم! تم نے اپنے مہمان کو کیوں بھگایا؟ یہ پہلے دن سے ہی ہمارا منکر
ہے مگر ہم تو اسے ستر سال سے مسلسل رزق دے رہے ہیں۔ تمہارے دروازے پر تو
یہ آج پہلی بار آیا ہے مگر تم نے اسے دھنکا رہ دیا۔“

ابراہیمؑ کو اپنے طرزِ عمل پر شدید ندامت محسوس ہوئی اور آپ دوڑ کر مہمان کے
پیچھے گئے اور اس سے اصرار کیا کہ وہ واپس آئے اور کھانا کھائے۔

کافر مہمان نے کہا: میں اُس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک مجھے اس کا
سبب نہ بتاؤ گے۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: جس خدا کی محبت میں، میں نے تجھے بھوکا اٹھا دیا تھا
اس خدا نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ شخص روزِ اول سے ہی ہمارا منکر ہے مگر ہم نے اس کا
رزق بند نہیں کیا اس کے حصے کی روشنی بند نہیں کی۔ اس کی اولاد بند نہیں کی۔ ہم تو ستر

سال سے اسے رزق دے رہے ہیں آج یہ زندگی میں پہلی مرتبہ تمہارے پاس آیا ہے تو تم نے اسے دستِ خوان سے اٹھا دیا۔ جاؤ اور اسے راضی کر کے کھانا کھلاؤ۔

میرا بندہ خواہ میرا نام لے یانہ لے وہ بھوکا نہیں رہنا چاہیے۔ اگر نبی کے دروازے سے کوئی بھوکا چلا گیا تو یہ ہماری شانِ رُّتّی کی تو ہیں ہو گی۔

جب کافرنے یہ بات سنی تو شرمدگی سے اس کی گردن جھک گئی اور کہنے لگا کہ ”میں بھی لکھنا لا لاق ہوں کہ اتنے عرصہ سے اتنے مہربان خدا سے غافل رہا۔“ اس کے بعد اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا شمار صاحین میں ہونے لگا۔ (کشکولِ دستغیب ج ۱، ص ۶۸)

۲۔ احترامِ صاحین:

ایک مرتبہ کاذکر ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت علیؓ کا مہمان ہوا۔ آپؐ نے اٹھ کر مہمانوں کا استقبال کیا۔ انہیں صدرِ مجلس میں جگہ دی اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو آپؐ نے مہمانوں کے سامنے طعام رکھوایا۔ جب مہمان کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو آپؐ نے غلام قنبرؓ سے فرمایا: تو لیہ لا وَ اور لوٹے میں پانی لا وَ۔

قنبرؓ دونوں چیزیں لے آئے۔ آپؐ نے پانی کا لوتا لیا اور ان میں سے جو باپ تھا اس کے ہاتھ دھلانے کا ارادہ کیا۔ اس شخص نے عرض کی کہ مولا: آپؐ امیر المؤمنینؐ اور خلیفۃ المسلمين ہیں، آپؐ میرے ہاتھ نہ دھلانیں لیکن آپؐ نے فرمایا: کوئی حرخ نہیں تم ہمارے مہمان ہو، میں ہی تمہارے ہاتھ دھلاؤں گا۔

جب آپ اس کے ہاتھ دھلا چکے تو آپ نے اپنے فرزند محمد بن حفیٰ سے کہا: بیٹا! اگر اس شخص کا بیٹا اکیلا میرے ہاں مہمان ہوتا تو اس کے ہاتھ بھی میں خود دھلاتا لیکن خدا نہیں چاہتا کہ باپ بیٹے دونوں یکساں ہوں۔ میں نے باپ کے ہاتھ دھلائے ہیں تم اس کے بیٹے کے ہاتھ دھلاؤ۔ (کشکول دستغیب ج ۲، ص ۲۲)

jabir.abbas@yahoo.com

(۲۸)

نماز

آیات:

۱۔ مشکلات میں نماز سے مدد و طلب کرنا:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاطِئِينَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵)

(سورہ بقرہ، آیت ۲۵)

صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگنے کا مشکل کام ہے مگر ان لوگوں کے لیے جو خشوع اور خضوع والے ہیں۔

۲۔ نماز برائی سے روکتی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (سورہ عنكبوت، آیت ۲۵)

نماز برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے۔

۳۔ نماز جماعت:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَرْكَعُوا مَعَ الرَّأْكِعِينَ﴾ (سورہ

(بقرہ، آیت ۲۳)

نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

۲- نماز نہ پڑھنے کا انجام:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ★ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾ (سورہ مدثر،

آیات (۳۲، ۳۳)

آخر تھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا وہ کہیں گے کہ ہم نماز گزارنیں تھے۔

۳- طبیان کے ساتھ نماز پڑھو:

﴿فَإِذَا أَطْمَأْنَتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۰۳)

جب طبیان حاصل ہو جائے تو با قاعدہ نماز قائم کرو۔

روايات:

۱- شیطان سے بچنے کا راستہ:

قال امیر المؤمنین: الصلوة حصن من سطوات الشیطان (غراہم ج ۱ ص ۸۲) (۷۸۲)

حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا: نماز شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک قلعہ ہے۔

۲- رحمت خدا:

قال علی بن ابی طالب: الصلاة تستنزل الرحمة (غراہم ج ۱ ص ۸۲) (۷۸۲)

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: نمازِ رحمت خدا کو چھپتی ہے۔

۳۔ اس قدر حمتیں:

قال امیر المؤمنینؑ: لَوْ يَعْلَمُ الْمُصَلَّی مَا يَغْشَاهُ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمَارَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ (غرا الحكم ج ۱ ص ۸۲)

امام علیؑ نے فرمایا: اگر نمازی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس وقت اس پر کتنی حمتیں نازل ہو رہی ہیں تو وہ بحمد اللہ سرنہ اٹھائے۔

۴۔ نماز کو سبک سمجھنا:

قال الصادقؑ: إِنَّ شَفَاعَتَنَا لَا تَنالُ مُسْتَخْفَىٰ بِالصَّلَاةِ (وسائل رج ۳، ج ۱)

(۲۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: جس نے نماز کو سبک (کم) سمجھا وہ ہماری شفاعت سے محروم رہے گا۔

۵۔ آخری نماز:

قال امیر المؤمنینؑ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيُضَلِّ صَلَاةً مُؤَدِّعٍ (غرا الحكم ج ۱ ص ۸۲)

امام علیؑ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اس کو یہ سمجھ کر نماز پڑھنی چاہیے کہ یہ میری آخری نماز ہے۔

تشریح:

جس کے ذہن میں نماز کا فلسفہ لقائے الہی ہے اور اُجر و ثواب کا یقین ہے اس کے لئے صبح، دوپہر، شام کوئی وقت مشکل نہیں ہے اور خدا ذہن سے نکل جائے تو پھر ہر وقت مشکل ہے۔ نماز ایک فریضہ ہے اور وقتِ معین کے ساتھ فریضہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے، وقتِ نماز میں کوتا ہی کرنا اصل نماز میں خوتا ہی کرنے کے مراد ہے اور اسی لیے علماء اسلام نے بلا عذر نماز قضا کر دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ عذر کی تفصیل بھی احکام شریعت سے دریافت کرنی چاہیے، خود ساختہ خیالات کا نام عذر شرعی نہیں ہے۔ انسان کو یقین ہو جائے کہ رات کو دیر تک جا گنا نمازِ صبح کے قضا ہو جانے کا باعث ہو گا تو سوجانا ضروری ہے اور جا گنا حرام ہے۔ اس کے لئے کار خیر کا عذر بھی کار گرنیں ہو سکتا۔ نماز پڑھنے سے رزق میں برکت، پریشانیاں دور اور اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے۔ جب نماز شروع کرو تو یہ کہو کہ یہ دنیا میں میری آخری نماز ہے اور یہ خیال کرو کہ جنت تھہارے سامنے اور جہنم تھہارے پیروں کے نیچے، ملک الموت پیچھے، انبیاء و دائیں طرف، فرشتہ بائیں طرف اور خدا سر کے اوپر سے دیکھ رہا ہے۔ پس دیکھو کہ تم کس کے سامنے کھڑے ہو، کس سے مناجات کر رہے ہو اور تمہیں کون دیکھ رہا ہے؟ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق مظلوم کر بلہ حضرت امام حسینؑ میں نماز اور اگر ہمارے ذمے قضا نمازیں ہوں تو انہیں پڑھنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

اوہ رکعت نماز دنیاوی خیال سے خالی:

تفسیر بربان میں برداشت ابن شہر آشوب ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا ﷺ کے پاس دو اونٹیاں بطور ہدیہ آئیں۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص ایسی دور کعتیں ادا کرے جس میں کوئی دنیاوی خیال دل میں نہ گزرے تو میں ان میں سے ایک اونٹی اس کو دے دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ اعلان تین بار دہرا�ا۔ کسی کو لبیک کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پس حضرت علیؓ نے لبیک کہا چنانچہ جب دو رکعت نماز پڑھ کر توجرا نائل نازل ہوئے اور فرمایا: خدا تخفہ درود وسلام کے بعد فرماتا ہے حب و عده ایک اونٹی علیؓ کے حوالے کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں نے شرط لگائی تھی کہ دل میں خیال نہ گزراں نے دیکھ لیکن علیؓ نے حالت تشهد میں یہ خیال کیا تھا کہ ان میں سے کون سی لوں؟ تو توجرا نائل نے دوبارہ پٹکر عرض کی کہ خدا فرماتا ہے علیؓ کا وہ خیال دنیاوی نہ تھا بلکہ میری خوشنودی کے لئے تھا کیونکہ علیؓ نے سوچا تھا کہ ایسی اونٹی لوں کا جو زیادہ موتی ہوتا کہ اس کو خر کر کے مساکین پر صدقہ کروں۔ پس خوشی کے مارے رسول اللہ ﷺ پر گریہ طاری ہوا اور وہ دونوں اوونٹیاں حضرت علیؓ کے حوالے کر دیں اور یہ آیت اتری۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرٍ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ﴾ (سورہ ق، آیت ۳۷)

اس واقعہ میں نصیحت کا سامان موجود ہے اس انسان کے لیے جس کے پاس دل ہو۔

۲۔ تارک الصلاۃ کیوں کافر ہے؟

مسجدہ صحابی امام صادقؑ ایک دفعہ امامؑ کے پاس آیا اور آکر سوال کیا: یا بن رسول اللہؐ کیا وجہ ہے کہ بدکار کو بعنوان کافر معنی نہیں کرائی گئی جب کہ تارک الصلاۃ کو کافر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کیونکہ بدکار اور اس کی طرح کے دیگر افراد اس کام کو جنپی شہوت کی وجہ سے انجام دیتے ہیں لیکن تارک الصلاۃ نماز کو ترک نہیں کرتا مگر فقط اور فقط سبک سمجھتے ہوئے۔ مرد بدکار عورت کی طرف نہیں آتا مگر لذت کی وجہ سے لیکن جو شخص نماز کو ترک کرتا ہے اس کو کوئی لذت نہیں ہوتی۔ جب لذت نہ ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو سبک شمار کرنا باعث ہنا کہ نماز کو ترک کرے۔ ”اذا وقع الاستخفاف وقع الكفر“ جب نماز کو سبک شمار کیا تو کفر آگیا۔ (دستا نھای اصول کافی ص ۵۰۹)

(۳۹)

ہمسایہ

آیات:

۱۔ احسان:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْأُولَاءِ الدِّينِ إِحْسَانًا وَبِذِي
الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا أَمْلَكْتُ إِيمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَرْجِعُ
مِنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا
برتاو کرو اور قرابتداروں کے ساتھ، تیموں مسکینوں، قریب کے ہمسایہ، دور کے
ہمسایہ، پہلوشین، مسافر غربت زده، غلام و کنیر سب کے ساتھ نیک برتاو کرو کہ اللہ
مغرورو مبتکر لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

۲۔ پڑوی کی مدد:

﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَأْمُونَ﴾ (سورہ ماعون، آیت ۷)

اور معمولی ظروف بھی عاریت پر دینے سے انکار کرتے ہیں۔

۳۔ ہمسایہ سے جدائی:

﴿يَوْمَ لَا يَغْنِي مَوْلَى عَنْ مَوْلَى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنَصَّرُونَ﴾ (سورہ دخان، آیت ۳۱)

جس دن کوئی دوست دوسرے دوست کے کام آنے والا نہیں ہے اور نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔

۴۔ شیطان کہتا ہے:

﴿وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ﴾ (سورہ انفال، آیت ۳۸)

(شیطان نے کہا: میں تمہارا مددگار (پڑوئی) ہوں۔

۵۔ ہمسایہ مومن ہو:

﴿الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أُولَئِكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيْتَنَّوْنَ عِنْهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۱۳۹)

جو لوگ مومنین کو چھوڑ کر کفار کو اپنا ولی اور سرپرست بناتے ہیں کیا ان کے پاس عزت تلاش کر رہے ہیں جب کہ ساری عزت صرف اللہ کے لئے ہے۔

روايات:

۱۔ ہمسایوں کی معلومات:

قال امیر المؤمنین : سَلْ عَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ (غُرَرُ الْحِكْمَةِ ج ۱، ص ۲۰۲)

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: گھر لینے سے پہلے ہمسایوں کے بارے میں معلوم کرو۔

۲۔ ہمسایوں کی کثرت:

قال علی بن ابی طالبؑ: مَنْ حَسُنَ جَوَارُهُ كَثُرٌ جِيْرَانُهُ (غُرَرُ الْحِكْمَةِ ج ۱، ص ۲۰۲)

مولانا علیؑ نے فرمایا: جس کا پڑوں اچھا ہوتا ہے، اس کے ہمسایوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

۳۔ پڑوسیوں کی خدمت:

قال علیؑ: مَنْ أَحْسَنَ إِلَى جِيْرَانِهِ كَثُرَ خَدْمَةُ (غُرَرُ الْحِكْمَةِ ج ۱، ص ۲۰۳)

حضرت علیؑ نے فرمایا: جو اپنے پڑوسیوں کی خدمت کرتا ہے اس کے خدمت گزار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

۴۔ رزق میں برکت:

قال الصادقؑ: حُسْنُ الْجِوَارِ يَرْبُدُ فِي الرِّزْقِ (کافی ج ۲، ص ۲۶۶)

امام صادقؑ نے فرمایا: ہمسایوں سے نیکی رزق و روزی میں اضافہ کرتی ہے۔

۵۔ ہمسایہ کی حدود:

کُلُّ أَرْبَعِينَ دَارَا جِيْرَانُ، مِنْ بَيْنَ يَدِيهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمْنِيهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ (کتاب الشافی ج ۵، ص ۲۱۶)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: چالیس گھر چاروں طرف سے ہمسایہ میں داخل ہیں۔

تشریح:

ہمسایہ، پڑوی اچھا ہو تو انسان کی زندگی سکون و اطمینان سے گذر جاتی ہے ورنہ روز رو زکی بڑ بڑا اور حق و پکار، تکلیف و اذیت کا باعث بنی رہتی ہے اس لئے روایت میں ہے کہ گھر لینے سے پہلے پڑویوں کے بارے میں معلومات کرلو کہ پڑوی کیسے ہیں کیونکہ برا پڑوی بڑی سختی اور عظیم ترین بلا ہے اور اچھا پڑوی ایک نعمت ہے کیونکہ پڑوی اہل خانہ کے حکم میں ہوتا ہے لہذا آدمی کو اس سے آدمیت، انسانیت کی توقع ہوتی ہے لیکن جب وہ برا ہو جاتا ہے تو اسے بہت دکھ ہوتا ہے خواہ اس نے اسے اذیت بھی نہ دی ہو۔ بہر حال ہمسایوں کے ساتھ نیکی کرنا ان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنے ا عمر، آبادی، رزق میں اضافہ کا باعث ہے۔ کوشش کریں کہ ہم سے ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

خدا سے دعا کرتے ہیں بحق ائمہ طاہرین "ہمیں پڑویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین)

واقعات:

۱۔ پہلے ہمسایہ:

امام حسن - فرماتے ہیں: بچپنے میں ایک رات میں کافی دیر تک جا گتار ہا میں نے دیکھا کہ میری والدہ ماجدہ نماز شب میں مشغول ہیں، مسلسل آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، بدن میں لورہ طاری ہے۔ نماز کے بعد آنکھوں میں اشک، ہاتھ آسانوں کی طرف اٹھے ہوئے اور موئین کے لئے دعائے خیر ایک ایک کا نام لے کر کر رہی ہیں۔ میں نے چاہا کہ دیکھوں۔ اپنے لئے کس طرح دعا کر رہی ہیں لیکن میں نے دیکھا کہ مادر گرامی نے موئین کے لئے تو اس قدر دعا کیں کیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہ کی۔ کل میں نے اپنی والدہ گرامی سے سوال کیا: کیوں آپ نے سب کے لئے دعا کیں کیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہ کی؟

آپ نے فرمایا: بُنَىٰ الْجَازُ ثُمَّ الدَّار

اے میرے بیٹے پہلے ہمسایہ پھر اپنا گھر۔ (سیرت حضرت فاطمہ زہرا ص ۷۳)

۲۔ ہمسایہ سے بخبری:

آقائے سید جواد عالیؑ مذهب اہل بیتؑ کے معروف فقیہ، صاحب کتاب "مفتاح الکرمۃ" ایک شب کھانے میں مصروف تھے کہ آپ کے کانوں میں دروازہ بختے کی آواز آئی جو نبی آپؐ کو معلوم ہوا کہ دروازے پر استاذ معلم آقائے سید مهدی بحر العلوم کی طرف سے آدمی آیا ہے تو وہ جلدی سے دروازے کی طرف آئے۔ دروازے پر پیغام

موصول ہوا کہ استاد نے فوراً طلب فرمایا ہے اور فرمایا ہے اس وقت تک کھانا شروع نہیں فرمائیں گے جب تک آپ نہ آجائیں گے۔

سید جواد اپنا کھانا چھوڑ کر جلدی سے استاد بحر العلوم کی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ جوئی ادھر پہنچنے تو استاد معظم انہیں دیکھتے ہی ان پر برس پڑے فرمایا: سید جواد خدا سے خوف نہیں کھاتے ہو اور غصہ بھرے لہجہ میں فرمایا: تمہیں اپنے خدا سے شرم نہیں آتی؟

سید جواد حیرت کے درمیاں ڈوب گئے اور پھر پوچھا: اگر ممکن ہو تو بتا دیں کہنا چیز سے کیا غلطی ہوئی ہے۔ استاد نے فرمایا: سات دنوں سے تیرافلاں ہمسایہ اہل و عیال سمیت بھوکا ہے۔ نہ گندم، نہ چاول، ان کے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے وہ سات دنوں سے اپنی گلی کے سبزی فروش سے قرض لے کر گزاہ کر رہا ہے۔ آج جب وہ پھر سے ادھار لینے گیا تو دکاندار نے اُسے دیکھتے ہی کہا: آپ کے قرضے کی رقم زیادہ ہو گئی ہے۔ ہم آپ کو قرضہ نہیں دے سکتے ہیں۔ وہ یہ سنتے ہی شرم سے واپس آگیا۔ آج شام اس کے لئے اور اس کے اہل و عیال کے لئے کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

سید جواد نے عرض کیا: استاد معظم! بخدا مجھے اس بارے میں کچھ خبر نہیں ہے، اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں ان کی ضرور خبر گیری کرتا۔

استاد صاحب نے فرمایا: میرے شور کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ اپنے ہمسایوں کے احوال سے کیونکر بے خبر رہتے ہیں۔ سات دن گزر جائیں اور ان کا یہ حال ہو۔ تمھیں معلوم بھی نہ ہو، آخر کیوں؟ اور وہاں اگر باخبر ہوتے ہوئے بھی

ان کے لئے پچھنہ کرتا تو پھر تو مسلمان بھی نہ رہتا۔

سید جواد نے عرض کیا: حکم فرمائیئے، اب میں کیا کروں؟

علامہ بحر العلوم نے فرمایا: میرا خادم کھانے کا یہ طشت اٹھا کر آپ کے ساتھ اس کے دروازے تک جائے گا اور آپ کو پہنچا کر واپس آجائے گا۔ آپ خود دروازہ بجا کیں گے اور یہ لویر قم ہے ساتھ لے جاؤ۔ یہ آہستہ سے ان کے کسی تنقید کے نیچے رکھ دینا ان کے ساتھ مل کر کھانا کھانا۔ کھانے کے بعد ان سے مغدرت خواہی کرنا۔ یہ طشت ادھر ہی رہنے دیتا۔ جب تک یہ کام انجام دے کر واپس میرے پاس نہیں آؤ کے میں آپ کے آنے تک کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مجھے واپسی پر احوال سے مطلع کرو کہ اس مردمومن کا کیا ہوا؟

سید جواد اسٹاد کے احکام کے مطابق اس مردمومن کے گھر گئے اور دروازے پر اجازت طلب کی، اندر داخل ہوئے، دسترخوان بچھایا گیا۔ سید جواد کی مغدرت طلبی پر صاحب خانہ نے کھانا کھانا شروع کیا۔ پہلے لئے پر کھانے کے ذائقے سے اسے محسوس ہوا کہ یہ کھانا سید جواد کے گھر کا نہیں ہے کیونکہ سید جواد عرب ہیں اور یہ کھانا عرب کے گھر کا نہیں ہے۔ فوراً کھانا کھانے سے ہاتھ روک لیا اور پوچھایا کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ جب تک نہیں بتائیں گے کھانا نہیں کھاؤں گا۔

سید جواد نے جتنا اصرار کیا وہ شخص نہ مانا بالآخر ناچار سارا ماجرہ استایا۔

اس شخص نے کھانا شروع کیا اور تعجب کے ساتھ کہا: میں نے اپناراز کی کوئی نہیں بتایا

تمانہ جانے سید بحر العلوم کو کیسے معلوم ہوا۔ (موضوعی داستانیں ص ۱۳۱)

(۵۰)

یتیم

آیات:

۱- یتیم کو کھانا کھلانا:

﴿أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مُسْعَدَةٍ ﴾ ۲۷ یتیمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴾﴾ (سورہ بدر، آیت

(۱۲،۱۵)

یا بھوک کے دن کھانا کھلانا کسی قرابدار یتیم کو۔

۲- یتیم پر قہر و غصہ نہ کرو:

﴿فَإِمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهِرْ﴾ (سورہ ضحیٰ، آیت ۹)

لہذا اب یتیم پر قہر نہ کرو۔

۳- یتیم کامال کھانا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ طُلْمَانٌ إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

نَارًا وَسَيَضْلُّونَ سَعِيرًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۲۱)

جو لوگ ظالمانہ انداز سے یتیموں کامال کھا جاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں

آگ بھر ہے ہیں اور عقریب واصل جہنم ہوں گے۔

۲- یتیم کو دھکے مت دو:

﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ☆ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتَيمَ﴾

(سورہ ماعون، آیات ۲، ۱)

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو قیامت کو جھلاتا ہے یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

۵- یتیموں کے بارے میں سوال:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ فَلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۲۲۰)

اور یہ لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دو کہ ان کے حال کی اصلاح بہترین بات ہے اور اگر ان سے مل جل کر رہو تو یہ بھی تمہارے بھائی ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے۔

روايات:

۱- نیکی کرو:

قال امير المؤمنین: بُرُوا آیتامکُمْ (غرا الحكم ج ۲، ص ۷۸۶)

امام علیؑ نے فرمایا: اپنے یتیموں کے ساتھ نیکی کرو۔

۲۔ خدا کے نزدیک معزز و مکرم:

قال علی ابی طالب: کافلُ الْيَتِيمِ وَ الْمُسْكِينِ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْمُكْرَمِينَ (غراہن ج ۲، ص ۷۸۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا: یتیم و مسکین کی کفالت کرنے والا خدا کے نزدیک معزز و مکرم ہے۔

۳۔ یتیم کا خیال کرو:

قال امیر المؤمنین: مَنْ رَعَى الْأَيْتَامَ رُعِيَ فِي بَيْتِهِ (غراہن ج ۲، ص ۷۸۷)
امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: جو یتیموں کا خیال رکھتا ہے اس کی اولاد کا خیال رکھا جائے گا۔

۴۔ یتیموں سے بہترین سلوک:

قال رسول اللہ: كُنْ لِلْيَتِيمِ كَالْأَبِ الرَّحِيمِ (میزان الحکمہ ج ۲، ص ۳۲۰۸)
رسول خدا ﷺ نے فرمایا: یتیموں کے ساتھ مہربان باب پ جیسا سلوک کرو۔

۵۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنے کا اجر:

قال امیر المؤمنین: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ يَضْعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ إِلَّا كَسَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ شَعْرٍ مَرَثٍ يَدَهُ عَلَيْهَا حَسَنَةٌ (میزان الحکمہ ج ۲، ص ۳۲۰۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: کوئی بھی مومن مرد یا عورت جب اپنا ہاتھ یتیم کے سر پر پھیرتا یا رکھتا ہے تو پورا دگار اس کے لئے ہر بال کے بد لے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

تشریح:

تیم کی کفالت کرنا ایک عظیم عبادت ہے۔ جو شخص تیم کی کفالت کرتا ہے خدا ایسے اسباب مہیا کرتا ہے کہ اس کے بچوں کی کفالت کی جائے گی۔ قرآن و روايات میں تیم کے ساتھ اچھا برنا اور نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تیم کے مال کی دلکشی بھال اور اس کے مال کو نہ کھانے کا امر کیا گیا ہے۔ تیموں کی دلکشی بھال، ان پر اتفاق اور کھانا کھلانے وغیرہ کا بہت اجر و ثواب ہے۔ جنت میں ایک عالی شان باعث ہے، جس میں صرف وہ لوگ جائیں گے جو مومنین کے تیموں کو دنیا میں خوش کیا کرتے تھے۔ تیم کے سر پر ہاتھ رکھنا یا ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا بھی اجر و ثواب ہے۔ جتنے بال ہاتھ پھیرنے کے نتیجے میں ہاتھ کے نیچے آئیں گے توہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی۔ تیموں کا خیال رکھیں یہ نہ ہو کہ تیموں کے نام پر ہم مال جمع کریں اور پھر خود ہی کھا جائیں۔ جو ایسا کرتا ہے یا کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ تیموں کے ساتھ اپنے بچوں جیسا سلوک کریں جس طرح ہم چاہتے ہیں ہمارے بچے خوشحال اور اچھے طریقے سے رہیں، اسی طرح تیموں کے بارے میں سوچیں۔ خدا سے دعا کرتے ہیں بحق محمد وآل محمد تیموں کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی توفیق عطا فرم۔ (آمین گھم آمین)

واقعات:

ا۔ مولا علیؐ اور شیم پروردی:

حضرت علیؐ نے ایک خاتون کو کندھے پر پانی کا مشکیزہ اٹھائے جاتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے آگے بڑھ کر اس سے مشکیزہ لے لیا اور خود اٹھایا۔ اسے اس کے گھر تک پہنچایا اور اس سے اس کے حالات معلوم فرمائے۔

عورت نے کہا: میرے شوہر کو حضرت علی بن ابی طالبؐ نے کسی ضروری شرعی کام کے لئے بھیجا تھا وہ ادھر شہید ہو گیا۔ اپنے بعد میرے لئے چند چھوٹے یتیم بچے چھوڑ گیا ہے۔ میرے وسائل محدود ہیں۔ بچوں کی سر پرستی نہیں کر پاتی ہوں۔ ضرورت کی وجہ سے میں لوگوں کے گھروں میں خدمت کرتی ہوں۔

حضرت علیؐ وہاں سے واپس لوٹے اور خوراک کا سامان اٹھایا، اس عورت کے گھر کو چلے، جب آپؐ وہ خوراک کا سامان اٹھا کر جا رہے تھے تو راستے میں آپؐ کو آپؐ کے صحابہ عقیدت مند مجبور کر رہے تھے کہ سامان ہم اٹھاتے ہیں۔

آپؐ فرماتے ہیں: آج تو تم اٹھاؤ گے لیکن قیامت کے دن میرا بار کون اٹھائے گا؟

آپؐ اس خاتون کے دروازے پر پہنچے، دق الباب کیا، اندر سے خاتون نے پوچھا: کون ہے؟

آپؐ نے جواب دیا کہ وہی جس نے کل آپؐ کا مشکیزہ اٹھانے میں مدد کی تھی۔

اب آپ کے بچوں کے لئے خوراک لایا ہوں، دروازہ کھولیں۔
 عورت نے دروازہ کھولا، کھانے کا سامان لے لیا اور دعا کی۔ خداوند متعال آپ سے راضی اور علی بن ابی طالب سے باز پرس کرے۔
 آپ نے اجازت چاہی کہ اگر جازت ہو تو اندر آجائوں۔ اس نے اجازت دی، آپ نے فرمایا: میں آپ کے گھر بیلوں کا موم میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ بتاؤ بچوں کو بہلا دو گی یا روتی پکاؤ گی؟
 عورت نے کہا: میں کھانا بنانے کا کام زیادہ بہتر جانتی ہوں۔ آپ ذرا میرے بچوں کو بہلا دیں۔

خاتون آنحضرت کرنے لگی تو حضرت علیؓ جو گوشت لائے تھے اس کے کباب بنانے لگے وہ کباب اور بھوریں بچوں کو کھلانے لگے اور ساتھ ساتھ فرماتے: اے بچوں تم علیؓ سے راضی ہو جاؤ۔ اگر علیؓ سے تمہارے حق میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے تو راضی ہو جاؤ۔

جب عورت نے آنحضرت کر لیا تو دیکھا کہ تنور روشن ہو گیا ہے، حضرت علیؓ نے تنور جلا دیا۔ آپ جب تنور پر کھڑے ایندھن ڈال رہے تھے تو آگ کی حرارت محسوس کرتے تو فرماتے: ذرا اس گرمی کو ہر داشت کرو، آپ کس طرح اس بیوہ اور بیٹیم بچوں سے بے خبر ہے۔

اس دوران ایک اور عورت جو حضرت علیؓ کو جانتی تھی گھر میں داخل ہوئی جو نبی اس کی نظر حضرت پر پڑی تو جلدی سے اس بیوہ عورت سے کہا: یہ کیا ہوا اے عورت؟

افسوس ہے کہ تو اہلِ اسلام کے پیشواؤ اور ملک کے سربراہ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے گھر بیوکام کروارہی ہے۔

عورت شرمندگی میں ڈوب گئی اور جلدی سے آنحضرتؐ کے پاس پہنچی عرض کیا: اے امیر المؤمنینؑ مجھے آپؑ سے شرمندگی ہے، مجھے معاف کر دینا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں آپ سے اور آپ کے بچوں کے حق میں بے خبر ہونے پر معذرت خواہ ہوں۔ (بخار الانوار ج ۹، ص ۵۳۶، موضوعی داستانیں، ص ۳۷)

گنجینہ معارف (ج ۱، ص ۸۹)

۲۔ تیموں سے مہربانی:

بصرہ کے علاقے میں ایک شخص کی وفات ہوئی، چونکہ وہ شخص گناہ گار تھا اس کی میت اٹھانے میں کوئی شریک نہ ہوا۔ اس کی بیوی نے اجرت پر چند مزدور منگو اکر اس کا جنازہ اٹھوایا۔ غسل و کفن کے بعد اس کی نماز جنازہ میں شریک ہونے بھی کوئی نہ آیا۔

جب نیت قبرستان کی طرف روانہ ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک زاہد پارسا شخص راستے میں کھڑا اس میت کا انتظار کر رہا تھا۔ جب میت اس کے نزدیک پہنچی تو وہ خود بھی جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور ساتھ والوں کو بھی شریک ہونے کا کہا۔ سب نے مل کر نماز جنازہ پڑھی۔ دیکھنے والوں کو اس پر تجلب ہوا تو انہوں نے اس پارسا سے پوچھا، اس نے بتایا کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ۔ ایک جنازہ آئے گا جس کے ساتھ صرف ایک خاتون ہو گی تم جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو،

کیونکہ اس کی بخشش ہو گئی ہے۔

پھر اس پارسا شخص نے مر جنم کی بیوی سے اس کے حالات معلوم کیے، عورت نے جواب دیا کہ میرا شوہر علی الاعلان کثرت سے شراب پیتا تھا۔ نیک شخص نے پوچھا، کیا اس کا کوئی اچھا عمل بھی تھا؟

عورت نے کہا: بہاں وہ صرف تین اچھے کام کرتا تھا۔ ۱۔ جب شراب کا نشہ ختم ہوتا ہے تو روتا ہے اور کہتا ہے خدا یا! کیا معلوم تیری جہنم کے کس گوشے میں میرا ملکہ کا نہ ہو گا۔ ۲۔ صبح سوریے غسل کرتا ہے، لباس تبدیل کر کے نماز میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ۳۔ وہ ہمیشہ ہر وقت تین چار تین بجول کو اپنے گھر میں رکھتا تھا اور اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت کا اظہار کرتا تھا۔ (موضوعی داستانیں ص ۳۶۶)

تمَّت بالخِير و الحمد لله رب العالمين

۱۵ شعبان المُعْظَم ۱۴۳۳ھ

اے میرے مالک، قبول اقتدار سعی
عاجز انه نذر یہ تالیف ہے

منابع و مآخذ

- ترجمہ: علامہ ذیشان حیدر جوادی صاحب قرآن مجید
- ترجمہ: علامہ مفتی جعفر حسین صاحب فتح البلاغہ
- ترجمہ: علامہ مفتی جعفر حسین صاحب صحیفہ کاملہ
- سید ابراہیم لیلانی ۱۔ آمال الوعظین
- مولانا صدر حسین خنفی ۲۔ احسن المقال
- محمد یعقوب کلینی ۳۔ اصول کافی
- آقاۓ دیلیمی ۴۔ ارشاد القلوب
- شیخ طوسی ۵۔ امامی
- شیخ مفیدی ۶۔ الارشاد
- سید علی افضل زیدی ۷۔ انسان ساز واقعات
- علامہ مجلسی ۸۔ بحار الانوار
- آیت اللہ وستغیب ۹۔ بکھرے موتی
- شهید مطہری ۱۰۔ بیست گفتار
- موئی خسر وی ۱۱۔ اپنڈ تاریخ
- استاذ النصاریاں ۱۲۔ توبہ آنحضرت رحمت
- استاد اعتماد ۱۳۔ توبہ از منظر قرآن و روایات
- سید شہزادہ حسین نقوی قمی ۱۴۔ تہذیب زندگی
- آیت اللہ مکارم شیرازی ۱۵۔ تفسیر نمونہ

- | | |
|------------------------|-----------------------------------|
| حسن طبری | ۱۶۔ تفسیر مجتبی البیان |
| آقا نے بحرانی | ۱۷۔ تفسیر برہان |
| رسول مختاری | ۱۸۔ چهل حدیث |
| علامہ مجلسی | ۱۹۔ حیات القلوب |
| شیخ صدوق | ۲۰۔ خصال |
| علی اکبر نہادنی | ۲۱۔ خنزیۃ الجواہر فی نیتۃ المذاہب |
| محمد محمدی اشتہار دی | ۲۲۔ داستانہای اصولی کافی |
| محمد سلیم علوی | ۲۳۔ سیرت حضرت فاطمہ زہرا |
| شیخ عباس قمی | ۲۴۔ سفیہۃ الحمار |
| رسول مختاری | ۲۵۔ شریح زیارت امین اللہ |
| امام جمیعی | ۲۶۔ شرح حدیث جنود عقل و جہل |
| سید جواد رضوی | ۲۷۔ عاقبت و کیفر گناہ گاراں |
| سید حسین شیخ الاسلامی | ۲۸۔ غر راحم (اردو) |
| محمد حسین تہرانی | ۲۹۔ عبرت انگیز واقعات |
| مولانا نافیرو ز الدین | ۳۰۔ فیروز اللغات اردو |
| سید تمیز احسان رضوی | ۳۱۔ قرآنی لطیفہ |
| قبلہ ظفر حسن امر و ہوی | ۳۲۔ کتاب الشافی |
| لامتحنی ہندی | ۳۳۔ کنز العمال |

شیخ بہائی	۳۴۔ کشکول
آیت اللہ دستغیب	۳۵۔ کشکول دستغیب
محمد رحمتی شہر صفا	۳۶۔ گنجینہ معارف
علی محمد حیدر زادی	۳۷۔ گنجائی بہشتی
آقا نے ری شہری	۳۸۔ میزان الحکمة
سید ہاشم بحرانی	۳۹۔ مجرزات آل محمد
ابن شہر آشوب	۴۰۔ مناقب آل ابی طالب
سید اشتق حسین کربلای	۴۱۔ مجلس بنی ہاشم
کاظم سعید پور	۴۲۔ موضوعی داستانیں
شیخ حرم علی	۴۳۔ وسائل الشیعہ
محمد حسین محمدی	۴۴۔ ہزارو یک حکایت اخلاقی
۴۵۔ یک صد و پنجاہ موضوع از قرآن کریم و	
احادیث اہل بیت	اکبر دہقان
علمی اردو لغت	وارث سر ہندی
ورقنا لگت ذگر ک	سید ذوالفقار حسین نقوی
اور مختلف اخبارات و رسائل، کتب، انتہنیت سے استفادہ	

jabir.abbas@yahoo.com